قانون و انصاف کمیشن

قانون فہمی

(جلد سوم)

قانون و انصاف کمیشن، حکومت پاکستان
سپریم کورٹ بلڈنگ
اسلام آباد

فون نمبر:051-9220483
فیکس نمبر:051-9214416
ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk
ویب سائٹ:www.ljcp.gov.pk

فہرست موضوعات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
1	پیش لفظ۔	-1
3-4	اسلام آباد میں لازمی پرائمری تعلیم کا آرڈیننس۔	-2
5-9	مستحقین کی امداد کے لیے بیت المال کا قیام۔	-3
10-11	ضمانت کا قانون اور طریقہ کار۔	-4
12-21	ماحولیاتی تحفظ کا قانون۔	-5
22-28	جانوروں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کے تحفظ کا قانون۔	-6
29-35	ماں کے دودھ اور بچوں کی غذا کے تحفظ کا قانون	-7
36-38	لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت مصالحت انجمن کا کردار و اہمیت۔	-8
39	اسلام آباد تحدید کرایہ داری آرڈیننس۔	-9
40-49	زنا کے مقدمات میں ملزم خواتین کی تفتیش کا طریقہ کار۔	-10
50-52	غیرت یا اس سے ملتے جلتے حیلہ یا عذر کے نام پر قتل کرنے کی ممانعت۔	-11
53-58	نیشنل ہائی وے پر غفلت برتنے سے متعلق جرائم اور سزائیں۔	-12
59	عورت کو بدل صلح میں دینے کی ممانعت۔	-13
60	توہین رسالت ﷺ کے مقدمات میں تفتیش کا طریقہ کار۔	-14
61-65	جبری مشقت کے انسداد کا قانون۔	-15
66-67	فیصلہ شدہ معاملات کو دوبارہ عدالت میں لانے پر پابندی۔	-16
68-72	پاسپورٹ سے متعلق جرائم اور سزائیں۔	-17
73-79	اچھے چال چلن کی ضمانت پر پروبیشن پر رہائی کا قانون۔	-18
80-84	جعلی ادویات کی خرید و فروخت پر پابندی۔	-19
85-89	حدود و تعزیرات پاکستان کے تحت چوری کی سزائیں۔	-20
90-94	شادیوں میں مسرفانہ اخراجات کی ممانعت کا قانون۔ عدالت عظمٰی کے فیصلے کے تناظر میں۔	-21
95-97	قانون برائے تنسیخ نکاح و خلع	-22

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
-23	جرم اغوا کی قسمیں اور ان کی سزا۔	98-102
-24	قانون ولایت بچگان۔	103 -108
-25	جعلسازی اور اس کی سزا۔	109 -112
-26	غیر معیاری ناپ تول کے اوزار کا استعمال اور سزائیں۔	113 -114
-27	بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالتی چارہ جوئی۔	115 -118
-28	سرکار/مملکت کے خلاف جرائم۔	119 -122
-29	کمپیوٹر سے متعلق جرائم اور ان کی روک تھام۔	123-127
-30	کارکنوں کے بچوں کے لیے مفت تعلیم۔	128-129
-31	منصف امن کا تقرر اور اس کی ذمہ داریاں۔	130 -132
-32	پولیس کا انسدادی کارروائی کا اختیار۔	133
-33	سرسری سماعت کا قانون وطریقہ کار۔	134 -135
-34	مداخلت بے جا اور اس کی سزا۔	136 -139
-35	ججوں اور سرکاری ملازمین کے خلاف استغاثے کا قانون اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے تناظر میں۔	140 -141
-36	ایڈووکیٹ جنرل کے فرائض منصبی۔	142 -146
-37	اٹارنی جنرل آف پاکستان کے فرائض منصبی۔	147 -149
-38	معاشرہ/ دستور کے خلاف بغاوت اور غداری کی سزا۔	150 -151
-39	دستاویزی شہادت۔	152 -154
-40	دیوانی مقدمات میں حاضری سے مستثنیٰ افراد کا بیان۔	155 -156
-41	نابالغ اور فاترالعقل افراد کے عدالتی مفادات کا تحفظ۔	157 -159
-42	زبانی شہادت یا گواہ کا بیان۔	160 -162
-43	قانون فہمی سے متعلق شائع شدہ و تکمیل طلب (موضوعات کی فہرست)(Annexure-I)۔	163 -183
-44	شائع شدہ رپورٹوں کی فہرست(Annexure-II)۔	184 -188
-45	تکمیل طلب موضوعات کی فہرست(Annexure-III)۔	189 -203

پیش لفظ

قانون و انصاف کمیشن پاکستان (Law & Justice Commission of Pakistan)
۱۹۷۹ء میں ایک آرڈیننس کے تحت اپنے قیام کے بعد سے اپنے فرائض منصبی کے مطابق رائج الوقت قوانین میں اصلاح اور عدالتی نظام کی ترقی و بہتر کارکردگی کیلئے ایسے تمام قوانین کا جائزہ لینے اور انھیں بدلتے حالات سے ہم آہنگ کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔ اس سلسلے میں کمیشن کئی ملکی قوانین وضوابط کا جائزہ لینے کے بعد ضروری ترامیم و تجاویز پر مشتمل 72 رپورٹیں برائے منظوری ونفاذ حکومت کو پیش کر چکا ہے، جن میں سے بعض کا نفاذ ہو چکا ہے۔ یہ رپورٹیں شائع شدہ صورت میں نیشنل بک فاونڈیشن (National Book Foundation) سے برائے نام قیمت پر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ شائع شدہ رپورٹوں اور تکمیل طلب موضوعات کی فہرست اس کتاب کے آخر میں دستیاب ہے۔

قانون وانصاف کمیشن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ معاشرے میں ملکی قوانین سے متعلق شعور پیدا کرنے اور عوام کو انکے قانونی حقوق ومراعات اور ذمہ داریوں سے اگاہ کرنے کیلئے ضروری اقدامات عمل میں لائے۔ اس مقصد کیلئے سیکرٹریٹ قانون وانصاف کمیشن نے ملکی قوانین کو عام فہم بنانے کیلئے معلومات رسانی کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے جس کے تحت بعض اہم قوانین وضوابط کا اردو ترجمہ کیا جاتا ہے اور عوامی دلچسپی کے مسائل پر مفصل رپورٹیں تیار کر کے شائع کی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں اب تک جتنا مواد تیار ہوا ہے وہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور کمیشن کے ویب سائٹ (www.ljcp.gov.pk) پر بھی دستیاب ہے۔ 97 موضوعات پر مشتمل مواد پہلے ہی کتابی شکل میں دو جلدوں میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اب اس سلسلے کا مزید مواد اس کتاب میں جلد سوم کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ کتابیں بھی نیشنل بک فاونڈیشن سے برائے نام قیمت پر دستیاب ہیں۔ اس مواد سے متعلق کسی بھی وضاحت اور مزید معلومات یا مشورے کیلئے سیکرٹریٹ کی طرف سے دیئے ہوئے فون نمبر، خط، فیکس یا ای میل کے ذریعے یا ذاتی طور پر رابطہ کرنے پر عوام کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

قانون وانصاف کمیشن قانونی اور عدالتی اصلاح سے متعلق مسائل پر تحقیق اور پیشہ ورانہ اداروں اور عوام کے ساتھ تعامل اور رابطے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اصلاح قوانین، حصول انصاف، قانونی تعلیم کے معیار کی بہتری اور اگاہی عوام سے متعلق تجاویز اور مشورے اس سیکرٹریٹ کو بھیجے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر فقیر حسین
سیکرٹری
قانون وانصاف کمیشن پاکستان، اسلام آباد
یکم اگست، ۲۰۰۵ء

اسلام آباد میں لازمی پرائمری تعلیم کا آرڈیننس

۱۹۹۸ء کی رائے شماری کے مطابق پاکستان میں ۵ سال سے کم عمر آبادی ایک کروڑ چھیاسی لاکھ ہے جو کہ ملک کی کل آبادی کا 14.2% حصہ ہے۔ آبادی کے اس تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے قومی تعلیمی پالیسی (National Educational Policy 1998-2010) کو لاگو کیا گیا۔ اس کی اہمیت، فوائد اور خاص طور پر اس سے حاصل ہونے والے ثمرات کے پیش نظر اس پالیسی میں ماقبل پرائمری تعلیم (pre-primary education) کو بھی باضابطہ طور پر شامل کیا گیا ہے۔

پرائمری تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تعلیمی بجٹ کا ایک بڑا حصہ اس کیلئے مختص کیا گیا ہے۔ تاکہ ابتدائی تعلیم کو عام کیا جا سکے۔ تعلیمی حکمت عملی بنانے والوں نے اس بات کو ضروری قرار دیا ہے کہ ابتدائی تعلیم بچوں کی شخصیت کے بنانے میں سب سے زیادہ موثر کردار ادا کرتی ہے اس ضرورت کو محسوس کیا گیا کہ اس کو مزید بڑھایا اور مضبوط کیا جائے اور اس کو ملک کی اولین ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

وفاقی حکومت نے ایک قانون (اسلام آباد میں لازمی پرائمری تعلیم آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۲ء (Islamabad Capital Territory Compulsory Primary Education Ord., 2002) لاگو کیا ہے جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے تا حال یہ قانون صرف اسلام آباد میں نافذ العمل ہے۔ مذکورہ قانون کے تحت بچوں کے والدین/سرپرست کیلئے لازمی قرار دیا جا چکا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں بصورت دیگر ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی عمل میں لائی جائے گی جس کے تحت ان پر جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا آرڈیننس کے تحت اسلام آباد کا رہائشی ہر ایسا بچہ جس کی عمر پرائمری سکول میں داخلہ کے وقت ۵ سال سے کم نہ ہو اور ۱۰ سال سے زائد نہ ہو، کیلئے پرائمری تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے اور ایسا بچہ پرائمری تعلیم کا مستحق ہوگا۔ اس قانون کے تحت والدین کے زمرے میں سرپرست یا کوئی بھی ایسا فرد جس کے زیر کفالت ایسا بچہ ہو، شامل ہیں۔

پرائمری تعلیم سے مراد پہلی جماعت سے لے کر پانچویں جماعت تک کی مکمل تعلیم یا اس میں کسی بھی درجہ کی جماعت کی تعلیم مراد ہے، اور ہر ایسا سکول جس میں پرائمری تعلیم دی جاتی ہو کو پرائمری سکول کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

اتھارٹی کا قیام:

حکومت نے اس مقصد کیلئے سرکاری جریدہ کے ذریعے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو یونین کمیٹی برائے تعلیم کے نام سے موسوم ہے اور ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جو اس قانون کے مقصد کو پورا کرتے ہوں۔ یہ کمیٹی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ متعلقہ علاقے کا ہر ایسا بچہ، جس کی عمر ۵ سال سے کم اور ۱۰ سال سے زائد نہ ہو، لازمی طور پر سکول جائے، یہ کمیٹی اس مقصد کیلئے ایسے اقدامات بھی کرے گی جس کو وہ ضروری سمجھے یا جس کی حکومت وضاحت کرے۔

جہاں کمیٹی یہ محسوس کرے کہ والدین یا سرپرست اپنے بچے یا بچوں کو بغیر کسی معقول وجہ کے سکول نہیں بھیجتے تو وہ ان کو طلب کر سکتی ہے اور ان کے خلاف عدالتی کارروائی ہوگی جس میں ان کو جرمانے کی سزا ہوگی۔

لیکن اگر کمیٹی یہ محسوس کرے کہ بچہ سکول سے غیر حاضر رہا ہے تو وہ ان باتوں کا اطمینان کرے گی کہ اس کی وجوہات کیا تھیں، کیا بچے کو کوئی بیماری ہے یا اس بچے کو سکول سے کوئی ایسی ہدایت ملی تھی یا اس علاقے کے بچے کی رہائش سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ تک کسی ایسے سکول کا وجود نہ تھا۔

جرم و سزا:

اگر والدین میں سے کوئی بچے کو پرائمری تعلیم نہ دلوائے، ان کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا جس پر جرمانہ عائد کرنے کا حکم دیا جائے گا جو کہ ۵۰۰ روپے تک کا ہوگا، خلاف ورزی کی صورت میں یومیہ ۲۰ روپے کے حساب سے مزید جرمانہ عائد کیا جائے گا، تاوقتیکہ بچے کو سکول میں داخل نہ کروایا جائے۔

ایسے بچے جو کہ مزدوری کرتے ہوں، کے آجر جو ان سے مزدوری لیتا ہو اور جس کی وجہ سے اس کی پرائمری تعلیم مکمل نہ ہوئی ہو، کو کمیٹی کے ذریعے تنبیہ کی جائے گی کہ وہ ان سے مزدوری نہ کرائے اور خلاف ورزی کی صورت میں اسے جرمانہ، جو کہ ایک ہزار روپیہ تک ہوگا، ادا کرنا ہوگا۔ مزید برآں حکم عدولی کی صورت میں ۵۰ روپے یومیہ کے حساب سے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ ایسی تمام کارروائی کمیٹی کی تحریری شکایت پر کی جائے گی۔

مستحقین کی امداد کیلئے بیت المال کا قیام

چونکہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلاتفریق جنس، ذات، مذہب اور نسب کے ایسے تمام شہریوں کیلئے بنیادی ضروریات زندگی، جیسے روٹی، کپڑا، مکان اور علاج، کا بندوبست کرے جو خود کسی بیماری، بے روزگاری یا بدحالی روزگار کی وجہ سے مستقل یا عارضی طور پر روزی کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اسلئے محتاج اور ضرورت مند بیواؤں، یتیموں، بیماروں، معزوروں اور دیگر اسطرح کے ضرورتمند افراد کی امداد کرنے، انکی مشکلات کو رفع کرنے اور انھیں معاشرے میں عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کے قابل بنانے کیلئے پاکستان بیت المال ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت ایک بیت المال فنڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

بیت المال فنڈ کے ذرائع آمدنی

بیت المال ایکٹ کی دفعہ ۳ کی رو سے اس کے ذرائع آمدنی حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اس مقصد کیلئے لاگو کیا گیا ٹیکس۔

۲۔ وفاقی حکومت، صوبائی حکومت، مقامی حکومت، قومی تنظیموں اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے دیے ہوئے عطیات۔

۳۔ ایسے رضاکارانہ تحائف اور صدقات وعطیات جو کسی فرد، انجمن، ادارہ یا تنظیم کی طرف سے دیے گئے ہوں۔

۴۔ بیت المال کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں اور دیگر اثاثوں سے حاصل شدہ آمدنی۔

بیت المال فنڈ کا استعمال

دفعہ ۴ کی رو سے بیت المال فنڈ حسب ذیل مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے گا۔

۱۔ محتاج اور ضرورت مند بیواؤں، یتیموں، بیماروں معزوروں اور اسطرح کے دیگر ضرورتمند افراد کو مالی امداد مہیا کرنے، مختلف پیشوں میں ان کی آبادکاری میں مدد دینے اور انکے بچوں کو تعلیم جاری رکھنے کے قابل بنانے کے لیے؛

۲۔ نادار مریضوں کا مفت علاج کرنے، مفت علاج کی سہولت کیلئے ہسپتال قائم کرنے، غریبوں کی آبادکاری کے لیے ادارے اور مراکز قائم کرنے اور خیراتی اداروں اور بطور خاص غریبوں اور ضرورت مندوں کے لیے قائم صنعتی اور تعلیمی اداروں کو مالی امداد مہیا کرنے کے لیے؛

۳۔ غریب تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت سے پہلے ٹریننگ کے دوران وظائف دینے کے لیے؛

۴۔ ایسے غریب مگر ذہین بچوں کو وظائف اور مالی امداد دینے کیلئے جو بیرون ملک تکنیکی اور میڈیکل تعلیم کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہوں؛

۵۔ خود روزگار سکیموں کی سرپرستی اور ترقی کے لیے۔

بیت المال بورڈ کی تشکیل

بیت المال ایکٹ کی دفعہ ۵ کی رو سے بیت المال فنڈ کے انتظام کیلئے وفاقی حکومت کی طرف سے ایک بیت المال بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے جس کے سربراہ بلحاظ عہدہ سیکریٹری وزارت ترقی خواتین، سماجی بہبود و خصوصی تعلیم ہیں اور اسکے اراکین میں بیت المال کے مینجنگ ڈائریکٹر، کم از کم پانچ غیر سرکاری افراد جن میں سے ہر صوبہ میں سے ایک فرد اور ایک وفاقی دارالحکومت، شمالی علاقہ جات یا آزاد جموں و کشمیر کا نمائندہ ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک رکن کا خاتون ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح وفاقی وزارت مذہبی امور اور اقلیتی امور کا ایک ایک نمائندہ اور وزارت خزانہ کا ایک نمائندہ بھی بورڈ کے اراکین میں شامل ہیں۔

دفعہ 5-A کی رو سے بیت المال بورڈ کی ذمہ داریوں میں پالیسی کی تشکیل و منصوبہ بندی، سالانہ منصوبے اور بجٹ کی منظوری اور پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں غربت کے خاتمے سے متعلق حکومتی پروگرام کے ساتھ ارتباط وغیرہ شامل ہے۔

مستفید ہونے والے افراد

گزشتہ مالی سال میں عام مدد کیلئے بیت المال کو چودہ ہزار ایک سو چھیاسی (14186) درخواستیں موصول ہوئیں جنھیں مجموعی طور پر آٹھ کروڑ اٹھارہ لاکھ ستر ہزار چار سو بیاسی (81870482) روپے ادا کئے گئے۔ اسی طرح دو ہزار سات سو چہتر (2774) افراد کے علاج پر گیارہ کروڑ چھپن لاکھ سولہ ہزار تین سو اٹھاسی (115616388) روپے خرچ کئے گئے۔ تعلیم کی مد میں تین ہزار تین سو اکیس (3321) زیر تعلیم بچوں پر ترانوے لاکھ نو ہزار نو سو اٹھاون (9309958) روپے اور نو سو انتالیس (939) افراد کی آبادکاری پر تقریباً پندرہ کروڑ روپے خرچ کیے گئے۔

حصول امداد کے لیے درخواست کا طریقہ

عام مالی امداد کے حصول کیلئے مستحق افراد بیت المال کے متعلقہ علاقائی یا صوبائی دفتر میں سادہ کاغذ پر درخواست دے سکتے ہیں جسکے ساتھ قومی شناختی کارڈ کی نقل منسلک کرنا ضروری ہے تاہم شرط یہ ہے کہ درخواست دہندہ کسی دیگر ایسے حکومتی ادارے جیسے زکوٰۃ فنڈ یا خوشحالی بینک وغیرہ سے ایسا کوئی مفاد حاصل کرنے والا یا سرکاری ملازم نہ ہو۔ ایسی درخواست موصول ہونے پر بیت المال کی طرف سے مکمل چھان بین کے بعد مستحق صورتوں میں مجاز اتھارٹی کی منظوری سے حسب استحقاق امداد دی جاتی ہے۔اسی طرح بیمار ہونے کی صورت میں کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر، میڈیکل بورڈ، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفسر (DHO) یا کسی سرکاری ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹینڈنٹ کی سفارش پر کیس کی نوعیت اور حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے علاج کا خرچہ بیت المال ادا کرتا ہے۔

مستحق زیرِتعلیم بچوں کو متعلقہ ادارے کے سربراہ کی تصدیق کے ساتھ دی گئی درخواست پر ڈے سکالر بچوں کی صورت میں پرائمری تک زیرِتعلیم مستحق بچوں کو پچاس روپے، دسویں تک زیرِتعلیم ایسے بچوں کو سو روپے اور اس سے اوپر زیرِتعلیم ایسے بچوں کو دوسو روپے تک وظائف دیے جاتے ہیں جبکہ ہاسٹل میں رہائش پزیر ایسے بچوں کو ہاسٹل کے اخراجات کے لئے دوسو روپے ماہانہ اضافی دیے جاتے ہیں۔

کارکنوں کے بچوں کے لیے مفت تعلیم

حکومت پاکستان نے یہ بات قرین مصلحت سمجھی کہ کارکن کے بچوں کی تعلیم اوراس سے متعلق دیگر ضمنی معاملات کو قانونی شکل دی جائے کیونکہ ایسا کرنا ملک کے معاشی مفاد میں بھی ضروری تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک قانون بنایا گیا جو کہ کارکنوں کے بچوں کیلئے مفت تعلیم کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۲ء (Worker's Children Education Ordinance, 1972) کے نام سے موسوم ہے۔ اس قانون کے تحت آجر سے مراد ایسا شخص ہے جو کسی ادارہ (establishment) اوراس کے معاملات کو کنٹرول کرتا ہو۔ ایسے اداراہ سے مراد کوئی دفتر، فرم، صنعتی یونٹ، فیکٹری، دکان یا ایسی جگہ ہے جہاں کوئی کارکن کام کرتے ہوں، یا جہاں کارکن کسی تجارت، کاروبار، پیشے یا کسی قسم کی خدمات مہیا کرتے ہوں یا ملازمت کرتے ہوں۔

کارکن سے مراد کوئی بھی ایسا فرد ہے جوکہ کسی بھی ایسے اداراہ میں کام کرتا ہوجس میں وہ کسی خاص مہارت یا دفتری کام یا کسی ضابطہ کار کے تحت کام کی تنخواہ/اجرت لیتا ہو یا ایسا کام کرنے کی ماہانہ اجرت لیتا ہوجس کی تنخواہ تین ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن ان میں مندرجہ ذیل افراد شامل نہیں ہیں:

(۱) ریاست کے ملازمین بشمول پولیس سروس، آرمی سروس یا ریلوے کے ملازمین۔

(۲) ایسی فیکٹری میں ملازم افراد جن کا کنٹرول یا نظم وضبط کسی دفاعی ادارے یا ریلوے کی انتظامیہ کے تحت ہو، اور

(۳) کسی لوکل کونسل، میونسپل کمیٹی، کنٹونمنٹ بورڈ یا دیگر کسی لوکل اتھارٹی کے تحت کام کرنے والے افراد۔

کارکنوں کے بچوں کی میٹرک تک مفت تعلیم:

مذکورہ قانون کی دفعہ(۳) کے تحت صراحت کردہ کوئی بھی ایسا ادارہ:

(۱) جس میں کام کرنے والے کارکنوں کی تعداد ایک سال کے دوران ۱۰۰ یا اس سے زیادہ ہو،

(۲) جس کا اداشدہ سرمایہ (paid up capital) مالی سال کے اختتام پر ۲۰ لاکھ یا اس سے زائد ہو، اور

(۳) ایسے اموال مقررہ (assets) کی قیمت مالی سال کے اختتام یا مالی سال کے آخری دن چالیس لاکھ یا اس سے زائد ہو۔

(۴) یہ ادارہ صوبائی حکومت کے سرکاری جریدے میں تصریح شدہ اداروں میں سے ہو۔

تمام ادارے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اپنے کارکنوں کو یہ سہولت مہیا کریں گے کہ ان کے تحت کام کرنے والے ہر کارکن کے ایک بچے کو میٹرک تک مفت تعلیم مہیا ہو۔

مذکورہ قانون کے تحت مفت تعلیم اور اس کا خرچہ ان قواعد کے تحت ہوگا جس کا صوبائی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کرے گی۔ ایسے قواعد ان معاملات پر لاگو ہوں گے۔

(ا) سکول یا ادارے کا درجہ، اور اس کی حیثیت جہاں مفت تعلیم دی جائے گی،

(ب) ایسی تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات، جو کہ مذکورہ آرڈیننس کے تحت دیے جائیں گے۔

خلاف ورزی کی سزا:

جو آجر اس قانون کی کسی شق یا ان قواعد سے روگردانی کا مرتکب پایا جائے گا جو کہ اس آرڈیننس کے تحت وضع کئے گئے ہیں تو ایسا کرنے پر اسے قید جو کہ ایک سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو کہ پانچ ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ضمانت کا قانون وطریقہ کار

آئین کے آرٹیکل نمبر۴ کے تحت پاکستان کے ہر شہری کا حق ہے کہ اسے قانونی تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔ اسی طرح آرٹیکل نمبر۹ کے تحت کسی شخص کو، زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا ماسوائے جب کہ قانون اس کی اجازت دے۔ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت اگر کسی ملزم کو کسی قابل دست اندازی پولیس جرم میں گرفتار کیا گیا ہو تو اسے ۲۴ گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کرنا لازمی ہے۔ لیکن اگر وہ جرم ضابطہ مذکور کے تحت قابل ضمانت ہے اور ملزم نے حاضری عدالت کی غرض سے متعلقہ پولیس افسر کو مطلوبہ ضمانت پیش کر دی ہے تو اسے فوراً رہا کیا جائے گا۔ جب ملزم کو ضمانت پر رہا کیے جانے کا حکم دیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اب ملزم افسر عدالت کی تحویل سے ایک یا ایک سے زائد معتبر ضامنوں کی تحویل میں آ گیا جن کی طرف سے ضمانت نامہ اس اقرار سے لکھا جائے گا کہ آئندہ ہر مقررہ تاریخ پر یا جب عدالت طلب کرے تو وہ ملزم کو حاضر کرنے کے پابند ہوں گے۔ اگر ملزم تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہو گا تو اس کی ضمانت منسوخ کی جائے گی اور رقم ضمانت ضامنوں سے وصول کی جا سکتی ہے۔

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۶۹ کے تحت گرفتاری کی صورت میں اگر افسر انچارج پولیس تھانہ یا افسر تفتیش کنندہ اس نتیجے پر پہنچتا ہو کہ ملزم کے خلاف جرم کے ارتکاب کا مناسب ثبوت حاصل نہیں ہو سکا تو وہ اسے اس کی ذاتی ضمانت پر اس شرط کے ساتھ رہا کر دے گا کہ آئندہ جب بھی اسے حاضر ہونے کا حکم دیا جائے تو وہ وقت و مقام مقررہ پر حاضر ہو گا۔

ایسے جرائم جن میں ضمانت لی جائے گی

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت ضمانت ملزم کا حق بنتا ہے۔ ایسی صورت میں جب کہ وہ قابل ضمانت جرائم میں ملوث پایا جائے جن کا ذکر دفعہ ۴ کی ضمنی دفعہ (ب) میں یوں کیا گیا ہے۔ جرم قابل ضمانت سے وہ جرم مراد ہے جو اس مجموعہ کے شیڈول دوم میں قابل ضمانت قرار دیا گیا ہے یا کسی اور نافذ الوقت قانون کی رو سے قابل ضمانت بنایا گیا ہے تو متعلقہ پولیس افسر اسے ضمانت پر رہا کر دے گا۔

جرم نا قابل ضمانت

ایسے جرائم میں جہاں ملزم نا قابل ضمانت جرائم میں گرفتار ہوا ہو اس کی ضمانت عدالت کی صوابدید پر ہوگی اور اس کو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے؛

کوئی شخص جس پر حسب مذکورہ بالا کسی جرم کا الزام ہو ضمانت حاضری پر رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ استغاثہ کو اس امر کی وجہ ظاہر کرنے کا نوٹس نہ دیا جا چکا ہو کہ اسے کیوں نہ رہا کر دیا جائے۔

(۲) اگر دوران مقدمہ یا تفتیش عہدیدار یا عدالت کو معلوم ہو کہ کوئی معقول وجہ اس امر کے کرنے کی نہیں ہے کہ ملزم نا قابل ضمانت جرم کا مرتکب ہوا ہے مگر اس کے خلاف مزید تحقیقات کرنے کی وجہ معقول ہے تو لازم ہے کہ ملزم کو دوران ویسی تحقیقات کے حاضر ضامنی پر یا حسب صدور حکم عدالت یا عہدیدار کے جب کہ وہ مچلکہ بلاشمول ضامنان اس اقرار سے لکھ دے کہ وہ حسب طریقہ حاضر ہوگا رہا کر دیا جائے گا۔

(۳) کوئی افسر یا عدالت جو کسی شخص کو ضمن ا یا ۲ دفعہ ہذا کے تحت ضمانت پر رہا کرے گا تو عدالت ایسا کرنے کی وجوہات قلم بند کرے گی۔

(۴) اگر کسی ایسے شخص کی بابت جس پر کسی نا قابل ضمانت جرم کا الزام ہو تجویز مقدمہ کے اختتام کے بعد کسی وقت اور فیصلہ صادر کیے جانے سے پہلے عدالت کی یہ رائے ہو کہ اس امر کا یقین کرنے کی معقول وجوہات موجود ہیں کہ ملزم ویسے کسی جرم میں ملوث نہیں ہے تو وہ ملزم کو رہا کر دے گی اگر وہ زیر حراست ہو جب کہ ضامنوں کے بغیر اس مفہوم کا مچلکہ لکھ دے کہ وہ جیسا کہ بعد ازیں حکم وضع کیا گیا ہے فیصلہ سننے کے لیے حاضر ہوگا۔

(۵) ہائی کورٹ یا عدالت سیشن جبکہ کسی شخص کو اس نے خود رہا کیا ہو کوئی دوسری عدالت کسی شخص کو جو دفعہ ہذا کی رو سے رہا کیا گیا ہو گرفتار کر سکتی ہے اور اسے حراست میں بھیج سکتی ہے۔

عورتوں بچوں اور ضعیف لوگوں کی ضمانت

دفعہ ۴۹۷ کے تحت عدالت کسی نا قابل ضمانت جرم میں گرفتار شدہ ایسے اشخاص کی ضمانت پر رہائی کا حکم دے سکتی ہے جو کہ ۱۶ سال یا اس سے کم عمر کا بچہ ہو، کوئی خاتون، کوئی بیمار یا ضعیف شخص ہو جس پر ایسے کسی جرم کا الزام ہو جس کی سزا موت، عمر قید یا ۱۰ سال تک کی قید ہو۔

ضمانت قبل از گرفتاری

عدالت عالیہ اور عدالت سیشن کو زیر دفعہ ۴۹۸ یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ملزم کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرے لیکن اس کے لیے زیر دفعہ ۴۹۸ (ب) کے ایسی شرائط بھی وضع کی گئی ہیں جن کے تحت عدالت کسی ایسے شخص کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم نہیں دیتی جو زیر حراست نہ ہو یا عدالت میں حاضر نہ ہو یا جس کے خلاف بالفعل کوئی مقدمہ درج یا رجسٹر نہ کیا گیا ہو اور ضمانت کے منظور کیے جانے کا حکم یا ہدایت رف اسی مقدمہ کی نسبت موثر ہوگی جو اس کے خلاف اس طرح درج یا رجسٹر ہو چکا ہو اور جس کی تصریح عدالتی حکم یا ہدایت مذکور میں کر دی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کی ضمانت پر رہائی

۱۔ دفعہ ۴۲۶ کے تحت عدالت اپیل یہ حکم دے سکتی ہے کہ کسی سزا یافتہ شخص کی اپیل کے دوران حکم سزا یا حکم زیر اپیل کو معطل رکھا جائے اور یہ بھی حکم دے سکتی ہے کہ اگر سزا یافتہ شخص قید میں ہے تو اسے ضمانت پر یا ذاتی مچلکہ پر رہا کیا جائے۔

۲(الف)۔ (دفعہ ۳۸۲) الف کی شرائط کے تحت جب کوئی ایسا مجرم جو قابل ضمانت جرم گرفتار ہوا ہو اور اس کی اپیل بھی دائر ہو سکتی ہو، ایسی صورت میں اگر وہ عدالت میں ایسا جواز پیش کر دے کہ وہ اپیل دائر کرنا چاہتا ہے اور اسے ضمانت پر رہا کر دیا جائے؛ عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اسے ضمانت پر اتنے عرصے کے لیے رہا کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے جتنا عرصہ اپیل دائر کرنے کے لیے کافی ہو تا کہ وہ اپیل دائر کر سکے اور جب تک کہ وہ ضمانت پر رہا ہو اتنے عرصے کے لیے اس کی قید معطل ہو جائے گی۔

۲(ب)۔ اگر کسی سزا یافتہ ملزم کو عدالت عظمیٰ کی طرف سے خاص اپیل کی سہولت دی گئی ہو تو عدالت عالیہ ایسے مجرم کی سزائے قید کے حکم کو معطل کر کے اسے ضمانت پر رہا کر دے گی۔

۳۔ سزا یافتہ قیدی کی ضمانت کی مدت کو اس کی سزا کی مدت سے منہا کر دیا جائے گا۔

ماحولیاتی تحفظ کا قانون

موجودہ صنعتی ترقی اگرایک طرف بےشمار فوائد،سہولتوں اورآسائشوں کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف یہ مختلف طرح کی آلائشوں اور آلودگیوں کی بھی باعث ہے۔ پوری دنیا میں اس روز افزوں بڑھتی ہوئی آلودگی سے نہ صرف انسانوں بلکہ دیگر جاندار اشیاء اور نباتات پر تباہ کن منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس لئے دیگر ممالک کی طرف ہمارے ملک میں بھی ماحولیاتی آلودگی کا باعث بننے والی اشیاء کو بعض حدود و قیود کے تابع رکھنے کیلئے پاکستان ماحولیاتی تحفظ کا قانون ۱۹۹۷ء (The Pakistan Environmental Protection Act, 1997) نافذ العمل ہے۔

پاکستان ماحولیاتی تحفظ کونسل کی تشکیل اوراسکی ذمہ داریاں

اس قانون کے احکام پر عملدرامد کی نگرانی اور دیگر ایسے مقاصد کیلئے اس قانون کی دفعہ ۳ کے تحت پاکستان ماحولیاتی تحفظ کونسل کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے جسکے سربراہ وزیراعظم پاکستان یاانکا نمائندہ اور نائب سربراہ متعلقہ وزارت/ ڈویژن کا انچارج وزیر ہوتا ہے اوراسکے اراکین میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور ماحولیات کے صوبائی انچارج وزراء شامل ہیں۔علاوہ ازیں زیادہ سے زیادہ ۳۵ مزید ارکان جن میں سے کم از کم ۲۰ غیر سرکاری افراد ہونگے اسکے اراکین میں شامل ہیں۔ وفاقی وزارت ماحولیات کے سیکرٹری انچارج اسکے رکن/ سیکرٹری ہیں کونسل حسب ضرورت بعض امور کو نمٹانے کیلئے اپنے اراکین میں سے کمیٹیوں کی تشکیل کر سکتی ہے۔اسی طرح کونسل یا کوئی بھی کمیٹی اپنی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کیلئے کسی تکنیکی ماہر،حکومتی ایجنسی یا کسی این۔جی۔او کے نمائندے یا کسی بھی شعبے کے کسی ماہر شخص کی خدمات حاصل کر سکتی ہے۔

کونسل کی ذمہ داریاں اوراختیارات

دفعہ۴ کی رو سے کونسل کی ذمہ داریوں میں دیگر کے علاوہ اس قانون کے احکام کی تنفیذ کی نگرانی کرنا، جامع قومی ماحولیاتی پالیسی کی منظوری دینااور حکومت کے منظور شدہ فریم ورک کے اندر اسکے نفاذ کو یقینی بنانا،قومی ماحولیاتی رپورٹ پر غور کر کے اس پر مناسب ہدایات جاری کرنااور ازخود یا کسی فرد یا تنظیم کی درخواست پر ماحول کے تحفظ اور بہتری کیلئے کسی

وفاقی ایجنسی یا سرکاری ایجنسی کو منصوبے تیار کر کے پیش کرنے، ایسے منصوبے کو ترقی دینے یا اسے نافذ کرنے کی ہدایات دینا وغیرہ شامل ہے۔

پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایجنسی کا قیام اور اسکی ذمہ داریاں

دفعہ ۵ کی رو سے وفاقی حکومت کی طرف سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ڈائریکٹر جنرل کی سربراہی میں ایک پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایجنسی کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ عائد شدہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ایجنسی کی مدد کیلئے وفاقی حکومت مختلف علاقوں کیلئے مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دے گی جن کے اراکین میں اس علاقے، علمی و تحقیقی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے سرکردہ نمائندے شامل ہونگے ایجنسی کی ذمہ داریوں میں جیسا کہ دفعہ ۶ میں ان کا ذکر ہے، اس قانون اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد وضوابط کی تجویز و تنفیذ، کونسل کی منظوری کیلئے متعلقہ حکومتی ایجنسی اور متعلقہ مشاورتی کمیٹیوں کے مشورے سے قومی ماحولیاتی پالیسی کی تیاری اور کونسل کی منظوری کے بعد اسکی تنفیذ کے لئے مناسب تدابیر عمل میں لانا، کونسل کی منظوری سے قومی ماحولیاتی معیار کی تیاری یا اس پر نظر ثانی اور اسکا نفاذ، قومی ماحولیاتی معیار کو یقینی بنانا، متعلقہ صوبائی ایجنسی کی مشاورت سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ہوا، پانی اور زمین کا آلودگی سے پاک ہونے کا معیار مقرر کرنا، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ماحولیاتی پالیسوں اور پروگراموں میں ارتباط، آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کیلئے پیائش، نگرانی، جانچ پڑتال، تفتیش، تحقیق، معائنے اور آڈٹ کا نظام اور ضابطہ کار وضع کرنا۔ اور مختلف علاقوں (secters) میں آلودگی کی صفائی اور ماحول کی بحالی کے اخراجات کا اندازہ لگانا، آلودگی کی روک تھام اور ماحول کے تحفظ کیلئے کارآمد سائنس وٹیکنالوجی کے فروغ و تحقیق کو ترقی دینا، مختلف ماحولیاتی شعبوں میں قانون سازی کی ضرورت کی نشاندہی کرنا اور اسکی ابتدا کرنا۔ ماحولیات کے بارے میں عوام کو اطلاعات اور رہنمائی فراہم کرنا، تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کرنے کیلئے ماحولیات سے متعلق کورس، موضوعات لٹریچر اور کتابوں کی سفارش کرنا، میڈیا اور دیگر ایسے ذرائع جیسے سیمیناروں اور ورکشاپوں کے ذریعے ماحولیات سے متعلق معاملات کے بارے میں عوام کی تعلیم و آگاہی کو فروغ دینا، آلودگی کا باعث بننے والے حادثات و آفات کی روک تھام کے لئے تحفظ کی دستیاب صورتوں کی صراحت کرنا اور ایسے ہنگامی حادثات اور آفات کو کنٹرول کرنے کیلئے ہنگامی منصوبے تیار کرنے کی غرض سے متعلقہ فرد کے ساتھ اشتراک عمل کرنا اور انکی تنفیذ کیلئے ارتباط رکھنا۔ اس سلسلے میں غیر سرکاری تنظیموں سماجی تنظیموں اور گاؤں کی سطح پر تنظیموں کی تشکیل اور کام کی حوصلہ افزائی کرنا، ماحول کے تحفظ، بچاؤ، بحالی، ترقی اور آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کیلئے ہر ممکن ذرائع استعمال کرنا یا اسکی ہدایت کرنا۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے فیڈرل ایجنسی از خود یا کسی فرد یا ادارے کی طرف سے شکایت موصول ہونے پر ماحولیات سے متعلق کسی معاملے کی تحقیقات یا تفتیش کر سکتی ہے۔ اسی طرح کسی فرد سے عائد شدہ ذمہ داریوں سے متعلق کوئی معلومات فراہم کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے اور وفاقی حکومت کی منظوری سے اس قانون کے مقاصد کیلئے بیرونی مدد کے حصول کے علاوہ غیر ملکی ایجنسیوں کے ساتھ آلات یا اطلاعات کا تبادلہ کر سکتی ہے اور بین الاقوامی سیمیناروں اور اجلاسوں میں شرکت کر سکتی ہے۔ اسی طرح وفاقی حکومت کو مالیات سے متعلق پروگراموں اور سکیموں کی سفارش کر سکتی ہے اور ماحولیات اور اس قانون سے متعلق مقاصد کے حصول کیلئے تدابیر عمل میں لانے کی سفارش کر سکتی ہے۔ اسی طرح اس قانون کے تحت امور کی انجام دہی کیلئے اور ماحولیات کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کیلئے لیبارٹریاں قائم کر سکتی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں ایسی لیبارٹریوں کے قیام میں مدد دے سکتی ہے۔ اسی طرح اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے قائم منصوبوں کیلئے مقررہ ضوابط کے مطابق مالی مدد فراہم کر سکتی ہے۔

باعث آلودگی مواد کے اخراج یا نکاس کی ممانعت

دفعہ ۱۱ کی رو سے اس قانون اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد و ضوابط کے تابع کوئی شخص نہ تو کسی سیال مادے یا فضلے یا ہوا کو آلودہ کرنے والے مواد یا ماحولیات سے متعلق بین الاقوامی معیار سے متجاوز شور کے اخراج کا نہ تو باعث بنے گا نہ اسکی اجازت دے گا۔ مذکورہ احکام کی خلاف ورزی کرنے یا ان پر عمل میں ناکام رہنے کی صورت میں وفاقی حکومت ذمہ دار شخص پر مقررہ مقدار کے مطابق ہرجانہ (polution charge) عائد کرے گا۔ ایسا ہرجانہ ادا کرنے کی صورت میں اس شخص پر ایسی خلاف ورزی یا ناکامی کے جرم کا الزام عائد نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ ایسی صنعتی سرگرمی ۳۰ جون ۱۹۹۴ء کے بعد شروع نہ کی گئی ہو۔

ماحولیات سے متصادم منصوبوں کے بارے میں ابتدائی تحقیقات

دفعہ ۱۲ کی رو سے کوئی شخص ماحول کو متاثر کرنے والے کسی منصوبے کا محرک کوئی تعمیر یا عمل اس وقت تک شروع نہیں کرے گا جب تک اس نے وفاقی ایجنسی کے پاس ابتدائی ماحولیاتی تحقیقات کیلئے کیس جمع نہ کرا دیا ہو یا اگر منصوبہ ماحول پر منفی اثرات مرتب کرنے والا ہو تو ماحولیات سے اس کے متصادم ہونے کا اندازہ معلوم نہ کرا لیا ہو اور اس سے متعلق وفاقی ایجنسی سے منظوری حاصل نہ کر لی ہو۔ وفاقی ایجنسی ابتدائی ماحولیاتی تحقیقات اور ماحولیات سے کسی منصوبے کے متصادم ہونے کا اندازہ لگانے سے متعلق الگ الگ رجسٹر قائم رکھے گی جو ہر منصوبے کے مختصر کوائف

اوران سے متعلق کیئے گئے فیصلوں کے اختصار یے پر مشتمل ہو۔ یہ رجسٹر مناسب اوقات میں اس دفعہ میں دی گئی بعض پابندیوں کے تابع عوام کے ملاحظے کیلئے کھلے ہوں گے۔

خطرناک فضلہ درآمد کرنے کی ممانعت

دفعہ ۱۳ کی رو سے کوئی شخص خطرناک قسم کا فضلہ پاکستان میں یا ملکی سمندری حدود (territorial waters)، اقتصادی زون (economic zone) اور تاریخی اہمیت کے پانیوں (historic waters) میں درآمد نہیں کرے گا۔ دفعہ ۱۴ کی رو سے اس ایکٹ کے احکام کے تابع کوئی شخص کوئی خطرناک مادہ پیدا یا جمع یا ارسال یا منتقل یا فروخت یا ذخیرہ یا استعمال یا درآمد نہیں کرے گا، سوائے اس کے کہ وفاقی ایجنسی نے ان کے لیئے لائسنس جاری کیا ہو اور اس طریق کار کے مطابق جو ان کیلئے مقرر ہو یا کسی اور نافذ العمل قانون میں دیئے ہوئے احکام یا بین الاقوامی معاہدوں کے مطابق۔ دفعہ ۱۶ کی رو سے اگر وفاقی ایجنسی مطمئن ہو کہ اس قانون یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد وضوابط یا لائسنس کی شرائط کے برخلاف کسی سیال مادے، فضلے، ہوا کو آلودہ کرنے والے مواد یا شور کا اخراج یا فضلے یا خطرناک مواد کا بندوبست یا دیگر ایسے کسی فعل یا ترک فعل کا ارتکاب ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے، جو ماحولیاتی حوالے سے منفی اثرات کا باعث بن سکتا ہے یا بن رہا ہے یا باعث بن سکتا ہے یا بن رہا ہے یا باعث بن چکا ہے تو وفاقی ایجنسی یا صوبائی ایجنسی، جیسی بھی صورت ہو، ذمہ دار شخص کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اسے ہدایت کرے گی کہ وہ مقررہ مدت کے اندر ان اقدامات کو عمل میں لائے جنہیں ایجنسی ضروری سمجھے جیسے اخراج یا نکاس کی فوری بندش یا اس کو روکنا یا کم یا کنٹرول کرنا وغیرہ یا ایسے اخراج یا نکاس کی مستقل یا عارضی بندش یا کنٹرول کیلئے آلات کی تنصیب یا تبدیلی یا کسی سیال مادے فضلے یا ہوا کو آلودہ کرنے والے مواد کو ہٹانے یا ٹھکانے لگانے اور سابقہ ماحولیاتی حالت کی بحالی کیلئے اقدام۔ وفاقی یا صوبائی ایجنسی کی طرف سے جاری کردہ ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ایسی ایجنسی متعلقہ شخص کے خلاف اس قانون اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد و ضوابط کے مطابق قانونی کاروائی شروع کرنے کے علاوہ از خود جاری کردہ حکم میں مصرحہ ایسے اقدامات اُٹھا سکتی ہے یا اُٹھانے کی اجازت دے سکتی ہے جنہیں وہ ضروری سمجھے جنکا خرچہ اس شخص سے بطور بقایا جات مالیہ زمین (arrears of land revenue) وصول کیا جائے گا۔

موٹر گاڑیوں کا انضباط

دفعہ ۱۵ کی رو سے اس ایکٹ اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد و ضوابط کے تابع کوئی شخص کوئی ایسی موٹر گاڑی استعمال نہیں کرے گا جو بین الاقوامی طور پر مقررہ مقدار سے زیادہ آلودگی یا شور خارج کرنے والی ہو۔ اس مقصد کے حصول کیلئے وفاقی ایجنسی کسی موٹر گاڑی یا گاڑیوں کی قسم کو آلودگی کنٹرول کرنے والا یا دیگر ایسا کوئی آلہ نصب کرنے یا ایسا ایندھن استعمال کرنے یا گاڑی کی دیکھ بھال کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے جیسا کہ قانون میں ان کی صراحت کی گئی ہو۔ وفاقی ایجنسی کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ ہدایت پر عملدرآمد سے پہلے متعلقہ گاڑی کو استعمال میں نہیں لایا جائے گا۔

سزا

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۱ کی رو سے جو شخص دفعہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ یا دفعہ ۱۶ میں دیئے ہوئے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے یا ان پر عمل کرنے میں ناکام رہتا ہے یا ان دفعات کے تحت جاری کردہ کسی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے دس لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی اور مسلسل ایسی خلاف ورزی یا ناکامی کی صورت میں ایسی خلاف ورزی یا ناکامی کے خاتمے تک روزانہ کے حساب سے ایک لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے دفعہ ۱۴ یا دفعہ ۱۵ کے احکام کی خلاف ورزی یا ان پر عمل کرنے میں ناکامی یا کسی قاعدے یا ضابطے یا لائسنس کی شرائط یا کونسل یا قومی یا صوبائی ایجنسی کے کسی حکم یا ہدایت کی خلاف ورزی کی صورت میں اسے ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا دی جائے گی اور مسلسل ایسی خلاف ورزی یا ناکامی کی صورت میں ایسی خلاف ورزی یا ناکامی جاری رہنے تک روزانہ کے حساب سے ایک ہزار روپے تک اضافی جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ذیلی دفعہ ۱ کے تحت کسی جرم میں سزا ہونے کی صورت میں اگر ماحولیاتی ٹربیونل (Environmental Tribunal) مطمئن ہو کہ جرم کے ارتکاب کے نتیجے میں مجرم شخص کو مالی مفاد بھی حاصل ہوا ہے تو وہ اس پر مقررہ سزا کے علاوہ ایسے مفاد کے برابر اضافی جرمانہ عائد کرے گا۔ ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے اگر ذیلی دفعہ ۱ یا ۲ کے تحت سزا یافتہ شخص اس سے پہلے اس قانون کے تحت کسی اور خلاف ورزی میں بھی سزایاب ہو تو ماحولیاتی ٹربیونل یا ماحولیاتی مجسٹریٹ (Environmental Magistrate) جیسی بھی صورت ہو مذکورہ ذیلی دفعات کے تحت سزا دینے کے ساتھ ساتھ

(اے) اسکی سزایابی کے حکم کی کاپی متعلقہ تجارتی یا صنعتی ایسوسی ایشن کو یا متعلقہ صوبائی یا وفاقی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کو بھجوائے گا۔

(بی) دو سال تک کیلئے قید کی سزا دے گا۔

(سی) فیکٹری کو بند کرنے کا حکم جاری کرے گا۔

(ڈی) فیکٹری، مشینری اور آلات، گاڑی، مواد، ریکارڈ یا دستاویزات یا اس قانون کی خلاف ورزی میں استعمال ہونے والی دیگر ایسی اشیاء کو ضبط کرنے کا حکم جاری کرے گا۔

(ای) ایسے شخص کو اپنے خرچ پر سابقہ ماحولیاتی حالت بحال کرنے کا حکم دے گا یا ان حالات میں وفاقی یا صوبائی ایجنسی، جیسی بھی صورت ہو، کے اطمینان کے مطابق معقول حد تک سابقہ حالت کے قریب ماحولیاتی حالت بحال کرنیکا حکم دے گا۔ اور

(ایف) نقصان کے برابر رقم کو بطور ہرجانہ اس شخص کو ادا کرنے کا حکم دے گا جو اس خلاف ورزی کے نتیجے میں زخمی ہوا ہو یا اسکی صحت یا مال کو نقصان پہنچا ہو۔

ذیلی دفعہ ۶ کی رو سے وفاقی یا صوبائی ایجنسی کا ڈائریکٹر جنرل یا اسکی طرف سے اس سلسلے میں عمومی یا خصوصی طور پر مجاز شخص ملزم کی درخواست پر ماحولیاتی ٹریبونل یا ماحولیاتی مجسٹریٹ کی اجازت سے اس قانون کے تحت سرزد کسی جرم میں مقررہ طریقہ کار کے مطابق راضی نامہ کر سکتا ہے۔ ذیلی دفعہ ۷ کی رو سے اگر وفاقی یا صوبائی ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل کی رائے کے مطابق کسی شخص نے اس قانون کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہو تو وہ قواعد کے تابع تحریری نوٹس (notice) کے ذریعے اس سے مطالبہ کرے گا کہ وہ متعلقہ ایجنسی کو خلاف ورزی جاری رہنے تک روزانہ کے حساب سے نوٹس میں مصرحہ انتظامی ہرجانہ ادا کرے۔ ایسا انتظامی ہرجانہ ادا کرنے کی صورت میں اس شخص پر اس خلاف ورزی کے بارے میں اس قانون کے تحت کسی جرم کا الزام عائد نہیں کیا جائے گا۔ ذیلی دفعہ ۸ کی رو سے ذیلی دفعات ۶، ۷ کے احکام کا اطلاق اس شخص پر نہیں کیا جائے گا جسے پہلے ایسے کسی جرم کی سزا ہوئی ہو یا جس نے اس قانون کے تحت کسی جرم میں راضی نامہ کیا ہو یا جس نے اس قانون کے کسی حکم کی خلاف ورزی پر کوئی انتظامی ہرجانہ ادا کیا ہو۔

کسی کارپوریشن کی طرف سے جرم کا ارتکاب

دفعہ ۱۸ کی رو سے کسی کارپوریشن (body corporate) کی طرف سے اس قانون کی کسی خلاف ورزی کی صورت میں اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس جرم کا ارتکاب ادارے کے کسی ڈائریکٹر، شراکت دار، منیجر، سیکریٹری یا کسی دیگر آفیسر کی رضامندی یا چشم پوشی سے یا لاپروائی کے نتیجے میں کیا گیا ہے تو وہ بھی کارپوریشن کے ساتھ

خلاف ورزی کے جرم کیلئے قصوروار ہونگے اور انھیں بھی اسی طرح سزا دی جائے گی۔ تاہم کمپنی آرڈیننس ۱۹۸۴ء کی تعریف کے مطابق کسی کمپنی کی صورت میں صرف اس کا چیف ایگزیکٹو اس دفعہ کے تحت ایسے جرم کیلئے ذمہ دار ہوگا۔ اس دفعہ کے تحت دی ہوئی توضیح (explanation) کے مطابق اس دفعہ کے مقاصد کے لیے کارپوریشن میں کوئی فرم، افراد کا ایسوسی ایشن اور سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء یا کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء کے تحت رجسٹرڈ شدہ سوسائٹی شامل ہے۔

حکومتی ایجنسیوں، لوکل اتھارٹیوں یا لوکل کونسلوں کی طرف سے کسی ایسے جرم کا ارتکاب

دفعہ ۱۹ کی رو سے اگر اس ایکٹ کے تحت کسی ایسی خلاف ورزی کا ارتکاب کسی حکومتی ایجنسی، لوکل اتھارٹی یا لوکل کونسل نے کیا ہو اور یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ ایسی خلاف ورزی کا ارتکاب حکومتی ایجنسی، لوکل اتھارٹی یا لوکل کونسل کے سربراہ یا دیگر کسی آفیسر کی رضامندی، چشم پوشی یا لاپروائی کے نتیجے میں ہوئی ہے تو حکومتی ایجنسی لوکل اتھارٹی یا لوکل کونسل کے ساتھ ساتھ ایسے سربراہ یا آفیسر کو بھی ایسی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جائے گا اور انھیں اسی طرح سزا دی جائے گی۔

ماحولیاتی ٹریبونل کا قیام

دفعہ ۲۰ کی رو سے وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اتنے ماحولیاتی ٹریبونل قائم کرے گی جتنی ضرورت محسوس ہو۔ ایک سے زیادہ ٹریبونل قائم کرنے کی صورت میں حکومت ان علاقائی حدود کا بھی تعین کرے گی جن کے اندر یا جس طرح کے مقدمات میں ہر ٹریبونل اس قانون کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرے گی۔ ٹریبونل ایک سربراہ اور دو اراکین پر مشتمل ہوگا۔ سربراہ کے ہائی کورٹ کا جج ہونا یا ایسا جج بننے کی صلاحیت رکھنا ضروری ہے جن کا تقرر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے مشورے سے کیا جائے گا۔ اراکین کا تقرر وفاقی حکومت کرے گی جن میں سے کم از کم ایک رکن کیلئے مقررہ تکنیکی مہارت اور ماحولیات کے شعبے میں مناسب پیشہ وارانہ تعلیم و تجربے کا حامل ہونا ضروری ہے۔

ٹریبونل کے اختیارات

(۱) دفعہ ۲۱ کی رو سے ماحولیاتی ٹریبونل وہ سارے اختیارات اور ذمہ داریاں انجام دے گا جو اسے اس قانون یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد وضوابط کے تحت تفویض کیے گئے ہوں۔

(۲) دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت قابل سزا خلاف ورزیوں کی سماعت صرف ماحولیاتی ٹریبونل کرے گا۔

(۳) ذیلی دفعہ (۲) کے تحت قابل سماعت جرم کی سماعت ٹریبونل صرف وفاقی ایجنسی یا کسی حکومتی یا مقامی ایجنسی کی تحریری شکایت پر یا ضرر رسیدہ شخص کی تحریری شکایت پر کر سکتی ہے جس نے وفاقی ایجنسی یا صوبائی ایجنسی کو متعلقہ خلاف ورزی کے سلسلے میں کم از کم ۳۰ دن کا نوٹس دیا ہو اور ماحولیاتی ٹریبونل کو شکایت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہو۔

(۴) ذیلی دفعہ ۷ کی رو سے وفاقی یا صوبائی ایجنسی کے مجاز آفیسر کی تحریری درخواست پر ماحولیاتی ٹریبونل ہر اس شخص کے خلاف قابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر سکتا ہے جس کے بارے میں دفعہ ۱۷ (۱) کے تحت قابل سزا کسی خلاف ورزی میں ملوث ہونے کا معقول شبہ ہو تاہم شرط یہ ہے کہ اگر گرفتار شخص وارنٹ گرفتاری کے تحت مطلوبہ صورت میں مچلکہ ضمانت پیش کر دے تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔

(۵) ذیلی دفعہ ۱۰ کی رو سے اگر ماحولیاتی ٹریبونل کے اطمینان کے مطابق اسکے سامنے پیش کی گئی شکایت جھوٹی اور ایذاء پہنچانے کیلئے ہو تو وہ شکایت کنندہ کو حکم دے گا کہ وہ بطور زر تلافی اس شخص کو جس کے خلاف ایسی شکایت کی گئی ہو، رقم ادا کرے جسکی مالیت ایک لاکھ روپے تک ہو سکتی ہے۔

ماحولیاتی ٹریبونل میں اپیل

دفعہ ۲۲ کی رو سے اس قانون یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد وضوابط کے تحت وفاقی یا کسی صوبائی ایجنسی کے کسی حکم یا ہدایت سے ناراض شخص ایسے حکم یا ہدایت کے اجراء سے ۳۰ دن کے اندر مقررہ طریقہ کار اور فیس کے ساتھ ماحولیاتی ٹریبونل میں اپیل کر سکتا ہے۔

ماحولیاتی ٹریبونل کے جاری کردہ احکام کے خلاف اپیل

دفعہ ۲۳ کی رو سے اس قانون کے تحت ماحولیاتی ٹریبونل کے کسی حتمی حکم یا سزا کے خلاف ایسے حکم یا سزا کے اجراء سے ۳۰ دن کے اندر ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جا سکتی ہے جسکی سماعت کم از دو ججوں پر مشتمل بنچ کرے گا۔

ماحولیاتی مجسٹریٹ کا دائرہ اختیار

دفعہ ۲۴ کی رو سے ضابطہ فوجداری یا کسی دیگر قانون میں دئے ہوئے کسی حکم کے باوجود اس قانون کے احکام سے مشروط دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت قابل سزا کسی خلاف ورزی کی سماعت ہائی کورٹ کی طرف سے خصوصی طور پر مجاز درجہ اول مجسٹریٹ بطور ماحولیاتی مجسٹریٹ کرے گا۔ ایسا مجسٹریٹ دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۲،۴ کے تحت مقررہ کوئی بھی سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ تاہم وہ ذیلی دفعہ (۱) کے تحت قابل سماعت کسی جرم کی سماعت صرف وفاقی ایجنسی، صوبائی ایجنسی یا کسی حکومتی ایجنسی یا لوکل کونسل کی تحریری شکایت پر کر سکتا ہے۔

ماحولیاتی مجسٹریٹ کے حکم کے خلاف اپیل

دفعہ ۲۵ کی رو سے اس ایکٹ یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی پر ماحولیاتی مجسٹریٹ کی طرف سے سزا یاب شخص ۳۰ دن کے اندر سیشن جج کی عدالت میں اپیل دائر کر سکتا ہے جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

جانوروں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی ممانعت کا قانون

ہر مہذب معاشرے میں جانوروں اور دیگر ذی روح اشیاء کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جسکی روک تھام اور ذمہ دار افراد کو سزا دینے کیلئے قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ جانوروں اور دیگر ذی روح اشیاء کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ اسلامی تعلیمات کی رو سے بھی ایک انتہائی ناپسندیدہ اور موجب گناہ امر ہے۔ ہمارے ملک میں دیگر ایسے قوانین کے علاوہ جانوروں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی ممانعت کا قانون مجریہ ۱۸۹۰ء نافذ العمل ہے۔

جانوروں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی سزا

مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے جانوروں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی حسب ذیل صورتوں میں ایسے جرم کے پہلے ارتکاب پر پچاس روپے جرمانے یا ایک ماہ تک قید کی سزا دی جائے گی اور اس ارتکاب کے بعد تین سال کے اندر دوسری بار یا اس سے زیادہ بار ایسے جرم کے ارتکاب پر سو روپے تک جرمانے یا تین ماہ تک قید یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

(اے) کسی جانور کو بہت تیز ہانکنا، مارنا یا اسکے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا کہ جس سے وہ جانور غیر ضروری طور پر تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہو جائے یا

(بی) کسی جانور کو اس طریقے سے باندھنا، رکھنا، لے جانا یا بار برداری کیلئے استعمال کرنا جس سے وہ جانور غیر ضروری تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہو جائے یا

(سی) کسی ایسے زندہ جانور کو بیچنے کیلئے پیش کرنا یا رکھنا جو اعضاء کی قطع و برید، بھوک، پیاس یا بہت زیادہ جانور کسی جگہ بھرتے یا کسی اور ناجائز سلوک کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو یا

(ڈی) کسی ایسے مردہ جانور یا اسکے کسی عضو کو بیچنے کے لئے پیش کرنا جسکے بارے میں وہ یاور کرتا ہو کہ اُسے غیر ضروری طور پر ظالمانہ طریقے سے مارا گیا ہے یا

(ای) کسی معقول وجہ کے بغیر کسی جانور کو ایسے حالات میں چھوڑنا جس میں وہ بھوک پیاس کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح دفعہ 3-A کی رو سے کسی جانور پر زیادہ بوجھ لادنے والے شخص کو ۵۰ روپے تک جرمانے اور ایک مہینے تک قید کی سزا دی جائے گی اور اگر کسی جانور کا مالک یا دیگر ایسا کوئی شخص جو بیوپاری، باربردار یا معاہدہ کار (contractor) کی حیثیت سے یا ایسے کسی شخص کے ساتھ ملازم کی حیثیت سے کسی جانور یا اسکی باربرداری کو کنٹرول رکھنے کی صورت میں اس پر زیادہ بوجھ لادنے کی اجازت دے گا تو اسے ایک سو روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

زیادہ دودھ حاصل کرنے کی غرض سے جانور سے پھوکا کا عمل کرنے کی سزا

دفعہ ۴ کی رو سے جو شخص کسی گائے یا دیگر دودھ دینے والے جانور کے ساتھ زیادہ دودھ حاصل کرنے کی غرض سے پھوکا کا عمل کرے گا یا اپنی ملکیت یا کنٹرول میں موجود ایسے جانور سے ایسا عمل کرنے کی اجازت دے گا تو اسے پانچ سو روپے تک جرمانے یا دو سال تک قید یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور متعلقہ جانور کو بحق سرکار ضبط کیا جائے گا۔ تاھم دوبارہ یا زیادہ بار اس جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اسے پانچ سو روپے جرمانے اور دو سال قید کی سزا دی جائے گی۔ عدالت عائد کردہ جرمانے کا زیادہ سے زیادہ دسواں حصہ پولیس آفسر یا جانوروں کے ساتھ ظلم کی روک تھام کی سوسائٹی یا ادارے کے آفیسر کے علاوہ ایسے شخص کو ادا کرنے کا حکم جاری کرے گی جس نے ایسے جرم کی اطلاع دی ہو۔ دفعہ ۱۳ کی رو سے ضابطہ فوجداری میں موجود کسی دیگر حکم کے باوجود اس دفعہ کے تحت قابل سزا جرم قابل دست اندازی پولیس ہوگا۔

کسی جانور کو ظالمانہ طریقے سے مار ڈالنے کی سزا

کسی جانور کو غیر ضروری ظالمانہ طریقے سے مار ڈھالنے کی صورت میں متعلقہ شخص کو دو سو روپے تک جرمانے یا چھ ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ظالمانہ طریقے سے مار ڈالی جانے والی بکری کا چمڑا رکھنے کی سزا

دفعہ 5-A کی رو سے اگر کسی شخص کے پاس کسی بکری کا چمڑا پایا جائے جسکے بارے میں یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ بکری کو غیر ضروری طور پر ظالمانہ طریقے سے مار ڈالا گیا ہے تو اسے ایک سو روپے تک جرمانے یا تین ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور اس چمڑے کو بحق سرکار ضبط کیا جائے گا۔ دفعہ 5-B کی رو

سے اگر کسی شخص پر کسی بکری کو دفعہ ۵ کے احکام کے برخلاف مارڈالنے یا دفعہ 5A کے تحت کسی جرم کا الزام ہو اور ثابت ہو جائے کہ مبینہ الزام کے وقت اسکے پاس بکری کا چمڑا سر کے کسی حصے سمیت موجود تھا تو جب تک اسکے برخلاف ثابت نہ ہو یہ باور کیا جائے گا کہ اس بکری کو غیر ضروری طور پر ظالمانہ طریقے سے مارڈالا گیا ہے۔

کام کیلئے غیر موزوں کسی جانور کو کام پر لگانے کی سزا

دفعہ ۶ کی رو سے اگر کوئی شخص کسی ایسے جانور کو کسی کام یا مشقت پر لگائے گا جو کسی بیماری، معذوری، زخم یا اور وجہ سے اس کام کیلئے موزوں نہ ہو یا اپنے زیر تحویل یا زیر نگرانی ایسے کسی جانور کو ایسے کام پر لگانے کی اجازت دے گا تو اسے ایک سو روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

دفعہ 3-A اور دفعہ ۶ کے مقاصد کے لئے مالک یا کسی جانور کی تحویل یا کنٹرول کے حامل دوسرے شخص کے بارے میں باور کیا جائے گا کہ اس نے جرم کی اجازت دی ہے اگر وہ اس جرم کو روکنے کیلئے مناسب احتیاط سے کام لینے اور نگرانی کرنے میں ناکام رہا ہو۔ اور دفعہ ۴ کے مقاصد کیلئے اگر وہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہو کہ اس نے مناسب احتیاط اور نگرانی سے کام لیا ہے۔

اس قانون کے تحت قواعد اور انکی خلاف ورزی کی سزا

دفعہ ۱۵ کی رو سے صوبائی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اس قانون کے مقاصد کی تکمیل کیلئے حسب ذیل امور سے متعلق قواعد وضع کرنے کا اختیار رکھتی ہے:۔

(اے) کسی جانور پر لادے جانے والے زیادہ سے زیادہ بوجھ کا زیادہ سے زیادہ وزن۔

(بی) کسی جگہ زیادہ سے زیادہ جانور بھرنے کی حد۔

(سی) ان اوقات کا تعین جنکے دوران بھینسوں کو بار برداری کیلئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

(ڈی) اس قانون کے تحت وصول کئے جانے والے جرمانے کا استعمال۔

(ای) ظلم کے زمرے میں آنے والے لگام وغیرہ کے استعمال کی ممانعت۔

(ڈ) ان احاطوں کو قانون کے مطابق رکھنے کیلئے ان کی رجسٹریشن جہاں جانور رکھے جاتے ہوں یا جہاں دودھ نکالا جاتا ہو وغیرہ۔

کسی بھی قاعدے کی خلاف ورزی یا ایسی خلاف ورزی کی تحریض دینے پر پچاس روپے تک جرمانے کی سزا مقرر ہے۔

جانوروں کولڑنے پر مائل کرنے کی سزا

دفعہ 6-C کی رو سے جوکوئی شخص کسی جانور کولڑنے پر ابھارتا ہے یا مائل کرتا ہے یا ان چیزوں میں اسکی مدد کرتا ہے یا تحریض دیتا ہے تو اسے پچاس روپے تک جرمانے کی سزادی جائے گی ۔ تاہم جانوروں کولڑائی پر ابھارنا اس دفعہ کے تحت جرم نہیں گردانا جائے گا اگر ایسی لڑائی سے جانوروں کے زخمی ہونے یا اذیت میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور اس سلسلے میں ضروری حفاظتی تدابیر اختیار کر لی گئی ہوں ۔

بیمار جانوروں کو کھلا چھوڑنے کی سزا

دفعہ ۷ کی رو سے اگر کوئی شخص دانستہ کسی متعدی مرض میں مبتلا کسی ایسے جانور کو جو اسکی ملکیت یا اختیار میں ہے کسی گلی میں کھلا چھوڑے گا یا کسی معقول عذر کے بغیر ایسے کسی بیمار یا معذور جانور کو کسی گلی میں مرنے دے گا تو مالک ہونے کی صورت میں اسے ایک سو روپے تک اور جانور پر صرف اختیار رکھنے کی صورت میں اسے پچاس روپے تک جرمانے کی سزادی جائے گی ۔

تلاشی اور ضبطی کا خاص اختیار

دفعہ 7-A کی رو سے اگر کم از کم سب انسپکٹر کے رتبے کے پولیس آفیسر کے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی جگہ کسی بکری کے ساتھ دفعہ ۵ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے یا یہ کہ کسی شخص کے پاس کسی بکری کا چمڑا اسکے سر کے چمڑے کے کسی حصے سمیت موجود ہے تو وہ اس جگہ یا ہر ایسی جگہ جہاں اسے یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ ایسا چمڑا موجود ہے داخل ہو کر تلاشی لے سکتا ہے اور ہر ایسے چمڑے اور جرم میں استعمال کی گئی یا استعمال کی جانے والی چیز کو قبضے میں لے سکتا ہے ۔

دفعہ 7-A کی رو سے اگر کم از کم سب انسپکٹر کے رتبے کا پولیس آفیسر یا اس سلسلے میں صوبائی حکومت کی طرف سے مجاز شخص کے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ اسکے زیر اختیار علاقے میں کسی جانور کے ساتھ پھوکا کا عمل کیا گیا ہے یا کیا جانے والا ہے تو وہ ہر ایسی جگہ داخل ہو سکتا ہے جہاں ایسے جانور کے موجود ہونے کا معقول شبہ موجود ہو اور ایسے جانور کو قبضے میں لے سکتا ہے اور اسے متعلقہ ویٹرنری آفیسر کے سامنے معائنے کیلئے پیش کر سکتا ہے ۔

وارنٹ تلاشی

دفعہ ۸ کی رو سے درجہ اول یا دوم کے مجسٹریٹ یا ضلعی پولیس آفیسر کے پاس کو اگر تحریری اطلاع موصول ہونے اور ضرروی تحقیقات کے بعد یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی جگہ اس ایکٹ کے احکام کے برخلاف کسی جرم کا ارتکاب ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے تو وہ از خود اس جگہ داخل ہو کر تلاشی لے سکتا ہے یا کم از کم سب انسپکٹر کے رتبے کے پولیس آفیسر کو ایسا کرنے کا اختیار دے سکتا ہے۔اس دفعہ یا دفعہ 7-A کے تحت تلاشی کے لیے جہاں تک ممکن ہو تلاشی سے متعلق ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات لاگو کیئے جائیں گے۔

استغاثے کیلئے تحدید مدت

دفعہ ۹ کی رو سے اس قانون کے برخلاف کسی جرم کا استغاثہ اسکے ارتکاب کی تاریخ سے تین ماہ کے بعد دائرنہیں کیا جائے گا۔

اذیت میں مبتلا جانور کو ہلاک کرنا

دفعہ ۱۰ کی رو سے کوئی مجسٹریٹ یا ضلعی پولیس آفیسر اگر یہ باور کرنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ کسی جانور کے ساتھ اس قانون کے برخلاف کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اگر اسکے خیال میں اسکی اذیت کی نوعیت ایسا ہی تقاضا کرے تو وہ اسکو فوری طور پر ہلاک کیئے جانے کا حکم صادر کر سکتا ہے۔اسی طرح اگر سپاہی سے بڑے رتبے کا کوئی پولیس آفیسر کسی جانور کو ایسی بیماری میں مبتلا یا شدید زخمی حالت میں یا ایسی حالت میں پائے کہ اسکے خیال میں اسے وہاں سے ہٹایا جانا کسی ظالمانہ سلوک کے ارتکاب کے بغیر ممکن نہ ہو تو اگر جانور کا مالک موجود نہ ہو یا وہ اس جانور کے ہلاک کیے جانے پر رضامند نہ ہو تو وہ فوری طور پر متعلقہ ویٹرنری آفیسر کو طلب کرے گا اور اگر وہ اس بات کی تصدیق کردے کہ جانور کو لگے ہوئے زخم مہلک ہیں یا وہ ایسی جسمانی حالت میں ہے کہ اسکا ہلاک کیا جانا مناسب ہے تو پولیس آفیسر کسی مجسٹریٹ سے ایسا حکم جاری کروانے کے بعد اس جانور کو ہلاک کرے گا یا ہلاک کروائے گا۔

معائنہ کیلئے تحویل میں لینے کا عام اختیار

دفعہ ۱۴ کی رو سے سپاہی سے اوپر رینک کا کوئی بھی پولیس آفیسر یا صوبائی حکومت کی طرف سے مجاز شخص اگر یہ باور کرنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ کسی جانور کے ساتھ اس قانون کے برخلاف کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے یا کیا

جانے والا ہے اگر اسکے خیال میں حالات ایسا ہی تقاضا کریں تو وہ اس جانور کو قبضے میں لے کر معائنے کیلئے ایسے قریبی مجسٹریٹ یا مقررہ ویٹرنری آفیسر کے سامنے پیش کرے گا۔ اور ذمہ دار شخص سے بھی معائنے کی جگہ تک ساتھ چلنے کا مطالبہ کرے گا۔

جانوروں کا علاج اور دیکھ بھال

دفعہ 6-B کی رو سے صوبائی حکومت کسی عام یا خاص حکم کے ذریعے ایسے جانوروں کے علاج اور دیکھ بھال کیلئے شفاخانے (infirmarias) مقرر کرے گی جنکے خلاف اس ایکٹ کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا گیا ہو اور اگر ایسے کسی جانور کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جانا ہو تو اسے پیش کئے جانے تک وہاں رکھنے کی اجازت دے گی۔

(۲) مجسٹریٹ جسکے سامنے اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا استغاثہ کیا گیا ہو، ہدایات جاری کرے گا کہ متعلقہ جانور کی دیکھ بھال اور علاج اس وقت تک کسی شفاخانے (infirmary) میں کیا جائے گا جب تک کہ وہ معمول کا کام کرنے یا بصورت دیگر فارغ (discharge) کئے جانے کے قابل نہ ہو جائے یا اس علاقہ کا ویٹرنری آفیسر (veternary officer) یا اس سلسلے میں مجاز کوئی دیگر آفیسر تصدیق نامہ جاری نہ کر دے کہ جانور ناقابل علاج ہے یا اسے ظالمانہ برتاؤ کے بغیر وہاں سے ہٹایا جانا ممکن نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اسے ہلاک کیا جائے گا۔

(۳) دیکھ بھال اور علاج کیلئے شفاخانے بھیجے جانے والے جانور کو اس وقت تک وہیں سے لے جانے نہیں دیا جائے گا جب تک کہ متعلقہ ویٹرنری آفیسر یا دیگر ایسے بااختیار معالج کی طرف سے اسکے صحت یاب ہونے کا تصدیق نامہ جاری نہ کیا گیا ہو۔

(۴) کسی ایسے جانور کو شفاخانے یا پنجراپول (pinjrapole) منتقل کرنے اور وہاں اس پر اُٹھنے والے اخراجات اور علاج معالجے کا خرچہ جانور کا مالک مقرر کردہ سرکاری نرخنامے کے مطابق ادا کرے گا تاہم اس کے نادار ہونے کی صورت میں جانور کے علاج معالجے کا خرچہ اس کے مالک پر عائد نہیں کیا جائے گا۔

(۵) اگر مالک جانور کے علاج معالجے وغیرہ کے اخراجات کی ادائیگی یا مجسٹریٹ کی طرف سے مقرر کردہ وقت کے اندر اسے وہاں سے لے جانے سے انکار کر دے یا اسے نظرانداز کر دے تو مجسٹریٹ اس جانور کو فروخت کر کے وصول شدہ رقم کو جانور پر اُٹھنے والے اخراجات میں محسوب کرنے کا حکم جاری کرے گا اور فاضل رقم دو ماہ کے اندر مالک کی طرف سے پیش کی گئی درخواست پر اسکے حوالے کرے گا۔

اس قانون سے استثناء

دفعہ۱۱ کی رو سے کسی جانور کو کسی نسل، فرقہ، قبیلے یا طبقے کے مذہب یا مذہبی رواج یا دستور کے مطابق قتل کرنا اس قانون کے تحت جرم شمار نہیں ہوگا۔

ماں کے دودھ اور بچوں کی غذا کے تحفظ کا قانون

بچے کے لیے سب سے بہترین غذا ماں کا دودھ ہے جس کے پیش نظر ارشاد خداوندی کے مطابق ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پورے دو سال تک بچے کو اپنا دودھ پلائے۔ طبی لحاظ سے اسکی ضرورت و اہمیت اور اسکے نفسیاتی فوائد اب جدید تحقیقات کی رو سے بھی ثابت شدہ ہیں۔ اس لئے شیر خوار اور چھوٹے بچوں کے لیے محفوظ اور مناسب غذا کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ماں کے دودھ کو رواج اور تحفظ دینے اور اس مقصد کے لئے مختص دیگر مصنوعات (designated products) جیسے دودھ، بوتلوں، نپل وغیرہ اور دیگر ایسی چیزوں اور معاملات کو ماں کے دودھ اور بچوں کی غذا کے تحفظ کے آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۲ء کے ذریعے منضبط کیا گیا ہے۔

قومی بورڈ اور صوبائی کمیٹیوں کی تشکیل اور انکی ذمہ داری

اس قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ایک قومی بورڈ برائے غذائے اطفال (National Infant Feeding Board) تشکیل دے گی۔ اسی طرح صوبائی حکومتیں بھی صوبائی سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ایک کمیٹی برائے غذائے اطفال (Provincial Infant Feeding Committee) تشکیل دیں گی۔

دفعہ ۴ کی رو سے مذکورہ بورڈ اور کمیٹی کے اختیارات اور ذمہ داریاں حسب ذیل ہوں گی:۔

(اے) اس آرڈیننس اور اسکے قواعد کی خلاف ورزی سے متعلق رپورٹیں وصول کرنا۔

(بی) آرڈیننس اور قواعد کی خلاف ورزی کے مرتکب مصنوعات بنانے والوں، تقسیم کنندگان اور طبی کارکنان کے خلاف کیس کی تفتیش کی سفارش کرنا۔

(سی) بچوں کی غذا کے بارے میں معلوماتی اور تعلیمی مواد کو پھیلانے کے لیے منصوبہ بندی کرنا اور اسے مربوط بنانا اور طبی کارکنان کے لیے اس قانون سے متعلق موضوعات پر مسلسل جاری تعلیمی کورسز کی سفارش کرنا۔

(ڈی) وفاقی اور صوبائی حکومت کو بچے کے لیے ماں کے دودھ کے فروغ و تحفظ اور شیر خوار اور چھوٹے بچوں کی غذا سے متعلق مختص مصنوعات کے معاملات کے بارے میں قومی پالیسی مرتب کرنے میں قومی اور صوبائی سطح پر تعلیمی مہم کے ذریعے مشورے فراہم کرنا اور طبی کارکنان اور عوام کے لیے طبی تعلیم کو منظم کرنا۔

ممنوعہ اعمال

دفعہ ۷ کی رو سے:۔

(۱) کوئی بھی شخص کسی بھی صورت میں بچوں کی غذا کے لیے مختص مصنوعات کو فروغ نہیں دے گا الا یہ کہ اس قانون کے تحت اسکی اجازت دی گئی ہو۔

(۲) کوئی بھی شخص کسی بھی صورت میں یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ مختص مصنوعات (designated products) میں سے کوئی ماں کے دودھ کا نعم البدل ہے یا وہ ماں کے دودھ کا ہم اثر یا ہم پلہ یا اس سے بہتر ہے۔

(۳) ایسی مصنوعات تیار کرنے والا یا تقسیم کنندہ کسی ہیلتھ ورکر یا اسکی فیملی یا ایسے کسی ملازم کو یا بلاواسطہ یا بالواسطہ بچوں کی صحت کی دیکھ بھال کے ادارے کے کسی اہلکار کو یا بورڈ یا صوبائی کمیٹی کے کسی رکن یا ملازم کو کسی بھی قسم کی کوئی پیش کش نہیں کریگا نہ اسے کوئی تحفہ یا امداد دے گا۔

(۴) مصنوعات تیار کرنے والا یا تقسیم کنندہ کوئی مختص مصنوعات یا لوازمات یا مختص مصنوعات سے متعلق کوئی خدمات بلاعوض یا کم عوض پر بچوں کی صحت کی دیکھ بھال کے کسی ادارے کو بطور عطیہ نہیں دے گا نہ پیشہ طب سے منسلک افراد کے کسی ایسوسی ایشن کو اس مقصد کے لیے کسی مفاد کی پیشکش کرے گا۔

(۵) طبی کارکن (health worker) کے علاوہ کوئی بھی ایسا شخص جو کسی صنعتکار یا تقسیم کنندہ کے ساتھ ملازم نہ ہو، کسی صارف کو کسی مختص مصنوعات کی ضرورت اور اسکی مناسب تیاری اور استعمال کے بارے میں ہدایات نہیں دے گا۔ تاہم کوئی صنعتکار یا تقسیم کنندہ کسی صارف کو ایسی مصنوعات کی ضرورت، مناسب تیاری یا استعمال کے بارے میں ہدایات دے سکتا ہے۔

(۶) کوئی تقسیم کنندہ یا مصنوعات تیار کرنے والا کاروبار کی ترقی یا دیگر ایسے مقاصد کے لیے ان لوگوں سے کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ رابطہ نہیں رکھے گا جو طبی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے (health care facility) میں کام کر رہے ہوں۔

(۷) کوئی مصنوعات تیار کرنے والا، تقسیم کنندہ یا ان کا کوئی ملازم بچوں کو دودھ پلانے سے متعلق کوئی تعلیمی یا معلوماتی مواد مہیا یا تقسیم نہیں کرے گا۔ تاہم ایسی مصنوعات سے متعلق کوئی تعلیمی یا معلوماتی مواد مصنوعات تیار کرنے والے یا تقسیم کنندہ کی طرف سے مقررہ شرائط کے تابع پیشہ طب سے وابستہ کسی

فرد کو دی جاسکتی ہے۔ ایسے مواد کو سائنسی اور حقائق پر مبنی معاملات تک محدود رکھا جائے گا اور اسے یہ اعتبار قائم کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا کہ بوتل کا دودھ ماں کے دودھ کے ہم پلہ یا اس سے بہتر ہے۔

مختص مصنوعات کے لیبل سے متعلق بعض ممانعتیں اور رہنمائی

دفعہ ۸ کی رو سے:۔

(۱) کسی بھی مختص مصنوعات کی پاکستان میں خرید و فروخت کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک کہ ان کا لیبل اس آرڈیننس اور قواعد کے مطابق اور وفاقی حکومت کی طرف سے مقررہ کردہ طریقہ کار کے مطابق منظور شدہ نہ ہو۔ تاہم پاکستان کے اندر پہلے ہی فروخت ہونے والی ایسی مصنوعات کی صورت میں انھیں تیار کرنے والا یا تقسیم کنندہ مقررہ طریقہ کار کے مطابق منظوری دئے جانے کے ۱۸۰ دن کے اندر ان مصنوعات کے لیے لیبل مہیا کرے گا۔

(۲) مختص مصنوعات کے لیبل کا خاکہ اس طرح تیار کیا جائے گا جو بچے کو دودھ پلانے والی ماؤں کی حوصلہ شکنی نہ کرے اور ان مصنوعات کے صحیح استعمال اور عمر کی حد، جس سے پہلے ان مصنوعات کو استعمال نہیں کیا جائے گا، کے بارے میں ضروری معلومات اردو میں مہیا کئے جائیں گے۔

(۳) ہر کنٹینر (container) یا لیبل پر، جو الگ نہ ہو سکے، صاف اور نمایاں انداز میں آسانی سے سمجھ میں آنے والا پیغام اردو میں لکھا جائے گا اور اگر بنانے والے چاہیں تو انگریزی میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ لیبل حسب ذیل پر مشتمل ہوگا:۔

(اے) کوئی ایسی چیز تحریر نہیں کی جائے گی جو دودھ پلانے والی ماؤں کی حوصلہ شکنی کرے۔

(بی) اس پر نمایاں طور پر جلی حروف میں حسب ذیل نوٹس (Notice) تحریر کیا جائے گا۔

''ماؤں کا دودھ بچے کے لیے بہترین غذا ہے جو اسہال اور دیگر بیماریوں کو روکتا ہے''

(سی) شق (بی) میں مصرحہ نوٹس کی جگہ یا اسکے علاوہ اس پر کسی مختص مصنوعات سے متعلق کوئی دیگر مقررہ پیغام بھی دیا جائے گا۔

(ڈی) اسلوب بیان، جیسے مادرانہ (maternalized) یا انسان دوست (humanised) یا اسکے مترادف الفاظ یا الفاظ جن میں ماں کے دودھ کے ساتھ ان کا موازنہ کیا گیا ہو، اختیار نہیں کیے جائیں گے۔

(ای) لیبل میں تصاویر، نقش ونگار یا اشکال کی نمائش نہیں کی جائے گی سوائے ان اشکال کے جن کے ذریعے اسکی تیاری کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہو۔

(ایف) درآمد شدہ ایسی مصنوعات کی صورت میں اسکے لیبل پر انکے تیار کرنے والے یا تھوک فروش کا نام و پتہ درج نہیں ہوگا۔

(جی) بوتلوں، ربڑ کی چسنی اور نپل وغیرہ کے علاوہ صورتوں میں لیبل پر اسکے صحیح استعمال کے بارے میں اردو الفاظ میں اور آسانی سے سمجھ میں آنے والے اشکال کی صورت میں مناسب ہدایات درج ہونگے۔ علاوہ ازیں مطلوبہ مختص مصنوعات کے اجزاء، ترکیب اور تجزے سے متعلق معلومات، اسے ذخیرہ کرنے کی ضروری شرائط، تیار شدہ مقدار کا نمبر (batch number) تاریخ اختتام (expiry date) اور اردو یا مقامی زبان میں تحریر سے متعلق اس قانون کی تعمیل کے لیے تنبیہ کے مقررہ الفاظ بھی درج ہونگے۔

معلوماتی اور تعلیمی مواد

دفعہ۹ کی رو سے بچوں کے لیے مختص غذا سے متعلق معلوماتی یا تعلیمی مواد خواہ وہ تحریری (written) ہو، یا صوتی (audio) یا بصری (visual)، صحیح معلومات پر مبنی ہوگا اور ان میں ایسی تصاویر، اشکال یا عبارات کا استعمال نہیں کیا جائے گا جن میں بچے کو بوتل کا دودھ پلانے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہو۔ وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ایسے تعلیمی یا معلوماتی مواد کی فراہمی اور تقسیم سے متعلق ضروری ہدایات، رہنما اصول اور پالیسی شائع کرے گی۔

طبی کارکنان کی ذمہ داری

دفعہ۱۰ کی رو سے:۔

(۱) طبی کارکنان (health workers) بچے کے لیے ماں کے دودھ کی حوصلہ افزائی اور اسکی حمایت و تحفظ کریں گے۔ ان سے بجا طور پر یہ توقع کی جائے گی کہ وہ اس قانون کے احکام اور بطور خاص دفعہ۹ کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے جاری شدہ ہدایات وغیرہ سے خود کو آگاہ رکھیں گے۔

(۲) طبی کارکنان کسی فرد کو، خصوصاً حاملہ عورت، شیر خوار بچے کی ماں اور چھوٹے بچوں یا انکے خاندان کے افراد کو مختص مصنوعات کے نمونے (sample) نہ تو دینگے نہ دینا قبول کریں گے۔

(۳) طبی کارکنان اور انکی ایسوسی ایشن کسی بھی صورت میں مختص مصنوعات کو فروغ (promote) نہیں دیں گے۔

(۴) طبی کارکنان وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آنے کی صورت میں متعلقہ بورڈ کو اور دیگر صورتوں میں صوبائی کمیٹی کو مصنوعات تیار کرنے والے یا تقسیم کنندہ کی طرف سے کسی تحفے یا مالی مفاد کی پیشکش یا اس آرڈیننس یا قواعد کی کسی دیگر خلاف ورزی کی تحریری رپورٹ پیش کریں گے۔

(۵) ہر مرکز صحت (health care facility) میں اردو، انگریزی اور ہر ایسی زبان میں، جسے ادارہ مناسب سمجھے، مرکزی حکومت یا متعلقہ صوبائی حکومت کی طرف سے اس قانون کے مجوزہ حصوں کی تلخیص چسپاں کی جائے گی۔

موزونیت کے بارے میں یقین دہانی

دفعہ ۱۱ کی رو سے:۔

(۱) کسی بھی مختص مصنوعات کو پاکستان میں تیار، فروخت یا بصورت دیگر تقسیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے متعلقہ ادارہ کی طرف سے کی گئی سفارش کے مطابق صنعتی طور پر وضع (formulate) نہ کیا گیا ہو اور جب تک کہ وہ اس اطلاق پذیر (applicable standards) معیار کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو جسکی صراحت اس آرڈیننس اور اس کے قواعد میں کی گئی ہے۔

(۲) بورڈ یا صوبائی کمیٹی، جیسی بھی صورت ہو، اس قانون کے تحت بااختیار کسی انسپکٹر یا دیگر فرد سے مطالبہ کرے گی کہ وہ پاکستان میں فروخت کی جانے والی کسی مختص مصنوعات کے بارے میں انسانی استعمال کے لیے اس کے موزوں ہونے کا تعین کرنے کے لیے اسکی جانچ پرکھ کرے۔

(۳) ملک میں استعمال کے لیے مقررہ معیار پر پورا نہ اترنے والی ایسی تیار کی جانے والی مختص مصنوعات کو پاکستان میں فروخت نہیں کیا جائے گا۔

(۴) تاریخ اختتام (expiry date) کے قریب پہنچنے کی صورت میں ایسی مختص مصنوعات کو فروخت یا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

(۵) کسی مختص مصنوعات کو اصلی ڈبوں (original container) میں فروخت کیا جائے گا تا کہ اسکی غذائی قدر کے نقصان، ملاوٹ یا آلودگی کو روکا جا سکے۔

تفتیش ومعائنہ

دفعہ۱۲ کی رو سے وفاقی حکومت شیرخوار اور چھوٹے بچوں کی غذا کے ماہر پیشہ ور افراد میں سے انسپکٹر مقرر کرے گی تاکہ وہ اس قانون کے مقاصد کے لیے معائنہ وتفتیش کا کام انجام دیں اور اس قانون کے احکام کی تعمیل کی نگرانی کریں۔

(۲) اس قانون کے مقاصد کے لیے معائنہ کرنے کے بعد انسپکٹر، اگر ضروری سمجھے تو معاملہ مختص مصنوعات کے نمونے کے ساتھ متعلقہ بورڈ یا صوبائی کمیٹی کو، جیسی بھی صورت ہو، بھیجے گا۔

تفتیش اور مقدمے کا اندراج

دفعہ۱۳ کی رو سے تفتیش کی تکمیل اور مکمل رپورٹ کی وصولی اور متعلقہ فریق کو سماعت کا موقع دینے کے بعد بورڈ یا صوبائی کمیٹی وفاقی حکومت کو اسکے خلاف استغاثہ دائر کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں سفارش کرے گی۔

کوئی بھی عدالت اس قانون کے تحت قابل تعزیر کسی جرم کی سماعت صرف وفاقی حکومت کی طرف سے مجاز کسی آفیسر کی تحریری رپورٹ پر کرے گی۔ اس قانون کے تحت قابل تعزیر جرم ناقابل دست اندازی پولیس ہوگا۔

عوامی شکایات پر کارروائی

دفعہ۱۵ کی رو سے کوئی بھی شخص اس آرڈیننس یا اس کے قواعد کی کسی خلاف ورزی کی شکایت تحریری طور پر بورڈ یا صوبائی کمیٹی کو کرسکتا ہے جس پر متعلقہ فریق کے خلاف استغاثہ دائر کرنے کی سفارش سے متعلق دفعہ۱۳ میں مذکور طریقہ کار کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

اپیل

دفعہ۱۴ کی رو سے کسی عدالت کی طرف سے اس آرڈیننس کے تحت سزا یافتہ شخص ۳۰ دن کے اندر ہائی کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔

لائسنس کی منسوخی یا معطلی

دفعہ۱۶ کی رو سے اگر اس پیشے یا کاروبار سے منسلک کوئی شخص اس آرڈیننس یا قواعد کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا جائے تو متعلقہ اتھارٹی، بورڈ یا صوبائی کمیٹی کی تحریری سفارش پر اور متعلقہ فرد کو سماعت کا موقع دینے کے بعد

وفاقی حکومت کو اس کا لائسنس معطل یا منسوخ کرنے کی سفارش کرے گی۔ میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل آرڈیننس کے تحت رجسٹر شدہ کسی ڈاکٹر کی طرف سے ایسی خلاف ورزی کی صورت میں معاملہ مزید کاروائی کے لیے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کو بھیجا جائیگا۔

سزائیں

دفعہ ۱۷ کی رو سے اگر ایسی مصنوعات تیار کرنے والا یا تقسیم کنندہ کوئی شخص دفعے کی ذیل (۱) تا (۷) دفعہ ۸ کی ذیل (۱)، دفعہ ۱۱ کی ذیل (۱)، (۳)، (۴) و (۵) کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا تو اسے دو سال تک قید اور کم از کم ۵۰ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ روپے جرمانے کی سزا دی جائے گی جب کہ اس آرڈیننس کے دیگر احکام یا قواعد کی خلاف ورزی پر اسے پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

کسی کمپنی وغیرہ کی طرف سے سرزد جرم کے بارے میں متعلقہ افراد کا مواخذہ

دفعہ ۱۸ کی رو سے کسی کمپنی، کارپوریشن یا کسی دیگر ایسے ادارے کی طرف سے جاری شدہ یا عمل پزیر ادارہ جاتی یا تنقیدی ہدایات کے نتیجے میں سرزد کسی جرم کی صورت میں براہ راست اس جرم کے ذمہ دار افراد کے علاوہ وہ کمپنی، کارپوریشن یا دیگر ایسا ادارہ بھی اس جرم کا قصوروار گردانا جائے گا۔

لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت مصالحت انجمن کا کردار واہمیت

عدالتوں پر مقدمات کا روز افزوں دباؤ کم کرنے اور جلد انصاف رسانی کو ممکن بنانے کے لیے تنازعات کو ماورائے عدالت مصالحت کے ذریعے حل کرنے کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ قران وسنت کی تعلیمات میں بھی دیوانی وفوجداری تنازعات کو حل کرنے کے لیے مصالحت کا راستہ اختیار کرنے کی تاکید موجود ہے۔ کئی ممالک میں تنازعات کو مصالحت کے ذریعے حل کرنے کا طریقہ رائج ہے جو عدالتوں پر مقدمات کا بوجھ کم کرنے اور جلد انصاف رسانی میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی کئی رائج الوقت قوانین میں تنازعات کے حل کے لیے مصالحت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے بلکہ بعض صورتوں میں اسے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ء (Local Government Ordinance,2001) کے تحت معمولی نوعیت کے دیوانی وفوجداری تنازعات کو یونین کونسل کی سطح پر عدالت سے باہر دوستانہ طریقے سے حل کرنے کا طریقہ کار وبندوبست موجود ہے۔

مصالحت انجمن کی تشکیل

لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ء کے تحت یونین کونسل کی ذمہ داریوں میں سے ایک انصاف کمیٹی کا انتخاب بھی ہے جسکے ذریعے مصالحت انجمن کے ثالثوں کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے تاکہ تنازعات کو عدالت سے باہر دوستانہ طریقے سے حل کرایا جاسکے۔

لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ء کی دفعہ ۱۰۲ کی رو سے مصالحت انجمن تین مصلحین (conciliators) کے پینل پر مشتمل ہوگی جس میں سے ایک اسکا کنوینر ہوگا۔ ان مصلحین کا چناؤ انصاف کمیٹی اپنے انتخاب کے ۳۰ دن کے اندر یونین کونسل کے ان باشندگان میں سے کرتی ہے جو عوام میں اچھی شہرت کے حامل، صاحب الرائے اور معزز مشہور ہوں۔ تاہم یونین کونسل کے ناظم، نائب ناظم یا یونین کونسل کے اراکین میں سے کسی کو بطور مصلح مقرر نہیں کیا جائے گا۔ پینل میں ناگہانی طور پر خالی ہونے والی کسی مصلح کی نشت کو انصاف کمیٹی جتنا جلدی ممکن ہوسکے پُر کرے گی۔ مصلحین کا چناؤ یونین کونسل کی معیاد تک کے لئے کیا جائے گا جو دوبارہ چناؤ کے لیے اہل ہونگے۔

اگر انصاف کمیٹی کی رائے میں کسی مصلح پر اپنے فرائض منصبی کے دوران جانبداری برتنے یا غلط روی کا الزام ہو تو انصاف کمیٹی اظہار وجوہ کا نوٹس دینے کے بعد اسے ہٹا کر اسکی جگہ کسی اور شخص کا چناؤ کرسکتی ہے۔

تنازعات کے دوستانہ حل کی حوصلہ افزائی کرنا

دفعہ۱۰۳ کی رو سے یونین کونسل کے ناظم، انصاف کمیٹی کے اراکین اور مصلحین اپنے منصب کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے مصالحت اور ثالثی کے ذریعے یونین کونسل کی حدود میں افراد کے مابین تنازعات کے دوستانہ حل کی کوشش کریں گے خواہ ان تنازعات سے متعلق مقدمہ عدالت میں درج ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ تاہم شرط یہ ہے کہ ایسا تصفیہ ان تنازعات میں کرایا جائے گا جنکے سارے فریق ایسے تصفیے کے لیے رضامند ہوں جسکے لئے کوئی فیس عائد نہیں کی جائے گی۔ ایسا تصفیہ افراد کے مابین دیوانی اور فوجداری دونوں طرح کے تنازعات میں کرایا جاسکتا ہے۔

عدالتوں کی طرف سے کیس مصالحت انجمن کو بھیجنا

دفعہ۱۰۴ کی رو سے:۔

(۱) کوئی بھی مجاز عدالت اگر مناسب سمجھے تو کسی تنازعہ کو تصفیہ کے لیے یونین ناظم کے ذریعے مصالحت انجمن کو بھیج سکتی ہے۔

(۲) کوئی تنازعہ مصالحت انجمن کو بھیجنے کی صورت میں عدالت تنازعہ کے تصفیے کے لیے فریقین کی پیشی کا ضابطہ کار، تنازعہ سے متعلق انجمن کی حدود کار، تصفیے کے لیے مدت کی تعیین اور دیگر ایسے معاملات کی وضاحت کرے گی جنہیں عدالت مناسب سمجھے۔

(۳) ذیلی دفعہ (1) کے تحت عدالت کی طرف سے کوئی تنازعہ تصفیے کے لیے مصالحت انجمن کو بھیجے جانے کی صورت میں فریقین کے مابین تصفیہ کو عدالت، عدالتی حکم قرار دے گی۔

(۴) تنازعے کا تصفیہ عدالت کی طرف سے مقرر کردہ مدت میں نہ ہو سکنے کی صورت میں مصالحت انجمن اس بارے میں عدالت کو آگاہ کرے گی یا اس کے تصفیہ کے لیے مدت میں توسیع کا مطالبہ کرے گی۔

بعض انفرادی تنازعات کے لیے مصلح کا تقرر

دفعہ ۱۰۵ کی رو سے اگر کسی خاص تنازعہ کے فریقین تنازعہ کے تصفیہ کے لیے مصلحین کے پینل میں کسی اور شخص کے بطور مصلح تقرر کی درخواست کریں تو یونین ناظم انصاف کمیٹی کے مشورے سے اسی تنازعہ کے لیے اس شخص کا بطور مصلح تقرر کرے گا۔

تصفیہ کا طریقہ کار

دفعہ ۱۰۶ کی رو سے مصالحت انجمن کا کنوینر:۔

(۱) جس قدر مناسب سمجھے یونین کونسل کے کسی مقام یا مقامات پر مصالحت انجمن کے اجلاس بلائے گا۔

(۲) کاروائی کی پیروی غیر رسمی انداز میں کرے گا جیسا کہ وہ فریقین کے درمیان تصفیہ کرانے کی غرض سے مناسب سمجھے۔

(۳) کسی وکیل کو کسی فریق کی طرف سے کاروائی میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(۴) مصلحین کی رپورٹ کو ضبط تحریر میں لایا جائے گا اور سکیرٹری یونین کونسل کی طرف سے اسکی مصدقہ نقول فریقین کو مہیا کی جائیں گی۔

اسلام آباد تحدید کرایہ داری آرڈیننس

اسلام آباد کے علاقے میں مالکان اور کرایہ داروں کے مابین تعلقات اور دیگر متعلقہ معاملات کو منضبط کرنے کے لیے اسلام آباد تحدید کرایہ داری آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۱ء (Islamabad Rent Restriction Ordinance, 2001) نافذ العمل ہے۔ یہ آرڈیننس اسلام آباد کے اس شہری علاقے کی عمارات اور کرایہ پر لئے ہوئے رقبوں تک قابل توسیع ہے جنکی صراحت وفاقی حکومت کی طرف سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کی گئی ہو البتہ دفعہ ۳ کی رو سے حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے سرکاری دفاتر کے طور پر استعمال ہونے والی عمارتوں کو اس آرڈیننس کی تمام یا بعض دفعات کے اطلاق سے مستثنٰی قرار دے سکتی ہے۔ تاہم یہ استثنٰی ایسی عمارت کی تعمیر مکمل ہونے کی تاریخ سے لیکر پانچ سال تک کے لئے ہوگا۔

مالک اور کرایہ دار کے درمیان معاہدے کی کیفیت:

دفعہ ۵ کی رو سے کوئی عمارت یا رقبہ کرایہ پر دینے کا معاہدہ تحریری صورت میں ہوگا اور اگر ایسا معاہدہ کسی رائج الوقت قانون کے تحت لازمی طور پر قابل رجسٹری نہ ہو تو کنٹرولر یا کوئی بھی سول جج یا درجہ اول مجسٹریٹ اسکی تصدیق کرے گا۔ تاہم اس دفعہ کے کسی حکم کا اطلاق مالک اور کرایہ دار کے درمیان طے پانے والے اس معاہدے پر نہیں ہوگا جو اس آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے نافذ العمل تھا۔ کسی قانون کے تحت لازمی طور پر قابل رجسٹری معاہدے کی صورت میں اسکی مصدقہ نقل اور بصورت دیگر معاہدے کی مصدقہ اصلی کاپی مالک اور کرایہ دار کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے ثبوت کے طور پر بطور شہادت پیش کی جا سکے گی۔

میعاد کرایہ داری:

دفعہ ٦ کی رو سے کرایہ داری کا کوئی معاہدہ اس میعاد کے ختم ہونے کے بعد درست شمار نہیں ہوگا جو مالک اور کرایہ دار کے مابین باہمی معاہدے کے تحت طے ہوا ہو تاہم اس آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے وجود میں آنے والا معاہدہ کرایہ داری جسکے لئے کوئی میعاد مقرر نہ ہو اس آرڈیننس کے آغاز کے دو سال بعد غیر موثر ہو جائے گا اور اگر ایسا معاہدہ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد وجود میں آیا ہو تو وہ مالک کی طرف سے کرایہ دار کو معاہدے کے اختتام کے نوٹس کی وصولی کے ٦ ماہ بعد غیر موثر ہو جائے گا۔

معاہدہ کرایہ داری کی رجسٹریشن:

دفعہ ۸ کی رو سے مالک اور کرایہ دار باہمی رضامندی سے کسی عمارت یا رہائشی یا غیر رہائشی رقبے کا ابتدائی کرایہ طے کریں گے اور معاہدے پر دستخط ثبت کرنے کے بعد ۱سے ہفتے کے اندر رینٹ کنٹرولر کے پاس رجسٹر کریں گے۔

بعض صورتوں میں کرائے میں اضافہ:

دفعہ ۹ کی رو سے اگر کسی غیر رہائشی عمارت یا رقبے کا کرایہ مالک اور کرایہ دار کے درمیان باہمی معاہدے سے طے ہوا ہو تو اگر معاہدہ تین سال سے کم مدت کے لیے ہو تو معاہدے کی موجودگی کے دوران کرائے میں مزید کوئی اضافہ جائز نہیں ہوگا الا یہ کہ اس میں مالک کی ذمہ داری اور کرایہ دار کی درخواست پر سی۔ڈی۔اے کے ضمنی قوانین (by laws) کے مطابق کوئی اضافہ،تغیر و تبدل یا اصلاح کی گئی ہو۔تاہم اس بنیاد پر جو مناسب کرایہ بڑھایا جائے گا وہ اس مناسب کرائے سے زیادہ نہیں ہوگا جو اس آرڈیننس کے تحت اس علاقے میں اس جیسی عمارت یا رقبے کے لیے مقرر کیا جائے گا۔ایسا اضافی کرایہ اس وقت تک واجب الادا نہیں ہوگا جب تک اس اضافی کام یا تغیر و تبدل یا اصلاح کے کام کی تکمیل عمل میں نہ آئی ہو۔ایسی کسی عمارت وغیرہ میں کسی تبدیلی کی بنیاد پر اضافی کرائے کے تنازعے کا فیصلہ کنٹرولر کرے گا۔

رہائشی اور غیر رہائشی عمارتوں کے کرائے میں اضافہ:

دفعہ ۱۰ کی رو سے رہائشی اور غیر رہائشی عمارتوں کے کرائے میں ہر تین سال بعد خود بخود پچیس فیصد اضافہ کیا جائے گا۔اس آرڈیننس کے نفاذ کے وقت معاہدے پر تین سال کا عرصہ نہ گزرنے کی صورت میں پہلی دفعہ عائد ہونے والا ایسا اضافی کرایہ معاہدے کے تین سال مکمل ہونے پر قابل حصول ہوگا اور اگر کرایہ میں پہلے ہی ۲۵ فیصد سے کم اضافہ کیا گیا ہو تو اس اضافے کو مذکورہ اضافے سے منہا کیا جائے گا۔اور اگر کرایہ میں پہلے ۲۰ فیصد یا اس سے زیادہ اضافہ کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں اس اضافے کے بعد ۳ سال گزرنے تک کوئی اضافی کرایہ عائد نہیں کیا جائے گا۔اس دفعہ کے تحت اضافی کرایہ عائد ہونے کے نتیجے میں واجب الادا بقایاجات اگر ادا نہ کیے گئے ہوں تو اس آرڈیننس کے نفاذ کے ۶۰ دن بعد دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۲ (i) کے تحت واجب الادا کرایہ شمار ہوگا۔اگر کوئی مالک اور کرایہ دار باہمی رضامندی سے کرایہ بڑھانے کا تحریری معاہدہ کرلیں تو اس پر اس دفعہ کے احکام کا اطلاق نہیں ہوگا۔

مالک کی طرف سے کرائے کے علاوہ کسی مزید رقم کا مطالبہ:

دفعہ ۱۱ کی رو سے مالک مناسب کرائے کے علاوہ کسی اور بڑھوتری یا کسی اضافی کرائے یا مزید رقم کا مطالبہ نہیں کرے گا نہ اسے وصول کرے گا اور مناسب کرائے کے علاوہ کسی بھی مزید رقم کے مطالبے پر مبنی کوئی بھی معاہدہ کالعدم ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۱۲ کی رو سے کوئی بھی مالک کسی عمارت یا رقبے کے معاہدہ کرایہ داری کی تجدید یا تسلسل کے عوض کسی جرمانے، بڑھوتری یا دیگر ایسے کسی رقم کا مطالبہ نہیں کرے گا۔

غیر ضروری طور پر دی گئی رقم کی بازیابی:

دفعہ ۱۳ کی رو سے اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد اگر کرایہ دار نے مالک کو کوئی ایسی رقم ادا کر دی ہو جو اس آرڈیننس کے تحت قابل ادائیگی نہیں تھی تو کرایہ دار وہ رقم مالک کو ادا کیئے جانے والے کرائے سے مجرا کرے گا۔ تاہم کرایہ دار کی طرف سے یہ مجرائی اس وقت عمل میں لائی جاسکتی ہے جب کنٹرولر کرایہ دار کی طرف سے اس رقم کی ادائیگی کے چھ ماہ کے اندر دی گئی درخواست پر اسکی اجازت دے۔ کنٹرولر ایسی کسی بھی درخواست پر مالک کو مذکورہ رقم ۳۰ دن کے اندر جمع کرنے کی ہدایت کرے گا تاکہ اسے کرایہ دار کو ادا کیا جاسکے۔

مالک کی طرف سے کرایہ دار کی سہولیات میں مداخلت:

دفعہ ۱۴ کی رو سے مالک کسی معقول عذر کے بغیر کرایہ دار کو حاصل سہولیات جیسے بجلی، گیس یا پانی کو منقطع یا منع نہیں کرے گا بصورت دیگر وہ انکی بحالی کے لیے کنٹرولر کو درخواست دے سکتا ہے۔ اگر تحقیقات کے بعد کنٹرولر اس نتیجے پر پہنچے کہ کرایہ دار کو مذکورہ سہولیات حاصل نہیں جنھیں مالک نے بغیر کسی معقول وجہ کے کاٹ دیا ہے یا روک لیا ہے تو وہ مالک کو انکی دوبارہ بحالی کے لیے حکم جاری کرے گا یا کرایہ دار کو اجازت دے گا کہ وہ خود انہیں حاصل کرے۔ اسی طرح وہ ان پر اٹھنے والے اخراجات کی بھی تصریح کرے گا جو کرایہ دار کی طرف سے ادا کیئے جانے والے کرائے میں محسوب ہونگے۔

ضروری مرمت کرانے میں مالک کی ناکامی:

دفعہ ۱۵ کی رو سے اگر مالک عمارت کی ضروری مرمت کرانے میں ناکام رہے تو کرایہ دار کی درخواست پر ضروری تحقیقات کرنے کے بعد کنٹرولر یہ ہدایت کرنے کا مجاز ہوگا کہ مطلوبہ مرمت کرایہ دار کردے جسکی لاگت اسکی طرف

سے ادا کئے جانے والے کرایہ میں محسوب ہوگی تاہم اس دفعہ کا کوئی حکم اسے سال کے دوران مرمت پر دو مہینے کے کرائے سے زیادہ خرچ کرنے کا مجاز نہیں بناتا جب تک کنٹرولر ضروری تحقیقات کے بعد مطمئن نہ ہو کہ ایسی مرمت عمارت کو قابل استعمال بنانے کے لیے ضروری ہے اور اگر کرایہ دار معاہدے کی شرائط کی رو سے مالک کے خرچ پر ضروری مرمت کرانے کا مجاز ہو تو اس دفعہ کے تحت کنٹرولر کو درخواست دینا ضروری نہیں ہوگا تاہم ایک سال کے اندر کرائے سے مرمت کی مد میں مجرا کی ہوئی رقم دو مہینے کے کرائے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

اس دفعہ کے آخر میں دی گئی توضیح (Explanation) کے مطابق کسی عمارت کو اس وقت مناسب مرمت شدہ حالت میں تصور کیا جائے گا جب اسکے سارے فرش، دیواریں ستون، محرابیں اور چھتیں صحیح حالت میں اور پانی کی سرایت سے محفوظ ہوں، سارے دروازے اور کھڑکیاں اصلی حالت میں محفوظ ہوں اور مناسب طریقے سے رنگ و روغن شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ مناسب طریقے سے ان پر کنڈے وغیرہ لگائے گئے ہوں۔ اسی طرح تمام کمروں وغیرہ کی رنگ یا سفیدی کی گئی ہو۔ اور بجلی، پانی گیس اور سنیٹری کے پائپ وغیرہ درست حالت میں اور رسنے سے محفوظ ہوں۔

سی۔ڈی۔اے کے حکم پر مرمت پر خرچ کی ہوئی رقم کی واپسی:

دفعہ ۱۶ کی رو سے اگر سی۔ڈی۔اے نے کسی رائج الوقت قانون کے تحت اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مالک کو اپنی عمارت میں مصرحہ مرمت کا کام کرانے کی ہدایت کی ہو اور وہ اسکے مطابق عمل کرنے میں ناکام رہے تو مرمت کا وہ کام اتھارٹی کی ہدات پر کرایہ دار عمل میں لاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ مرمت کے کام کی تکمیل کے تین ماہ بعد اتھارٹی کو کام پر اٹھنے والے اخراجات کی رپورٹ پیش کرے گا جسکی مناسب جانچ پڑتال کرنے کے بعد اتھارٹی اسکی تصدیق کرے گی جس پر کرایہ دار اس رقم کو کرایہ قابل ادائیگی سے مجرا کرنے کا حقدار ہوگا۔

کرایہ دار کی بے دخلی:

دفعہ ۱۷ کی رو سے کسی عمارت یا رقبے کے کرایہ دار کو صرف اس آرڈیننس کے احکام کے مطابق ہی بے دخل کیا جا سکتا ہے۔ کرایہ دار کی بے دخلی کا خواہش مند مالک اس سلسلے میں کنٹرولر کو درخواست دے کر اسے بے دخل کرواسکتا ہے اگر کرایہ دار کو درخواست سے متعلق اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دینے کے بعد کنٹرولر مطمئن ہو کہ:۔

(۱) کرایہ دار نے اپنے ذمہ واجب الادا عمارت یا رقبے کا کرایہ مالک کے ساتھ معاہدے میں مقررہ معیاد کے ختم ہونے کے پندرہ دن کے اندر ادا نہیں کیا ہے۔ یا ایسے کسی معاہدے کی عدم موجودگی کی صورت میں کرایہ قابل ادا ہونے کے بعد ۶۰ دن کے اندر ادا نہیں کیا ہے۔ یا

(۲) کرایہ دار نے مالک کی تحریری رضامندی کے بغیر اپنا حق کرایہ داری کسی اور کو منتقل کیا ہے یا پوری عمارت یا رقبے کو یا انکے کسی حصے کو کرائے پر دیا ہے یا انھیں معاہدے کے برخلاف کسی اور مقصد کے لیے استعمال کیا ہے یا عائد شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔ یا

(۳) کرایہ دار نے ایسا کوئی اقدام عمل میں لایا ہے جس سے عمارت یا رقبے کی قدر و قیمت یا افادیت کم ہونے کا خطرہ ہو۔ یا

(۴) کرایہ دار ایسی سرگرمیوں میں ملوث ہوگیا ہے جو پڑوسیوں کے لیے باعث ایذا ہوں۔ یا

(۵) دوبارہ تعمیر یا عمارت کھڑی کرنے کے لیے مالک کو نیک نیتی سے اس عمارت یا رقبے کی ضرورت ہے یا اس نے متعلقہ اتھارٹی سے اسکے لئے مطلوبہ منظوری حاصل کر لی ہے۔ تاہم ایسی صورت میں کنٹرولر کرایہ دار کو عمارت یا رقبہ مالک کے حوالے کرنے کے لیے معقول وقت دے گا جس میں زیادہ سے زیادہ تین مہینے تک توسیع کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح مالک قبضے کے حصول کے لیے کرایہ دار کو حکم جاری کروانے کے لیے کنٹرولر کو درخواست دے سکتا ہے اگر کرایہ پر دی ہوئی ایسی رہائشی یا تجارتی عمارت یا رقبہ اسکی اپنی یا خاندان کے کسی دیگر فرد کی رہائش یا استعمال کے لیے ضروری ہو اور رہائشی عمارت کی صورت میں اس وقت شہری علاقے میں کوئی اور رہائشی عمارت اسکے یا اسکے خاندان کے اس دیگر فرد کے قبضے میں نہ ہو۔ تاہم اگر معاہدہ کرایہ داری کسی مقررہ معیاد تک کے لیے ہو جس پر مالک اور کرایہ دار دونوں رضامند ہوں تو مالک اس معیاد کے گزرنے سے پہلے اس دفعہ کے تحت درخواست دینے کا مجاز نہیں ہوگا۔ مزید براں اگر مالک اس دفعہ کے احکام کے مطابق ایک دفعہ کرایہ دار سے کرایہ پر دی ہوئی رہائشی یا تجارتی عمارت یا رقبے کا قبضہ حاصل کر چکا ہو تو وہ دوبارہ اس دفعہ کے تحت کرایہ پر دی ہوئی کسی اور عمارت یا رقبے کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے درخواست دینے کا مجاز نہیں ہوگا الا یہ کہ وہ عمارت یا رقبہ اسکی ضروریات کی تکمیل کے قابل نہ رہا ہو جنکا وہ پہلے قبضہ حاصل کر چکا ہے اور اگر کنٹرولر مطمئن ہو کہ مالک کا مذکورہ دعویٰ نیک نیتی پر مبنی ہے۔ تو وہ کرایہ دار کو حکم دے سکتا ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر مالک کو عمارت یا رقبے کا قبضہ حوالے کر دے تاہم اس مقصد کے لئے وہ اسے معقول مہلت دے گا جس میں زیادہ سے زیادہ تین مہینے تک توسیع کی جا سکتی ہے۔ مالک یا اسکے خاندان کا فرد جسے مذکورہ حکم کے ذریعے قبضہ منتقل کیا گیا ہو اگر اس منتقلی کے ایک ماہ کے اندر اس عمارت یا رقبے کو قبضے میں نہیں لیتا یا اسے قبضے میں لینے کے بعد ۶ ماہ کے اندر کسی اور کو کرائے پر دیتا ہے تو کرایہ دار کنٹرولر کو درخواست دے کر اس عمارت وغیرہ کا قبضہ بحال کرا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مالک نے ذیلی دفعہ ۲ (۷) کے تحت دوبارہ تعمیر یا نئے مکان کی تعمیر کے لئے عمارت یا رقبے کا قبضہ حاصل کیا ہو

اور وہ قبضے کے حصول کے بعد متعلقہ اتھارٹی کے ضوابط کے مطابق چار ماہ کے اندر اس مکان کو منہدم نہیں کرتا یا نئی عمارت کھڑی نہیں کرتا تو اسے ٦ ماہ تک قید یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی الا یہ کہ وہ کنٹرولر کو مطمئن کر دے کہ وہ اپنے قبضہ وقدرت سے باہر حالات کی وجہ سے مذکورہ تعمیر کا کام نہیں کر سکا ہے۔ اسی طرح اس دفعہ کے تحت کاروائی میں پہلی سماعت کے دن یا اسکے بعد تنقیحات وضع کرنے سے پہلے جتنا جلدی ممکن ہو سکے کنٹرولر کرایہ دار کو ہدایت کرے گا کہ وہ مقررہ تاریخ سے پہلے اسکے دفتر میں تمام واجب الادا کرایہ جمع کر دے اور آخری فیصلہ ہونے سے پہلے ہر مہینے کی ۱۵ تاریخ تک بعد میں واجب الادا ہونے والا ماہانہ کرایہ باقاعدگی سے جمع کر دیا کرے۔ اور اگر کرائے کی رقم کے حوالے سے کوئی تنازعہ ہو تو کنٹرولر اندازے سے اسکا تعین کرے گا۔ مقررہ تاریخ تک کرایہ جمع کرنے میں ناکامی کی صورت میں اپیل کنندہ ہونے کی صورت میں کرایہ دار کی درخواست منسوخ اور مسئول الیہ ہونے کی صورت میں اسکی جواب درخواست خارج کر دی جائے گی اور مزید کسی کاروائی کے بغیر قبضہ مالک کے حوالے کر دیا جائے گا۔

مالک کے ملازم، بیوہ، بچہ یا یتیم ہونے کی صورت میں کرایہ دار کی بے دخلی:

دفعہ ۱۸ کی رو سے اس آرڈیننس یا کسی اور رائج الوقت قانون کے کسی حکم کے باوجود اگر مالک وفات پا چکا ہو یا تنخواہ دار ملازم ہونے کی صورت میں وہ ریٹائر ہو چکا ہو یا ریٹائر ہونے والا ہو یا ایل۔پی۔آر پر جا چکا ہو یا چھ مہینے کے اندر ایل۔پی۔آر پر جانے والا ہو تو وہ یا اسکی وفات کی صورت میں اسکی بیوہ یا بچہ رہائشی کرایہ دار کو تحریری نوٹس کے ذریعے اطلاع دے گا کہ اسے اپنے ذاتی استعمال کے لیے اس عمارت کی خود ضرورت ہے لہذا اسے دو مہینے کے اندر اندر خالی کر کے قبضہ اسکے حوالے کیا جائے۔ تاہم اس دفعہ کے تحت کوئی ایسی درخواست قابل پزیرائی نہیں ہوگی اگر یہ مالک کی وفات کے ایک سال بعد دی گئی ہو یا ملازم پیشہ فرد کی صورت میں ریٹائر ہونے سے ایک سال پہلے یا ایک سال بعد دی گئی ہو۔ اسی طرح اگر اس آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے مالک وفات پا گیا ہو یا ریٹائر ہو گیا ہو تو ایسی درخواست اس آرڈیننس کے نفاذ کی تاریخ کے بعد سال کے اندر دی جا سکتی ہے جس میں دیے گئے نوٹس کا عرصہ یعنی دو مہینے شمار نہیں ہوں گے۔

مندرجہ بالا صورت میں بے دخلی کا یہ حق رہائشی مکان کے ایسے مالک کی بیوی، شوہر یا نابالغ بچے کو بھی حاصل ہو گا جو تنخواہ دار ملازم ہو۔ اگر کوئی اور ملکیتی مکان مالک کے قبضے میں ہو تو وہ اسی علاقے میں موجود اپنے دوسرے رہائشی مکان کے کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حقدار نہیں ہوگا تاہم وہ کنٹرولر کے مقرر کردہ شرائط وضوابط اور کرائے کے عوض کرایہ دار کا مکان اپنے مکان کے تبادلہ میں لے سکتا ہے۔ تاہم تبادلے کا فائدہ اس کرایہ دار کو حاصل نہیں ہوگا جس نے ایسی

پیشکش یا ایسی شرائط وضوابط اور کرائے کے نرخ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو جس پر مالک اور کرایہ دار متفق ہو چکے ہوں۔ مزید براں تبادلے میں دی ہوئی عمارت کے معاہدہ کرایہ داری کی مدت اس مدت سے متجاوز نہیں ہو گی جو اصلی عمارت کی کرایہ داری کے لیے مقرر تھی۔

بے دخلی کا نوٹس موصول ہونے کے بعد جو کرایہ دار مقررہ مدت کے اندر عمارت خالی کر کے قبضہ مالک اور اسکی وفات کی صورت میں اسکی بیوہ یا نابالغ یتیم بچے کے حوالے نہیں کرتا تو اس بارے میں درخواست موصول ہونے پر کنٹرولر اسے سرسری سماعت کے بعد بے دخل کرے گا۔ ایسی درخواست پر کرایہ دار کو نوٹس جاری کرنے کے بعد اگر کنٹرولر مطمئن ہو کہ درخواست نیک نیتی پر مبنی ہے تو وہ اسکی بے دخلی کے احکام جاری کرے گا تاہم مکان کا قبضہ حاصل کرنے کے بعد اگر وہ اسے کسی اور کو کرایہ پر دے گا تو وہ پانچ ہزار روپے جرمانے کا مستوجب ہو گا۔ تاہم عمارت کا کرایہ پانچ ہزار روپے سالانہ سے زیادہ ہونے کی صورت میں جرمانے کی رقم سالانہ کرائے کے برابر ہو گی۔ نابالغ بچے کی صورت میں ایسی درخواست اسکا ولی دے گا۔

ملکیت کی تبدیلی سے کرایہ دار کو آگاہ کرنا:

دفعہ ۱۹ کی رو سے اگر کرایہ دار کے زیر قبضہ عمارت یا رقبے کی ملکیت بیع، ہبہ، وراثت یا کسی بھی دیگر ایسے ذریعے سے منتقل ہو جائے تو نیا مالک رجسٹری شدہ خط کے ذریعے اس تبدیلی کی اطلاع اس کرایہ دار کو دے گا ور عام طور پر خط ملنے کی تاریخ کے بعد ۳۰ دن کے اندر اگر وہ واجب الادا کرایہ اسے ادا کر دے تو وہ کرائے کی ادائیگی میں غفلت کا قصوروار نہیں ہو گا۔

اپیل:

دفعہ ۲۱ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت کنٹرولر کے حتمی فیصلے سے ناراض فریق ایسے فیصلے کے ۳۰ دن کے اندر ضلعی جج کی عدالت میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔ تاہم کنٹرولر کے کسی عبوری حکم کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکتی۔ اپیل کی صورت میں زیر اپیل حکم حتمی فیصلے تک معطل رہے گا۔ اپیل منظور کرتے وقت اتھارٹی اپیل (Appeallate Authority) کرایہ دار کو واجب الادا کرایہ جمع کرنے کی ہدایت دینے کا وہی اختیار رکھتی ہے جو اس آرڈیننس کے تحت کنٹرولر کو حاصل ہے۔ ہدایت پر عمل نہ کرنے کی صورت میں بطور اپیل کنندہ اسکی اپیل مسترد اور بطور مسئول الیہ اسکا جواب اپیل خارج کر دیا جائے گا۔ اتھارٹی ریکارڈ کا بغور مطالعہ کرنے اور فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اور حسب ضرورت خود یا کنٹرولر کے ذریعے مزید تحقیقات کے بعد جو حکم جاری کرے گی وہ حتمی ہو گی۔

انتقال مقدمہ:

دفعہ۲۲ کی رو سے کسی بھی فریق کی درخواست پر یا اپنی صوابدید پر ضلعی جج کسی بھی مرحلے پر ماتحت کنٹرولر کے پاس زیر التواء درخواست اس سے واپس لے کر نمٹانے کے لیے کسی اور ماتحت مجاز کنٹرولر کو دے سکتا ہے۔اسی طرح ہائی کورٹ کسی بھی مرحلے پر کسی ضلعی جج کی عدالت میں زیر التوا اپیل اس سے واپس لے کر نمٹانے کے لئے کسی اور ماتحت مجاز ضلعی جج کو دے سکتی ہے۔

تعمیل احکام:

دفعہ۲۳ کی رو سے دفعات ۱۴، ۱۷، ۱۸ کے تحت جاری کردہ احکام اور دفعہ ۲۱ کے تحت حکم اپیل کی تعمیل کنٹرولر اسی طرح عمل میں لائے گا جس طرح کسی دیوانی عدالت کی ڈگری کی تعمیل عمل میں لائی جاتی ہے۔ ضابطہ دیوانی کے شیڈول اول کے حکم نمبر ۲۱ کے احکام اس آرڈیننس کے تحت جاری کردہ احکام پر بھی لاگو ہونگے۔

بے مقصد درخواست یا جواب درخواست کی صورت میں معاوضہ:

دفعہ ۲۶ کی رو سے اگر کنٹرولر یا اتھارٹی اپیل کی نظر میں اس آرڈیننس کے تحت کاروائی کے دوران کوئی بھی فریق بے مقصد درخواست کے ذریعے قانون کے غلط استعمال یا جواب درخواست میں غلط بیانی سے کام لینے کا مرتکب پایا جائے یا وہ کاروائی کو غیر ضروری طور پر طول دینے کی کوشش کرے تو حتمی حکم جاری کرتے وقت وہ دوسرے فریق کو کم از کم پانچ ہزار اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے بطور معاوضہ دلانے کا بھی حکم جاری کرے گی۔

سزائیں:

دفعہ ۲۸ کی رو سے جو شخص بھی اس آرڈیننس کے کسی حکم یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد میں سے کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرے گا یا ان پر عمل کرنے میں ناکامی کا مرتکب ہوگا تو اس آرڈیننس کے تحت کسی اور سزا کی غیر موجودگی میں اسے پانچ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ کوئی بھی عدالت صرف اس وقت اس دفعہ کے تحت کسی جرم کی سماعت کرے گی جب جرم کے حقائق پر مبنی شکایت تحریری صورت میں کنٹرولر کی منظوری کے ساتھ اس بارے میں اسکی تحریری رپورٹ کے ساتھ پیش کی گئی ہو۔

قانونی ذمہ داری سے بریت:

دفعہ۲۹ کی رو سے وفاقی حکومت، کنٹرولر یا دیگر کسی اتھارٹی یا شخص کے کسی ایسے فعل کے خلاف مقدمے یا دیگر ایسی قانونی کاروائی کی اجازت نہیں ہوگی جو اس آرڈیننس کے تحت نیک نیتی کے ساتھ عمل میں لایا گیا ہو یا اسکا ارادہ کیا گیا ہو۔

زنا کے مقدمات میں ملزم خواتین کی تفتیش کا طریقہ کار

تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت اسلامی قوانین کا نفاذ ۱۹۷۹ء میں کیا گیا، جن کو حدود قوانین کہا جاتا ہے، جس کا مقصد ایسے جرائم سے روکنا اوران سزاؤں کا نفاذ ہے جس کا قرآن کریم یا سنت میں حکم دیا گیا ہو۔ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کا نفاذ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ کے تحت حد کا نفاذ ایسے بالغ افراد پر ہوگا جو کہ اگر مرد ہوتو ۱۸ سال کی عمر کا ہو چکا ہو اور اگر عورت ہوتو ۱۶ سال کی عمر یا بلوغت کی عمر ہو۔ جب یہ قانون لاگو کیا گیا تو اس کی تفتیش کا طریقہ کار بھی ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 156 کے تحت دیگر مقدمات قابل دست اندازی پولیس کی طرح کا تھا، جس کے تحت کوئی بھی مہتمم تھانہ یا اس کا ماتحت ایسے جرائم کی تفتیش کرسکتا تھا اور پولیس کی کاروائی پر محض اس بناء پراعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا کہ متعلقہ افسر اس کاروائی کا مجاز نہ ہے۔ چونکہ یہ حدود سے متعلق جرم ہے اور اسلامی قانون کے تحت اس کی سخت ترین سزا مقرر ہے لہٰذا ان حدود قوانین کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے قانون میں مناسب ترامیم کی گئی ہیں جس میں ایک ترمیم کا تعلق اس کی تفتیش کے طریقہ کار سے ہے۔ ان قوانین کے نفاذ کے بعد یہ بات بھی منظر عام پر آئی کہ بہت سے لوگ محض ذاتی دشمنی کی بناء پر اپنے مخالفین کو ان مقدمات میں الجھا دیتے ہیں۔ ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے ایسے واقعات کا نوٹس لیا جس کے بعد قانون میں ضروری ترامیم مناسب سمجھی گئیں۔ تفتیش کے ضمن میں لوگوں کی شکایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کے مقدمات جو کہ جرم زنا (نفاذ حدود) سے متعلق ہوں کی تفتیش کے لیے ایک علیحدہ دفعہ 156-B کو لاگو کیا گیا۔ اس نئی دفعہ کا اطلاق فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ 2005 کے تحت عمل میں لایا گیا۔

دفعہ 156-B کے تحت جب کسی فرد پر (نفاذ حدود) آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت زنا کے جرم کا الزام ہو، ایسی صورت میں سپرنٹنڈنٹ پولیس سے کم مرتبہ کا کوئی بھی پولیس آفسر ایسے جرم کی تفتیش نہیں کرے گا اور نہ ایسے ملزم کو گرفتار کیا جائے گا جب تک کہ عدالت اس بات کی اجازت نہ دے۔

وضاحت: مذکورہ دفعہ میں دفعہ زنا بالجبر شامل نہ ہے۔

واضح رہے کہ اب مذکورہ حد جیسے حساس نوعیت کے مقدمات کی تفتیش کا اختیار ایسے اعلیٰ پولیس آفسر کو دیا گیا ہے جو کہ کم از کم سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے مرتبے کا ہو اور یہ کہ کوئی بھی پولیس آفسر ملزم کو بغیر اجازت عدالت کے گرفتار نہ کرے گی۔ اس کے لیے عدالت اس بات کا اطمینان کرے گی کہ آیا ملزم کا گرفتار کرنا ضروری ہے۔ ایسا کرنے سے

ایسی خواتین ملزمان جو کہ کسی دشمنی یا غلط تفتیش کے نتیجہ میں جیلوں میں بند ہیں اور ضمانت نہ ہونے کی بناء پر باہر نہیں آ سکتیں، ان کی دادرسی ہوگی اور انہیں انصاف ملے گا۔

غیرت یا اس سے ملتے جلتے حیلہ یا عذر کے نام پر قتل کرنے کی ممانعت

اس قانون کا مقصد فرسودہ روایات کے ذریعے غیرت کے نام پر قتل کو روکنا ہے مثلاً بعض لوگ اپنے خاندان کی عورتوں کو جائیداد سے محروم کرنے یا خاندان کی مرضی کے بغیر اپنی پسند کی شادی کرنے کی صورت میں کاروکاری یا اس سے ملتے جلتے حیلے یا عذر جیسی قبیح رسومات کے ذریعے غیرت کے نام پر قتل کر دی جاتیں ہیں۔ بعض عدالتی نظائر کے مطابق انہیں قصاص معاف کر دیا جاتا تھا اور وہ قتل کے مقدمے سے بری ہو جاتے تھے۔ تاہم عدالت عظمیٰ نے اپنے ایک فیصلے میں یہ قرار دیا تھا کہ ایسے اقدام کرنے والے مجرم یا مجرموں کے ساتھ سزا میں تخفیف نہ کی جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ قانون کے اس سقم کو دور کرنے کیلئے حال ہی میں ضابطہ فوجداری ترمیمی ایکٹ ۲۰۰۴ء کا نفاذ عمل میں لایا گیا جس کے تحت تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء اور ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں حسب ذیل ترامیم کی گئی ہیں۔

دفعہ ۲۹۹ کی شق II کے تحت کوئی بھی جرم جو کہ غیرت کے نام پر یا کاروکاری، سیاہ کاری یا اس سے ملتے جلتے دیگر رواج کے عذر، حیلہ کے طور پر کیا گیا ہو، کو قتل عمد کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

غیرت کے نام پر قتل کی سزا:

دفعہ 302 میں ایسے جرم کی سزا قصاص کے طور پر سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔ دفعہ 304 کے تحت کسی صورت میں جرم کا ثبوت دستیاب نہ ہو تو واقعات وحالات کو مدنظر رکھ کر اسے تعزیر کے طور پر سزائے موت، یا عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ جہاں اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو تو اتنی مدت کیلئے کسی قسم کی سزائے قید جو ۲۵ سال تک ہوسکتی ہے۔ لیکن نئے ترمیم شدہ قانون یعنی دفعہ 302 کی شق (C) کے مطابق اگر قتل غیرت، کاروکاری، سیاہ کاری یا اس سے ملتے جلتے دیگر رواجوں کے عذر لنگ یا حیلہ کے طور پر کیا گیا ہو تو ایسا قتل، قتل عمد کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور ایسا جرم کرنے والے کو دفعہ 302 کے تحت سزائے موت یا عمر قید دی جائے گی۔

ایسے قتل کی سزا جو مستوجب قصاص وغیرہ نہ ہو:

تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ 308 میں ان تمام صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں قصاص واجب نہ ہو گا، البتہ دیت واجب ہوگی اگر مقدمے کے حالات ایسے ہوں کہ مجرم سے دیت بھی نہ لی جا سکے تو اس کو تعزیر دی جائے گی۔ مذکورہ ترمیمی دفعہ میں غیرت کے نام پر قتل جیسے جرائم کی سزا بھی شامل کی گئی ہے اور قید کی مدت جرم کی سنگینی کی نوعیت کے لحاظ سے 14 سال سے بڑھا کر 25 سال تک کر دی گئی ہے۔

حق قصاص کو معاف کرنے، اس میں راضی نامہ کرنے کی صورت میں تعزیر:

جہاں مقتول / متضرر کی جانب سے تمام ولی راضی نامہ کرنے یا معاف کرنے پر تیار نہ ہوں، یا فساد فی الارض کا اصول عدالت کو مائل کرے تو ایسی صورت میں مجرم کو سزائے موت، عمر قید یا ۱۴ سال تک کی سزائے قید ہوگی۔ تا ہم اگر جرم غیرت کے نام پر کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں مجرم کو کم از کم دس سال قید کی سزا ہوگی۔ واضح رہے کہ یہاں "فساد فی الارض" میں ملزم کا سابقہ طرز عمل کہ آیا وہ پہلے سزا یاب ہو چکا ہے یا وحشیانہ اور دہشت انگیز طریقہ جس میں جرم کا ارتکاب کیا گیا، جو ضمیر عامہ کیلئے باعث شرم ہے یا مجرم لوگوں کے لیے یک امکانی خطرہ خیال کیا جاتا ہے شامل ہیں۔

غیرت کے نام پر ارتکاب قتل کی سزا:

جو کوئی ایسے ارادے یا علم کے ساتھ اور ایسے حالات کے تحت کوئی ایسا فعل کرے کہ اگر وہ اس فعل کی بناء پر قتل کا باعث بنتا تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا تو مجرم کو کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کیلئے دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مجرم نے جرم کا ارتکاب غیرت کے نام پر قتل یا اس سے ملتے جلتے حیلہ کے طور پر کیا ہو تو سزا کی مدت پانچ سال سے کم نہ ہوگی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا جو پہنچائے گئے ضرر کی نسبت مقرر کی گئی ہے۔

جب زخم کی سزا قصاص ہو لیکن قصاص قابل عمل نہ ہو۔ مثلاً ایسے عضو کے تلف ہونے کی بجائے عضو کے کام کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے تو ایسی صورت میں مجرم کو ارش (جرمانہ) اور سات سال قید کی سزا ہوگی۔

ایسی صورتیں جن میں ضرر پر قصاص کا نفاذ نہیں کیا جائے گا:

(1) زیر دفعہ 337 N تعزیرات پاکستان مجریہ 1860ء کسی ضرر کیلئے مندرجہ ذیل صورتوں میں قصاص کا نفاذ نہیں کیا جائے گا:

(a) جب مجرم قصاص کی تعمیل سے قبل فوت ہو جائے۔

(b) جب مجرم کا مستوجب قصاص عضو قصاص کی تعمیل سے قبل ضائع ہو گیا ہو۔

(c) جب ضرر رسیدہ شخص قصاص معاف کر دے یا بدل صلح پر مجرم کے ساتھ راضی نامہ کر لے، یا

(d) جب حق قصاص ایسے شخص کو منتقل ہو جائے جو مجرم سے قصاص کا مطالبہ نہ کر سکے۔

ایسی صورت میں مجرم ارش (جرمانہ) کا مستوجب ہوگا اگر مجرم کے علاوہ کوئی ولی ہو اور اگر مجرم کے علاوہ کوئی ولی نہ ہو تو وہ اس تعزیر کا مستوجب ہوگا جو اس ضرر کی قسم کیلئے مقرر ہے جس کا وہ باعث ہوا۔

(2) نئے ترمیم شدہ قانون کے تحت اگر جرم غیرت کے نام پر یا اس سے ملتے جلتے حیلے کے طور پر کیا گیا ہو، تو ضرر کی تمام صورتوں میں عدالت ارش (جرمانہ) کی ادائیگی کے علاوہ، ایسے مجرم کو جو سابقہ سزا یافتہ ہو یا خطرناک مجرم ہو یا اگر مجرم نے جرم کا ارتکاب غیرت یا ایسے کسی حیلہ کے طور پر کیا تو اس کی طرف سے پہنچائے گئے ضرر کی قسم کا لحاظ رکھتے ہوئے تعزیر کا حکم دے سکتی ہے، مگر تعزیر کی حد مقررہ سزا کی مدت کی ایک تہائی سے کم نہ ہوگی۔

راضی نامہ کو عدالت کی اجازت سے مشروط کرنا:

اگرچہ قتل کے جرم میں فریقین کو راضی نامے کا اختیار ہے تاہم غیرت کے نام پر قتل عمد کے سلسلے میں راضی نامے کو عدالت کی اجازت سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ یہ شق اس لئے شامل کی گئی ہے کہ عام طور پر قتل عمد کے مقدمات میں خاندان کا ایک فرد شامل ہوتا ہے جس نے اسی خاندان کی عورت کو قتل کیا ہوتا ہے اور ان حالات میں اس کیلئے مقتولہ کے ورثا، جو اس کے قریبی عزیز یا رشتے داروں میں سے ہوتے ہیں، کو اس کیلئے ایسے لوگوں سے معافی لینا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے راضی نامے کو عدالت کی اجازت سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ دفعہ 338 E کی ذیلی دفعہ (ا) کے تحت ایسی شرط عائد کر دی گئی ہے جس میں غیرت کے نام پر یا اس سے ملتے جلتے حیلہ یا عذر کے طور پر کئے گئے قتل میں عدالت کی اجازت سے راضی نامہ کیا جا سکتا ہے مگر وہ عدالت کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کے تابع ہوگا اور عدالت ایسی شرائط کا تعین حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور فریقین کی رضامندی سے کرے گی۔

نیشنل ہائی وے پر غفلت برتنے سے متعلق جرائم اور سزائیں

نیشنل ہائی ویز پر ٹریفک کے نظام کو درست رکھنے اور اسے رواں دواں رکھنے کے لیے نیشنل ہائی ویز سیفٹی آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۰ء (National Highways safety Ordinance 2000) جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد ہائی ویز پر بڑی گاڑیوں اور چھوٹی گاڑیوں کے ذریعے سفر کو محفوظ بنانا ہے اور اس سے متعلق دیگر ذیلی معاملہ جات کو منضبط کرنا ہے۔ واضح رہے کہ حکومت پاکستان ان سے متعلق قوانین پر سختی سے عمل پیرا ہے جس کا مقصد ایسے حادثات سے مسافروں کو محفوظ کرنا ہے جو مالی اور جانی نقصان کا باعث بنتے ہیں اور بسا اوقات اپنے پیچھے ناقابل تلافی نقصان چھوڑ جاتے ہیں جن میں قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع بھی شامل ہے۔

نیشنل ہائی وے سیفٹی آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۰ء کا باب ۶ ایسے جرائم اور انکی سزاؤں سے متعلق ہے جو کہ غفلت، لاپرواہی، تیز رفتاری، نشہ کی حالت میں ہونے، ذہنی یا جسمانی طور پر فٹ نہ ہونے یا زیادہ وزن لادنے وغیرہ کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں یا کسی بھی حادثہ سے متعلق کسی ایسی حکم عدولی یا گاڑیوں کے حفاظتی اقدامات کی حکم عدولی سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی پولیس آفیسر بغیر وارنٹ کے کسی کو گرفتار کر سکتا ہے، دستاویزات اور گاڑی کو قبضہ میں لے سکتا ہے، عدالتی سمن کا اجراء کرا سکتا ہے، ارتکاب غفلت کے احتمال پر (presumption of neglience) جان کے ضائع ہونے کی صورت میں سزا، جدول ۸ کے تحت دیئے گئے اصول کی خلاف ورزی کی صورت میں اضافی جرمانہ، موت، زخمی ہونے یا نقصان کی تلافی، جدول ۱۲ کے تحت حفاظتی اقدامات کی پابندی۔ ایسی تمام خلاف ورزیاں اور ان کی پابندی نہ کرنے کی صورت میں سرزد ہونے والے جرائم اور ان سے متعلق سزائیں بھی شامل ہیں۔

ان جرائم کی نوعیت اور سزاؤں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

لائسنس سے متعلق جرائم کی نوعیت:

آرڈیننس ہذا کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جو کوئی بھی قانونی طور پر لائسنس کے اجراء کے لیے نااہل قرار دیا گیا ہو اور اس کے پاس قانونی لائسنس نہ ہو، کسی قسم کی موٹر گاڑی، جانور گاڑی، چلاتا ہوا پایا جائے تو ایسی صورت میں اسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا چھ ماہ تک کی سزائے قید یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ پولیس آفسر ایسے ڈرائیور یا گاڑی چلانے والے کو گاڑی چلانے سے روک سکتا ہے اور گاڑی کو اپنے قبضہ میں کر سکتا ہے۔

مقررہ حد سے تجاوز کرنا:

جدول میں درج کی گئی مقررہ رفتار سے تجاوز کی صورت میں، ڈرائیور کو جرمانہ یا قید یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ ایسے کسی بھی ڈرائیور کو جو کہ حد سے تجاوز کر رہا ہو اس وقت گرفتار کیا جائے گا جب گاڑی کی رفتار کا اندازہ ہائی ویز پر نصب شدہ مشین کے ذریعے کیا جائے۔

خطرناک طریقہ سے گاڑی چلانا:

جو کوئی نیشنل ہائی ویز پر ایسی رفتار یا ایسے طریقہ سے گاڑی چلائے جس سے انسانی جان کو خطرہ میں ڈال دے یا ہائی ویز سے متعلق کسی جائیداد کو نقصان پہنچائے۔ ایسی صورت میں اسے ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا ایک ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

کسی بھی قسم کے نشہ کے زیر اثر گاڑی چلانا:

جو کوئی کسی بھی قسم کے نشہ کے زیر اثر ڈرائیونگ کرے اور اس قدر اس پر غالب ہو کہ ایسی گاڑی کا کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں اسے پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا ایک ماہ تک قید یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ ایسے آدمی کو اس وقت گرفتار کیا جائے گا جب اس کے نشہ کی حالت کا تعین حکومت پاکستان کا مقرر کردہ ڈاکٹر کر دے۔

ذہنی اور جسمانی طور پر گاڑی چلانے کے قابل نہ ہونا:

کسی بھی ایسے بیماری یا معذوری میں مبتلا شخص، جو نیشنل ہائی ویز پر گاڑی چلائے اس کا ایسی بیماری کی حالت میں گاڑی چلانا لوگوں کو خطرہ میں ڈال دے تو ایسی صورت میں گاڑی چلانے والے شخص کو ۵۰۰ روپے سے ۱۰۰۰ روپیہ تک جرمانہ اور ایک ماہ تک کی قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ ایسے شخص کی گرفتاری اس وقت عمل میں لائی جائے گی جب میڈیکل بورڈ اسے ثابت کر دے۔

تیز رفتاری کا مظاہرہ کرنا:

جو کوئی کسی متعلقہ اتھارٹی سے تحریری اجازت نامہ حاصل کئے بغیر، از خود سے یا کسی اور کی اجازت سے

گاڑیوں کی ریس یا سپیڈ کی ٹرائل میں حصہ لیں ایسی صورت میں نیشنل ہائی ویز کے قانون کی خلاف ورزی کرے گا اور اسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا ایک ماہ تک قید یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

معلومات فراہم کرنے کی پابندی:

گاڑی کا مالک جس کے ڈرائیور کو تیز رفتاری کے جرم کے باعث کسی پولیس آفسر نے گرفتار کرلیا ہو، اگر وردی میں ملبوس پولیس آفسر یا اس کے نمائندہ کو اس قانون کے تحت مطلوب کوئی بھی معلومات فراہم نہ کرے یا جانتے بوجھتے غلط معلومات فراہم کرے تو اسے چھ ماہ تک قید یا کم از کم ایک ہزار اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

غیر محفوظ حالت کی حامل گاڑی چلانا:

جو کوئی از خود یا کسی کے کہنے پر ایسی گاڑی یا کوئی ٹریلر چلائے جو نیشنل ہائی وے پر اس کے لیے یا دوسروں کے لیے باعث خطرہ ہو ایسی صورت میں اسے ایک ہزار روپیہ تک کا جرمانہ یا ایک ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

مدہم / رنگین شیشوں والی گاڑی چلانا:

جو کوئی شخص کسی نیشنل ہائی وے پر مدہم / رنگین شیشوں والی گاڑی چلائے گا یا اسکی اجازت دے گا تو اسے ایک ماہ تک قید کی سزا یا دو ہزار روپیہ تک کا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

گاڑیوں کی تعمیر (construction) سے متعلق خلاف ورزی کی صورت میں سزا:

ٹریلر یا گاڑیوں کو بنانے والا یا ایک جگہ جمع کرنے والا یا درآمد کرنے والا اگر ایسی حالت میں کسی گاڑی یا ٹریلر کو بناتا جمع کرتا، بھیجتا یا حوالے کرتا ہے جو کہ ہائی ویز پر باقی گاڑیوں اور مسافروں کے لیے خطرناک ہو یا غیر محفوظ ہو تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔
تاہم شرط یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو اس وقت تک اس دفعہ کے تحت اس صورت میں سزا نہیں دی جائے گی اگر وہ یہ ثابت

کر دے کہ وہ باور کرتا تھا کہ اس گاڑی کو قومی شاہراہ پر چلانے کیلئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

گاڑیوں کے زیادہ لوڈ کی ممانعت:

نیشنل ہائی وے پر مال بردار گاڑیوں کو اس کے سامان کی معین شدہ وزن کے مطابق چلانے کی اجازت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ڈرائیور یا گاڑی کا مالک اس کے مقرر شدہ وزن سے تجاوز کرے جو کہ جدول میں درج ہے اور مقررہ وزن کے 15 % تک اضافی وزن لوڈ کر کے اور مسافر بردار گاڑیوں کی صورت میں وہ مقرر شدہ وزن جو کہ جدول میں درج ہے سے 30 % زیادہ تعداد میں مسافر بٹھائے تو ایسی صورت میں گاڑی چلانے والے یا گاڑی کے مالک کو پانچ ہزار روپے تک کا جرمانہ اور ایک ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ڈیوٹی پر موجود باوردی پولیس آفسر ایسی گاڑی مقررہ مقدار سے زیادہ وزن یا مسافروں کو اتروانے کے بعد گاڑی کو آگے جانے کی اجازت دے گا۔

حادثات سے متعلق جرائم:

دفعہ ۶۷ کی رو سے اگر نیشنل ہائی وے پر چلنے والی گاڑی کسی حادثہ میں ملوث ہو یا کسی آدمی، جانور، یا کسی جائیداد کو نقصان پہنچنے کا باعث بنی ہو، جیسا کہ دفعہ ۵۹ (ا) (ب) میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یا دفعہ ۶۱ کے احکام کی خلاف ورزی کرے جس کے تحت حادثات میں ملوث ہونے کی صورت میں ڈرائیور کے فرائض کی تصریح کی گئی ہے یا ایسی غلط معلومات بہم پہنچائے جن کا غلط ہونا اسے معلوم ہو ایسی تمام صورتوں میں اسے تین ہزار روپے تک جرمانہ یا چھ ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

اس طرح اگر کوئی شخص اس قانون کے کسی حکم کی خلاف ورزی کے ذریعے کسی حادثے کا باعث بنتے ہوئے صرف دو ہزار روپے مالیت سے کم مالیت کی جائیداد کو نقصان پہنچانے کا باعث بنے گا تو وہ متاثرہ فریق کو اسکی قیمت کے برابر ہرجانہ ادا کرے گا یا اسکی مرمت پر اُٹھنے والے اخراجات کا دو چند اسے ادا کرے گا اور اگر ایسے کسی حادثے کے نتیجے میں کسی کا دو ہزار روپے سے زیادہ نقصان ہوا ہو یا زخمی ہوا ہو جسکا علاج ضروری ہو تو وہ حادثے سے متعلق ساری تفصیلات ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر قریب ترین پیٹرول پوسٹ (Patrol Post) کو مہیا کرے گا بصورت دیگر وہ پانچ سو روپے تک جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ حادثے کے نتیجے میں ہائی وے کو استعمال کرنے والے کسی دیگر شخص کی وفات یا زخمی ہونے یا اسکی جائیداد کو نقصان پہنچنے کی صورت میں ڈرائیور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر قریب ترین پیٹرول پوسٹ اور

پولیس سٹیشن کو اسکی اطلاع دے گا بصورت دیگر اسے ایک ماہ تک قید یا کم از کم ایک ہزار روپیہ اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپیہ جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

حادثہ میں زخمی کر دینے یا پراپرٹی کو نقصان پہنچانے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری:

دفعہ ۶۱ کے تحت ایسے تمام قسم کے حادثات کی صورت میں گاڑی چلانے والا یا گاڑی کا مالک، تمام مناسب اقدامات کرے گا اور کسی کے زخمی ہونے کی صورت میں اس کے علاج معالجے کا ضروری بندوبست کرے گا اور اگر ضروری ہو تو اسے قریب ترین ہسپتال پہنچائے۔

اگر کسی جانور کو زخمی کر دیا ہو تو ایسی صورت میں وہ جانور کے مالک کو تلاش کر کے اسکی اطلاع دے گا اور اگر ضروری ہو تو اسے امداد پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

اگر کسی جائیدار کو نقصان پہنچا ہے تو اس کی اطلاع متعلقہ آدمی کو دینے کا معقول بندوبست کرے گا۔

ایسی کسی قسم کی مطلوبہ معلومات باوردی پولیس آفسر کو دے گا اور اگر وہاں کوئی آفسر نہ ہو تو قریبی پیٹرول پوسٹ کو اطلاع دی جائے گی۔ واضح رہے کہ اس میں کسی قسم کی تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور وقوعہ کے ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر معلومات پہنچادی جانی چاہییں۔

گاڑی ایسی جگہ پر پارک کرنی چاہیے جس سے ہائی وے پر دیگر گاڑیوں کو نقصان یا خطرہ نہ ہو۔

ٹریفک گاڑیوں کے حفاظتی اقدامات کی پابندی نہ کرنے کی سزا:

ہائی وے پر کسی قسم کی گاڑی چلانے سے متعلق کئے گئے حفاظتی انتظامات کے تحت وضع کئے گئے قواعد یا جب حکومت نے مزید وضاحت کی ہو پرسختی سے عمل درآمد لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جدول ۸ و ۱۲ میں دیئے گئے اقدامات کے علاوہ بھی حکومت یا اس کا کوئی نمائندہ N.H.A. پولیس سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس میں مزید ترمیم یا اضافہ کر سکتی ہے۔

ان کی خلاف ورزی کی صورت میں پولیس آفسر اس ڈرائیور کے خلاف فرد جرم عائد کر سکتا ہے اور اسے اتنا جرمانہ کر سکتا ہے جتنا کہ اس جدول میں درج ہے وہ اس فرد جرم کی ایک نقل متعلقہ شخص کے حوالے کرے گا اور اس سے انگوٹھے کا نشان یا دستخط کروائے گا تا کہ بطور رسید پولیس آفسر رکھ سکے۔

۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر فرد جرم کی ایک نقل متعلقہ ایجنسی کو بھجوائی جائے گی جہاں پر جرمانہ جمع کرانا ہوگا۔

اس کے ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر فرد جرم کی ایک نقل سنٹرل اکاؤنٹس آفسر کو بھیجے گا اور آخری اور چوتھی نقل اپنے پاس رکھے گا۔

جدول ۱۲ کی خلاف ورزی کے طور پر فرد جرم وصول کرنے والا شخص دس دن کے اندر اندر اپنے حق کی صفائی دے گا بصورت دیگر اسے فرد جرم یا وارننگ پیپر میں درج شدہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا اور اس کی وہ رسید وصول کرے گا۔

اگر جرمانہ ادا نہ کرے گا تو پولیس آفسر ڈرائیور کا لائسنس اور رجسٹریشن اپنے قبضہ میں لے گا اور اس کے خلاف عدالت میں شکایت درج کرے گا تاکہ اس پر کارروائی کی جا سکے۔

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص اس آرڈیننس میں دیئے گئے قوانین کی خلاف کرے اور ایسی کسی خلاف ورزی کی صورت میں کوئی جرمانہ نہ ہو تو ایسی صورت میں موٹر وے پولیس اسے بطور سزا پانچ سو روپے تک جرمانہ کرے اور اگر پہلے سے کسی ایسے جرم کا مرتکب پایا گیا ہو تو اسے ایسے جرم کا ایک ہزار روپے تک کا جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

عورت کو بدل صلح میں دینے کی ممانعت

قصاص کا مقصد جان کا بدلہ جان ہے لیکن اگر قتل عمد کی صورت میں کوئی ولی یا وارث مقتول کا حق قصاص کو عوض لے کر یا بغیر عوض کے معاف کرنا چاہے تو وہ صلح کرسکتا ہے۔ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۳۱۰ کے تحت کوئی با شعور ولی کسی بھی وقت بدل صلح کو قبول کرسکتا ہے مگر اس کے ساتھ یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ کسی عورت کو بدل صلح میں دینا جائز بدل صلح نہ ہوگا۔ عرصہ دراز سے ایسی غلط روایات چلی آ رہی تھیں جن کے تحت فریقین آپس میں صلح کرتے وقت بدل صلح میں مال کے ساتھ قبیلے کی کوئی عورت بھی مقتول قبیلے کے کسی فرد کے نکاح میں دینے پر مجبور ہوتے تھے۔ ایسے واقعات جب منظر عام پر آئے تو ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے سختی سے اس کا نوٹس لیا اور اس کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ مگر اس کے باوجود اس کو روکا نہ جاسکا اس کی شاید ایک وجہ یہ تھی ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی قانون میں مہیا نہیں کی گئی تھی لہذا اس سقم کو دور کرنے کے لیے قانون میں مناسب ترمیم کی گئی ہے اور ترمیم شدہ قانون کے مطابق کسی عورت کو بدل صلح میں دینے کے رواج کو جرم قرار دے دیا گیا ہے اور ایسا کرنے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ I مجریہ ۲۰۰۵ء کے ذریعے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۱۰ میں ترمیم کے بعد کسی عورت کو بدل صلح کسی کے نکاح میں یا دیگر ایسے کسی عوض میں نہیں دیا جائے گا۔ اور ایسا اقدام کرنے والوں کے لیے قید کی سزا مقرر کی گئی ہے جس کی زیادہ سے زیادہ مدت ۷ سال یا کم سے کم تین سال قید با مشقت مقرر ہے۔

ضابطہ فوجداری کے تحت ایسے مقدمات کی سماعت ضلع کی سطح پر سیشن کی عدالت کرے گی اور ایسا جرم ناقابل راضی نامہ تصور ہوگا۔

توہین رسالت ﷺ کے مقدمات میں تفتیش کا طریقہ کار

کوئی مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے مشاہیر یا انبیاء کرام کی شان میں ایسے الفاظ بولے جائیں جن سے ان کے ماننے والوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوں۔ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ کوئی شخص ایسا قدم نہ اٹھا سکے اور اس کو کسی کے مذہبی جذبات مجروح کرنے سے باز رکھنے کیلئے ایسے تمام جرائم کیلئے تعزیرات پاکستان میں سزا مقرر کی گئی ہے دفعہ 295-c کے تحت کوئی الفاظ خواہ وہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام، چالاکی یا کنایہ سے، بلاواسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کرے تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔ تاہم بعد میں فیڈرل شریعت کورٹ نے ایک فیصلے میں قرار دیا کہ توہین رسالت ؐ کی سزا صرف سزائے موت ہوگی اور کوئی متبادل سزا نہیں دی جا سکے گی۔

مذکورہ دفعہ کا اطلاق ۱۹۸۶ء میں کیا گیا تھا اور اس کی تفتیش کا طریقہ کار بھی ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 156 کے تحت دیگر مقدمات قابل دست اندازی پولیس کی طرح کا تھا۔ جس کے تحت مہتمم تھانہ یا اس کا ماتحت باقی دیگر جرائم کی طرح اس کی تفتیش کرتا تھا۔ چونکہ اس جرم کا تعلق لوگوں کے مذہبی جذبات سے ہے اس لیے اقلیتوں اور دوسرے عوامی نمائندوں کے مطالبہ پر اس جرم کی تفتیش کیلئے علیحدہ طریقہ کار وضع کیا گیا نئے طریقہ کار کو فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ I مجریہ ۲۰۰۵ء کے تحت لاگو کیا گیا اور ضابطہ فوجداری میں ایک نئی دفعہ 156-A کا اضافہ کیا گیا۔ اس دفعہ 156-A کی رو سے تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ 295-C کے تحت مقدمات کی تفتیش کوئی بھی ایسا پولیس آفسر کرے گا جو کہ سپرینٹینڈنٹ پولیس سے کم رتبے کا نہ ہو۔

جبری مشقت کے انسداد کا قانون

جبری مشقت کو ہر مہذب معاشرے میں ایک ناپسندیدہ ظالمانہ اور غیر قانونی فعل قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ ملکی آئین کی رو سے بھی جبری مشقت کی تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اس لئے مزدور طبقے کے معاشی اور جسمانی استحصال کو روکنے کیلئے جبری مشقت کے نظام کی ممانعت کا قانون مجریہ ۱۹۹۲ء [Bonded Labour System (Abolition) Act, 1992] نافذ العمل ہے۔ اس قانون کی دفعہ ۱(ای) کی رو سے جبری مشقت (bounded labour system) سے مراد کلی یا جزوی مجبوری کے تحت وہ مشقت و مزدوری ہے جس میں قرض خواہ قرض دہندہ سے معاہدہ کرتا ہے یا اس کے بارے میں ایسا باور کیا جاتا ہے کہ:

(۱) اس نے یا اسکے خاندان کے کسی فرد نے اس سے جو پیشگی رقم لی ہے، خواہ اسکا کوئی دستاویزی ثبوت نہ بھی ہو، اسکے عوض یا اس پیشگی رقم پر عائد شدہ سود کے عوض یا رواج یا دستور کے مطابق اس پر عائد شدہ مزدوری کے عوض یا کسی دیگر ایسے معاشی فوائد کے عوض جو اسکے یا اسکے خاندان کے کسی فرد نے حاصل کئے ہوں وہ خود یا اسکے خاندان کا کوئی فرد یا اسکے زیر اختیار کوئی فرد کسی معینہ یا غیر معینہ مدت کیلئے برائے نام معاوضے پر یا بغیر معاوضے کے قرض خواہ کو یا اسکے مفاد کیلئے مزدوری یا خدمات فراہم کرے گا۔ یا

(۲) کسی مقررہ یا غیر مقررہ مدت کے لئے اس سے ملازمت یا دیگر ذرائع معاش کی آزادی سلب کرے گا۔ یا

(۳) اس سے آزادی نقل و حرکت کا حق سلب کرے گا یا

(۴) اس سے اپنی کسی جائیداد یا اسکی پیداوار کی خرید و فروخت کا حق یا کسی سے اپنی مزدوری یا خاندان کے کسی فرد یا کسی زیر اختیار فرد کی مزدوری کی قیمت کا معاملہ طے کرنے کا حق سلب کرے گا۔

دفعہ ۴ کی رو سے اس قانون کے نفاذ کے ساتھ ہی جبری مشقت کے نظام کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور کسی بھی ایسے مزدور کو ایسی جبری خدمات اور مزدوری فراہم کرنے کی ذمہ داری سے آزاد اور بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ کوئی بھی شخص جبری مشقت کی غرض سے کسی کو کوئی پیشگی رقم نہیں دے گا اور نہ اسے کسی بھی قسم کی جبری مشقت پر مجبور کرے گا۔ دفعہ ۵ کی رو سے کوئی بھی ایسا رواج یا دستور یا عمل یا معاہدہ یا دیگر اسطرح کی دستاویز، خواہ وہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے عمل میں آیا ہو یا بعد میں، جسکی رو سے کوئی شخص یا اسکے خاندان کا کوئی فرد جبری مشقت کے زمرے میں آنے والے کسی کام یا خدمات کی فراہمی کا پابند بنایا گیا ہو کالعدم اور غیر موثر ہوگا۔

پیشگی کی واپسی سے مزدور کی بریت

دفعہ ٦ کی رو سے اس قانون کے نفاذ کے ساتھ ہی پیشگی یا اسکے باقی ماندہ حصے کی واپسی سے متعلق جبری مشقت کیلئے پابند مزدور کی ذمہ داری ختم کی گئی ہے اور اسکی یا اسکے کسی حصے کی بازیابی کے لئے کسی بھی دیوانی عدالت، ٹریبونل یا کسی اتھارٹی کے پاس کوئی مقدمہ یا دیگر کاروائی کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ اسی طرح اس قانون کے نفاذ سے پہلے کسی ایسے مزدور یا اسکے خاندان کے کسی فرد کی جائیداد اگر قرض خواہ نے اس مقصد کے لئے دی ہوئی قرض کی بازیابی کیلئے جبراً قبضے میں لی ہو تو ٩٠ دن کے اندر اس پر اصل مالک کا قبضہ بحال کیا جائے گا اور اگر قبضے کی بحالی عمل میں نہ آسکی ہو تو ناراض شخص مقررہ مدت کے اندر اسکی بحالی کیلئے مقررہ اتھارٹی کو درخواست دے سکتا ہے جس پر وہ قرض خواہ کو سماعت کا معقول موقع دینے کے بعد اسے مصرحہ مدت کے اندر اسکا قبضہ درخواست دھندہ کو بحال کرنے کا حکم کرے گی۔ ایسی اتھارٹی کا جاری کردہ ایسا حکم دیوانی عدالت کا حکم تصور ہوگا جس کا اجراء کم سے کم مالی اختیار رکھنے والی مجاز عدالت کرے گی۔

قرض خواہ منسوخ شدہ قرض کی ادائیگی قبول نہیں کرے گا

دفعہ ٨ کی رو سے کوئی بھی قرض خواہ جبری مشقت کی غرض سے بطور قرض دی ہوئی ایسی رقم کی واپسی قبول نہیں کرے گا جسے منسوخ کیا گیا ہو یا جسکے بارے میں ایسا باور کیا جاتا ہو یا اس ایکٹ کے احکام کے مطابق اسکا معاملہ طے ہو چکا ہو۔ خلاف ورزی کی صورت میں اسے تین سال تک قید اور کم از کم ١٥ ہزار روپے جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ علاوہ ازیں اسے یہ بھی ہدایت کی جائے گی کہ اس دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے جو رقم حاصل کی ہے اسے اس مزدور کو واپس کرنے کیلئے مقررہ مدت کے اندر عدالت میں جمع کردے۔

ضلعی مجسٹریٹ کی ذمہ داری

دفعہ ٩ کی رو سے صوبائی حکومت کی طرف سے ضلعی مجسٹریٹ کو اس قدر اختیارات اور ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں جو اس قانون کے احکام پر عمل کو یقینی بنانے کیلئے ضروری ہوں۔ ان اختیارات کو یا ان میں سے بعض اختیارات کو مقررہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا اختیار ضلعی مجسٹریٹ اپنے کسی ماتحت آفیسر کو بھی تفویض کر سکتا ہے۔ دفعہ ١٠ کی رو سے ضلعی مجسٹریٹ یا اسکی طرف سے بااختیار آفیسر، جہاں تک قابل عمل ہو، رہائی پانے والے جبری مشقت کے شکار مزدور کے معاشی مفادات کا تحفظ اور اسکی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کی کوشش کرے گا تا کہ اسکے لئے نہ تو دوبارہ ایسا

ویجیلنس کمیٹیوں کا قیام

دفعہ ۱۵ کی رو سے ضلعی سطح پر مقررہ طریقہ کار کے مطابق ویجیلنس کمیٹیوں (Vigilance Committees) کا قیام عمل میں لایا جائے گا جو علاقے کے منتخب نمائندگان، ضلعی انتظامیہ، بار ایسوسی ایشن، پریس اور سماجی خدمات سے متعلق افراد اور وفاقی اور صوبائی لیبر ڈیپارٹمنٹ کے نمائندگان پر مشتمل ہونگی۔ ان کمیٹیوں کی ذمہ داریاں حسب ذیل ہونگی:۔

(الف) ضلعی انتظامیہ کو اس قانون کے موثر نفاذ سے متعلق معاملات اور اس کے نفاذ کو مناسب انداز سے یقینی بنانے کے بارے میں مشورے دینا۔

(ب) رہائی پانے والے ایسے مزدوروں کی آبادکاری میں مدد دینا۔

(ج) قانون کی عمل پزیری پر نظر رکھنا۔

(د) جبری مشقت کے شکار مزدوروں کو ضروری مدد فراہم کرنا جو اس قانون کے مقاصد کے حصول کیلئے ضروری ہو۔

اختیار سماعت

دفعہ ۱۶ کی رو سے اس قانون کے تحت سرزد کسی جرم کی سماعت صوبائی حکومت کی طرف سے بااختیار درجہ اول مجسٹریٹ کرے گا جسکی سماعت سرسری طور پر کی جائے گی۔ دفعہ ۱۷ کی رو سے اس قانون میں مندرج جرائم قابل دست اندازی پولیس اور قابل ضمانت ہیں۔

کمپنیوں کی طرف سے ان جرائم کا ارتکاب

دفعہ ۱۸ کی رو سے اگر اس قانون کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی کمپنی یا فرم وغیرہ کی طرف سے کیا گیا ہو تو ہر وہ شخص جو جرم کے ارتکاب کے وقت ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے کمپنی یا فرم کے معاملات چلانے کیلئے اس کمپنی یا فرم کو مسئول ہو کمپنی یا فرم سمیت اس جرم کا قصوروار گردانا جائے گا اور اسکے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لاتے ہوئے اسے سزا دی جائے گی۔ ذیل (۱) میں کسی حکم کے باوجود اگر اس قانون کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی کمپنی یا فرم نے کیا ہو اور یہ ثابت ہوا ہو کہ اس جرم کا ارتکاب کسی ڈائریکٹر، منیجر یا کمپنی یا فرم کے کسی دیگر آفیسر نے کیا ہے تو اسے اس جرم کا قصوروار گردانا جائے گا اور اسکے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لاتے ہوئے سزا دی جائے گی۔

انتقال مقدمہ:

دفعہ۲۲ کی رو سے کسی بھی فریق کی درخواست پر یا اپنی صوابدید پر ضلعی جج کسی بھی مرحلے پر ماتحت کنٹرولر کے پاس زیرالتواء درخواست اس سے واپس لے کرنمٹانے کے لیے کسی اور ماتحت مجاز کنٹرولر کو دے سکتا ہے۔اسی طرح ہائی کورٹ کسی بھی مرحلے پر کسی ضلعی جج کی عدالت میں زیرالتوا اپیل اس سے واپس لے کرنمٹانے کے لئے کسی اور ماتحت مجاز ضلعی جج کو دے سکتی ہے۔

تعمیل احکام:

دفعہ۲۳ کی رو سے دفعات ۱۴، ۱۷، ۱۸ کے تحت جاری کردہ احکام اور دفعہ ۲۱ کے تحت حکم اپیل کی تعمیل کنٹرولر اسی طرح عمل میں لائے گا جس طرح کسی دیوانی عدالت کی ڈگری کی تعمیل عمل میں لائی جاتی ہے۔ضابطہ دیوانی کے شیڈول اول کے حکم نمبر۲۱ کے احکام اس آرڈیننس کے تحت جاری کردہ احکام پر بھی لاگو ہونگے۔

بے مقصد درخواست یا جواب درخواست کی صورت میں معاوضہ:

دفعہ۲۶ کی رو سے اگر کنٹرولر یا اتھارٹی اپیل کی نظر میں اس آرڈیننس کے تحت کاروائی کے دوران کوئی بھی فریق بے مقصد درخواست کے ذریعے قانون کے غلط استعمال یا جواب درخواست میں غلط بیانی سے کام لینے کا مرتکب پایا جائے یا وہ کاروائی کو غیرضروری طور پر طول دینے کی کوشش کرے تو حتمی حکم جاری کرتے وقت وہ دوسرے فریق کو کم از کم پانچ ہزار اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے بطور معاوضہ دلانے کا بھی حکم جاری کرے گی۔

سزائیں:

دفعہ۲۸ کی رو سے جو شخص بھی اس آرڈیننس کے کسی حکم یا اسکے تحت بنے ہوئے قواعد میں سے کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرے گا یا ان پر عمل کرنے میں ناکامی کا مرتکب ہوگا تو اس آرڈیننس کے تحت کسی اور سزا کی غیرموجودگی میں اسے پانچ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔کوئی بھی عدالت صرف اس وقت اس دفعہ کے تحت کسی جرم کی سماعت کرے گی جب جرم کے حقائق پر مبنی شکایت تحریری صورت میں کنٹرولر کی منظوری کے ساتھ اس بارے میں اسکی تحریری رپورٹ کے ساتھ پیش کی گئی ہو۔

عدالتوں کے اختیارات پر بعض پابندیاں

دفعہ ۲۰ کی رو سے کسی بھی عدالت کو کسی بھی ایسے معاملے سے متعلق حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہوگا جس پر اس قانون کی کسی دفعہ کا اطلاق ہوتا ہو الا یہ کہ اس قانون میں اسکی صراحت کی گئی ہو اور نہ کوئی عدالت کسی ایسے معاملے سے متعلق کوئی حکم امتناعی جاری کر سکتی ہے جو اس قانون کے تحت عمل میں آیا ہو یا آ سکتا ہو۔

فیصلہ شدہ معاملات کو دوبارہ عدالت میں لانے پر پابندی

دنیا کے تمام قوانین میں اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ فیصلہ شدہ معاملے کو کسی شکل میں بھی کسی نئے مقدمے کا موضوع نہ بنایا جائے اور جو مقدمہ متعلقہ فریقین کے درمیان مجاز عدالت سے طے پائے اس کو حتمی سمجھا جائے۔

کسی فیصلہ شدہ مقدمہ سے مراد وہ امر ہے جس میں دو فریقین کے مابین متنازعہ امور پر عدالت نے باقاعدہ سماعت کی ہو اور فیصلہ صادر کر دیا ہو، دونوں فریقین اس فیصلہ کے پابند ہوتے ہیں۔ ایک مقدمہ میں فیصلہ صادر ہونے کے بعد دوبارہ اسی مقدمہ کے امور کو متنازعہ بنا کر نیا مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۱ کے تحت ایسے تمام دیوانی مقدمات جن کے متنازعہ امور پر فیصلہ صادر کیا جا چکا ہو، دوبارہ اسی دادرسی کیلئے دائر نہیں کیا جا سکتے۔ اس قانون کا مقصد عدالتوں میں لامحدود مقدمہ بازی کو روکنا ہے۔ اس قسم کے قانونی انتشار کو روکنے کیلئے مقدمہ فیصلہ شدہ کے اصول کو لاگو کیا گیا ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۱۱ میں اسے Res Judicata کا نام دیا گیا ہے جس کی رو سے کسی متنازعہ امور کے بارے میں اگر عدالت نے کوئی قطعی فیصلہ صادر کر دیا ہو تو وہ حتمی ہوگا اور فریقین اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ ان امور اور عنوان پر دوبارہ کوئی نیا مقدمہ دائر نہیں کریں گے اور انصاف کے تقاضے کے تحت کسی بھی انسان کو ایک ہی وجہ تنازعہ پر ایک سے زائد دفعہ پریشان نہیں کیا جائے گا۔ مصلحت عامہ کا تقاضا ہے کہ مقدمہ بازی کا خاتمہ ہو جائے۔ ضابطہ دیوانی کے تحت ایسے مقدمہ بازوں پر یہ قدغن لگائی گئی ہے کہ وہ کسی مجاز عدالت کی طرف سے حتمی فیصلہ کو دوبارہ زیر بحث نہیں لائیں گے۔ Res Judicata کے اصول کا اطلاق تمام دیوانی عدالتوں کے سامنے لائے جانے والے مقدمات پر ہوگا۔

دفعہ ۱۱ کے مطابق کسی مقدمہ کو فیصلہ شدہ قرار دینے کیلئے جن ضروری شرائط کا احاطہ کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

I- فیصلہ شدہ مقدمہ سے مراد انہی فریقین کے درمیان انہی متنازعہ امور پر عدالت کا حتمی فیصلہ ہے جو صادر ہو چکا ہو۔ مثلاً جب کوئی فیصلہ شدہ امور پر نیا مقدمہ دائر کیا جائے تو فریق ثانی کو بطور دلیل یہ حق ہوگا کہ وہ اپنے دفاع میں یہ دلیل دے کہ پہلے سے انہی فریقین کے درمیان انہی امور پر ایک مجاز عدالت کا فیصلہ آ چکا ہے لہٰذا ان امور کو دوبارہ متنازعہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس صورت میں اصول Res Judicata مدعا علیہ کو ایک دفاع کی صورت مہیا کرتا ہے۔

II- اس کا اطلاق ان امور پر بھی ہوتا ہے جب کہ وہ مقدمہ مجاز عدالت سے فیصلہ ہونے کے بعد اپیل نہ کیا

گیا ہو یا اپیل کا فیصلہ ہو چکا ہو۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں مجاز عدالت سے مراد وہ عدالت ہے جس کو ایسے مقدمات کا فیصلہ کرنے کا قانونی اختیار حاصل ہو۔

III۔ فیصلہ شدہ امور میں وہ دادرسی جو کہ پہلے سے مانگی گئی ہو اور اس پر کوئی فیصلہ نہ دیا گیا ہو بھی شامل ہے اور اسے اس اصول کے تحت فیصلہ شدہ سمجھا جائے گا۔ مثلاً مقدمہ برائے قبضہ جائیداد میں درمیانی منافع جات مانگے گئے تھے مگر عدالت نے درمیانی منافع جات کیلئے فیصلہ نہیں کیا، اس اصول کے تحت یہ سمجھا جائے گا کہ داد رسی سے عدالت نے انکار کر دیا ہے لہذا اسی جائیداد کے درمیانی منافع جات کیلئے نیا مقدمہ دائر نہ کیا جائے گا۔

IV۔ جہاں بہت سے لوگوں کا ذاتی مفاد وابستہ ہو اور مفاد عامہ کیلئے دعویٰ دائر کرنے کے بعد فیصلہ کی صورت میں نہ صرف ان تمام فریقین جو کہ مقدمہ میں شریک تھے بلکہ وہ لوگ جنہیں مقدمہ دائر کرنے کا حق حاصل تھا اور وہ بطور فریق اس وقت اس میں شامل نہ تھے ان پر بھی فیصلہ کا اطلاق ہوگا اور وہ دوبارہ اسی مفاد میں دادرسی کیلئے نیا مقدمہ بطور فریق دائر نہیں کر سکتے۔

پاسپورٹ سے متعلق جرائم اور سزائیں

پاسپورٹ کسی شہری کا اپنی حکومت سے جاری کردہ اجازت نامہ ہوتا ہے جس کے تحت نہ صرف یہ کہ وہ اپنا ملک چھوڑ سکتا ہے بلکہ اپنے ملک میں اسی دستاویز کی بناء پر واپس آ سکتا ہے۔ ہر مہذب ملک کسی بھی آدمی سے اپنی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے پاسپورٹ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اس کے آنے کا مقصد پوچھ سکتا ہے۔ اس میں کسی شہری کی نہ صرف شہریت بلکہ اس کے تمام کوائف من جملہ اس کی ذاتی حیثیت، شناخت، تصویر، کسی ملک میں مستقل قیام کا پتہ درج ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے کہ جس پر کوئی بھی ملک کسی دوسرے شہری کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت جسے عام طور پر ویزہ کہتے ہیں کا اندراج کرتا ہے اور اس میں اس شخص کے کسی ملک میں داخل ہونے کا مقصد، قیام کا دورانیہ اور اس کا کوئی خاص اجازت نامہ جس میں معاشی سرگرمیاں شامل ہیں، بھی درج کیا جا سکتا ہے۔ یہ کسی ملک میں زمینی، ہوائی یا بحری راستے کے ذریعے داخل ہونے کا اجازت نامہ ہے۔ تمام ممالک نے پاسپورٹ کے صحیح اندراج، اس کی نقل و حرکت، اس کے اجراء، اس کی منسوخی یا اس کی واپسی سے متعلق احکامات پر سختی سے عمل درآمد کے سلسلہ میں قوانین وضع کئے ہیں تا کہ اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں مختلف سزائیں مقرر کی جائیں۔ حکومت پاکستان نے پاسپورٹ ایکٹ کا نفاذ ۱۹۷۴ء میں کیا اور اس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں بھی لائی گئی ہیں۔ اس قانون کے مطابق پاسپورٹ بیرون ملک سفر کے لیے سب سے اہم دستاویز ہوتا ہے جس میں سفارتی و سرکاری ملازمین کو جاری شدہ پاسپورٹ بھی شامل ہے یہ مقررہ وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس بات کا اجازت نامہ ہوتا ہے کہ اس کا حامل اس کے ذریعے پاکستان سے دوسرے ملک سفر کر سکتا ہے۔ اس کا اجراء وفاقی حکومت کرتی ہے یا اس کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔ اس کو قانون کے تحت دیئے گئے قواعد کے ذریعے وضع کیا گیا ہے۔

پاسپورٹ کے بغیر ملکی سرحد سے باہر جانے پر پابندی:

زیر دفعہ ۳ پاسپورٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء کے تحت پاسپورٹ کے بغیر غیر ملکی نقل و حرکت پر پابندی ہے۔ پاکستانی شہریت کا حامل کوئی بھی فرد جو کہ ۱۲ سال یا اس سے زائد عمر کا ہو، پاسپورٹ حاصل کر سکتا ہے۔ پاسپورٹ کے بغیر کوئی غیر ملکی سفر نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی اور ایسے راستے یا ذریعہ سے کسی ملک سے ہوتا ہوا سفر کیا جا سکتا ہے جس کا کہ پاسپورٹ میں اندراج نہ ہو اور نہ ہی اس کے تحت مذکورہ شرائط واضع کی گئی ہوں۔ کوئی شخص کسی بھی ایسے ملک نہیں جا سکتا جس کے لیے اس کا پاسپورٹ قابل عمل نہ سمجھا جائے۔

خلاف ورزی کی صورت میں سزا:

جیسا کہ اس کے حصول کے لیے عمر کی کم سے کم حد کا تعین کیا گیا ہے اسی طرح اس کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی سزا کا اطلاق بھی عمر کی اسی حد سے کیا جائے گا۔

جو کوئی پاسپورٹ کے بغیر غیر ملکی سفر کرے گا یا کرنے کی کوشش کرے گا، پاکستان میں بغیر پاسپورٹ کے داخل ہوگا یا داخل ہونے کی کوشش کرے گا یا کسی ایسی جگہ، راستے سے داخل ہونے کی کوشش کرے گا جس کا اندراج پاسپورٹ میں نہ ہو تو ایسا کرنے والے کو ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ جو کوئی دفعہ ۳ کی خلاف ورزی میں کسی ایسے ملک جائے جس کے لیے اس کا پاسپورٹ قابل عمل نہ ہو اور اس کے ہمراہ ۱۲ سال سے کم عمر کا بچہ بھی ہو تو اسے قانون کے تحت مقرر شدہ سزا جو کہ ایک سال قید اور جرمانہ ہے، کے علاوہ اضافی سزا بھی دی جائے گی۔ اتنی مدت کے جرائم اگر چہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت قابل ضمانت ہیں تاہم پاسپورٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء کے تحت ایسے جرائم ناقابل ضمانت ہوں گے۔

دفعہ ۳ کی خلاف ورزی کی صورت میں جو کوئی کسی ایسے مجرم کی مدد کرے یا اسے بچانے کی کوشش کرے، چھپانے کی کوشش کرے یا اس کے مقدمہ گرفتاری یا سزا میں رخنہ ڈالے، دخل اندازی کرے تو ایسا کرنے والا بھی اس جرم میں شریک سمجھا جائے گا اور اس کی خلاف ورزی کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

جو کوئی فرد مذکورہ دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں باہر جائے یا باہر جانے کی کوشش کرے اور جو اس کی اعانت کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس آدمی نے اس قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ مثلاً کسی شخص کو جعلی پاسپورٹ بنا کر دینا یا کوئی کمی بیشی تخلیق کرنا۔

اس جرم کے ارتکاب میں استعمال ہونے والی ٹرانسپورٹ یا آمدورفت کے ذرائع کے مالک کو اعانت مجرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے اور آمدورفت میں استعمال ہونے والے ذرائع مثلاً بس، جہاز وغیرہ بحق سرکار ضبط ہو سکتے ہیں۔

پاسپورٹ سے متعلق دستاویزات کے اندراج میں کمی بیشی کی سزائیں:

۱۔ جو کوئی پاسپورٹ کے حصول کے لیے کسی ایسی دستاویز میں غلط بیان دے یا دینے کی کوشش کرے، جس کو کہ وہ غلط باور کرتا ہو،

۲۔ جان بوجھ کر ایسے امور کا دانستہ اخفاء کرے جو اس کے علم میں تھے اور جنہیں ظاہر کرنا اس کا فرض بنتا ہو،

۳۔ کسی ایسی دستاویز میں تحریف یا اضافہ، تبدیلی جو پاسپورٹ کے حصول کے لیے دی گئی ہو مثلاً بیان حلفی کسی پاسپورٹ کا استعمال جس میں تحریف یا تبدیلی کر دی گئی ہو،

۴۔ کسی تبدیل شدہ دستاویز کو استعمال کرنا،

۵۔ کسی کو جاری شدہ پاسپورٹ کا غیر قانونی طور پر رکھنا یا اپنے قانونی پاسپورٹ کو کسی کو غیر قانونی طور پر استعمال کرنے کی اجازت دینا،

۶۔ پاسپورٹ کے حصول کے لیے استعمال ہونے والی دستاویز کی ترسیل یا لین دین کی صورت میں ایسا کرنے والے شخص کو کم از کم ۶ ماہ قید سخت جو کہ قابل ضمانت ہوگی یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں،

۷۔ جان بوجھ کر اپنا پاسپورٹ واپس نہ کرنا جبکہ اسے واپس کرنے کو کہا گیا ہو یا اس کو منسوخ کیا گیا ہو یا قبضہ میں دینے کے لیے کہا گیا ہو یا ضبط کرنے کا کہا گیا ہو،

۸۔ ایک سے زائد پاسپورٹ بنائے ہوں اپنے نام یا مختلف ناموں پر حاصل کئے ہوں اور اس بات کو مخفی رکھا ہو کہ اس کے پاس پہلے سے ایک پاسپورٹ ہے۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں ۳ سال کی مدت تک کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں اور اس مدت کی سزائیں نا قابل ضمانت ہیں۔

پاسپورٹ کو ضبط یا منسوخ کرنے کا اختیار:

اس قانون کی دفعہ ۸ کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ پاسپورٹ اس کی ملکیت سمجھا جائے گا جو کہ فریق متاثرہ کو نوٹس دینے پر اسے ضبط یا منسوخ کرنے کا حکم کرسکتی ہے۔ تاہم فوری نوعیت کے کیس میں پاسپورٹ قبضے میں لینے یا منسوخ کرنے کے بعد فریق متاثرہ کو ۲ ہفتوں کے اندر اندر اس فیصلہ کے خلاف شنوائی کے لیے نوٹس جاری ہوسکتا ہے۔

ان تمام امور میں جہاں وفاقی حکومت اس نتیجے پر پہنچے کہ کوئی آدمی جس کے پاس پاکستانی پاسپورٹ ہے وہ حکومت پاکستان کے خلاف تخریبی کاروائی میں ملوث ہے یا حکومت پاکستان کے کسی دوسری حکومت کے ساتھ تعلقات میں خرابی کا باعث بنتا ہے تو ایسی صورت میں بھی بغیر وجوہ بتائے اس کو تحویل میں لیا جاسکتا ہے تاہم اس حکم کے بعد فریق متاثرہ کو شنوائی کا نوٹس دیا جاسکتا ہے۔

مزید برآں جہاں مجاز اتھارٹی مذکورہ اقدامات یعنی حکومت کے خلاف تخریبی کاروائی یا اس کے بیرون یا دوسری حکومتوں کے ساتھ تعلقات میں رخنہ ڈالنے کا سبب بنا رہا اور اس بنیاد پر اس کا پاسپورٹ ضبط ہوگیا، منسوخ ہوگیا یا تحویل میں لے لیا گیا ہو ایسے شخص کو مجاز اتھارٹی کے اس حکم کے خلاف ۳۰ یوم کے اندر درخواست نظر ثانی دائر کرنے

کا حق حاصل ہوگا اور اس پر مجاز اتھارٹی کا فیصلہ حتمی سمجھا جائے گا۔ حکومت پاکستان کسی بیرون ملک میں محصور شدہ بے کس یا مفلوک الحال پاکستانی کو پاکستان واپس لانے کے اخراجات اس شخص سے بطور مالیہ وصول کر سکتا ہے۔

بار ثبوت:

کوئی فرد جو پاسپورٹ کے حصول کے لیے کوئی تفصیلات بیان کرے گا اس کی حقیقت کو ثابت کرنا اس حامل کنندہ کا کام ہے۔ قانون یہ باور کرتا ہے کہ اس شق کی خلاف ورزی کی صورت میں ذرائع آمد و رفت کے مالک کو لازم ہے کہ وہ اس بات کو ثابت کرے کہ اس کو اس ایکٹ کی خلاف ورزی کی بابت علم نہ تھا۔

گرفتاری کا اختیار:

اس قانون کے تحت پولیس آفسر جو کہ سب انسپکٹر سے کم عہدہ کا نہ ہو اور کوئی کسٹم انسپکٹر جو کہ وفاقی حکومت کے عمومی یا خصوصی حکم نامہ کے تحت اس بات کا مجاز ہو، کسی ایسے فرد کو گرفتار کر سکتا ہے جو کہ اس قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہو یا اس کے خلاف معقول شک وشبہ کی گنجائش موجود ہو۔ وفاقی حکومت کا کوئی بھی مجاز آفسر کسی بھی آمد و رفت کے ذرائع کو کسی بھی ایسی جگہ سے قبضہ میں لے سکتا ہے جس میں ایسا آدمی سفر کر رہا ہو جو اس قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا گیا ہو۔ آمد و رفت کے ذرائع کو اس عدالت کے حکم سے ضبط کیا جائے گا جس عدالت میں اس کے مالک کے خلاف مذکورہ قانون کی خلاف ورزی کا مقدمہ دائر ہو چکا ہو۔

مجاز آفسر یا متعلقہ تھانے کا مہتمم ایسی گرفتاری کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ملزم کو قریبی مجاز مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کرے گا اور مقدمہ کی سماعت ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت فوجداری عدالت میں ہوگی۔ تحریر شناسی کی خدمات بھی لی جائیں گی تاہم اس کی رائے کو حتمی رائے تصور نہیں کیا جائے گا۔

تحفظ:

واضح رہے کہ اس قانون یا اس کے تحت دیے گئے قواعد کے لاگو کرنے میں جو اقدام اٹھایا جائے گا اس میں حکومت کے کسی مجاز آفسر یا کارندے کے خلاف کسی قسم کی عدالتی کاروائی نہ کی جائے گی۔

وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعہ اپنے اختیارات اس قانون اور اس کے تحت وضع کردہ قواعد کو لاگو کرنے کے لیے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارے کے کسی ماتحت افسر یا مجاز اتھارٹی یا صوبائی حکومت کے آفسر یا اس کی مجاز اتھارٹی کے سپرد کر سکتی ہے۔

اس قانون سے مستثنیٰ افراد:

وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ایسے فرد یا ایسے افراد کو مستثنیٰ کر سکتی ہے جس پر اس قانون کی تمام شقوں یا ان میں سے دی گئی کچھ شقوں کا اطلاق نہ کیا سکتا ہو۔

اچھے چال چلن کی ضمانت پر پروبیشن پر رہائی کا قانون

ہر مہذب معاشرے میں بحیثیت انسان ہر انسان کے حقوق کے احترام وتحفظ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ مختلف جرائم میں سزا یافتہ افراد کے انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے مختلف قوانین موجود ہیں۔ ہمارے ملک میں اس طرح کا ایک قانون نیک چال چلن کی ضمانت پر مجرموں کا پروبیشن پر رہائی کا قانون (The Probation of offenders Ordinance, 1960) ہے جو بعض مقدمات میں سزا یافتہ افراد کو حاصل ہے۔

اس آرڈیننس کے تحت با اختیار عدالتیں:

دفعہ ۳ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت اختیارات استعمال کرنے کی مجاز عدالتوں میں ہائی کورٹ، عدالتِ سیشن، درجہ اول مجسٹریٹ اور اس مجسٹریٹ کی عدالت شامل ہے جسے اس سلسلے میں خصوصی اختیارات تفویض کیے گئے ہوں۔ مجاز عدالت اس ارڈیننس کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرے گی خواہ مقدمہ اس کے سامنے ابتدائی سماعت کے لئے درج ہوا ہو یا اس کے خلاف اپیل یا نظر ثانی کی درخواست ہوئی ہو۔ اگر کسی مجرم کو کسی ایسے مجسٹریٹ نے سزا دی ہو جو اس قانون کے تحت سزا دینے کا مجاز نہ ہو لیکن اس کی دانست میں اس قانون کی دفعہ ۴ یا دفعہ ۵ کے تحت دیئے گئے اختیارات کا استعمال ضروری ہو تو وہ اس بارے میں اپنی رائے ضبطِ تحریر میں لاکر اسے مجرم سمیت درجہ اول مجسٹریٹ کو بھجوا سکتا ہے یا اس کے روبرو پیش ہونے کیلئے اسکی ضمانت لے سکتا ہے جس پر مزکورہ مجسٹریٹ وہی سزا یا کوئی دیگر حکم دے سکتا ہے جو اس مقدمے کی ابتدائی سماعت خود کرنے کی صورت میں وہ دیتا۔ اور اگر وہ کسی نکتے پر مزید تحقیقات یا اضافی شہادت قلم بند کرنا ضروری خیال کرے تو وہ از خود ایسی تحقیقات کرسکتا ہے یا ایسی اضافی شہادت قلم بند کر سکتا ہے یا کسی اور فرد کو ان کا اہتمام کرنے کی ہدایت کرسکتا ہے۔

مشروط رہائی:

دفعہ ۴ کی رو سے اگر کسی ایسے مجرم کے بارے میں جو ایسے جرم میں ماخوذ ہو جسکی سزا کم از کم دو سال سزائے قید مقرر ہو اور اس سے پہلے کسی جرم میں اسکا سزا یافتہ ہونا ثابت نہ ہو، مجرم کی عمر، چال چلن، سابقہ حالات، اسکی

جسمانی اور ذھنی حالت، اسی طرح اسکی طرف سے صادر شدہ جرم کی نوعیت یا اسکی شدت کو کم کرنے والے حالات کے پیش نظر عدالت کی رائے ہو کہ اسے سزا دینا مناسب نہیں ہے اور اسے پروبیشن پر رہا کرنا بھی مناسب نہیں ہے تو عدالت اسکی وجوہات ضبط تحریر میں لاتے ہوئے اسکی سرزش کرنے کے بعد اسے رہا کرنے کا حکم صادر کرے گی یا اگر عدالت مناسب سمجھے تو اسے اس شرط پر رہا کرنے کا حکم صادر کرے گی کہ وہ مچلکے کے ساتھ یا بغیر مچلکے کے اس مفہوم کا وثیقہ (bond) عدالت میں جمع کر دے کہ وہ حکم صادر ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک سال تک کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ اور اچھے چال چلن کا مظاہرہ کرے گا۔ اس طرح کی مشروط رہائی کا حکم صادر کرنے سے پہلے عدالت سادہ زبان میں مجرم پر یہ بات واضح کرے گی کہ اگر اس نے کسی جرم کا ارتکاب کیا یا مقررہ مدت کے دوران اچھے چال چلن کا مظاہرہ نہیں کیا تو وہ اس جرم کیلئے مقرر اصل سزا کا مستوجب ہوگا۔ اگر اس دفعہ کے تحت مشروط طور پر رہا ہونے والے مجرم کو اس جرم میں سزا ہو جائے جس میں اسکی مشروط رہائی کا حکم صادر ہوا تھا تو وہ حکم اپنا اثر کھو دے گا۔

عدالت کا پروبیشن کا حکم صادر کرنے کا اختیار:

دفعہ ۵ کی رو سے اگر کسی جرم میں سزایاب مجرم مرد یا عورت کے بارے میں عدالت کی رائے کے مطابق اس وقت کے حالات، جرم کی نوعیت اور مجرم کے چال چلن کا تقاضا ایسا ہی ہو تو وہ اسکی وجوہات ضبط تحریر میں لاتے ہوئے اس فرد کو فوری طور پر سزا دینے کے بجائے اسے پروبیشن پر رہا کرنے کا حکم صادر کرے گی اور اسے کم از کم ایک سال اور زیادہ زیادہ تین سال تک کسی پروبیشن آفیسر کی نگرانی میں رکھے گی۔ تاہم عدالت ایسا حکم اس وقت تک جاری نہیں کرے گی جب تک ایسا مجرم مچلکے کے ساتھ یا بغیر مچلکے کے اس مفہوم کا وثیقہ عدالت میں جمع نہ کر دے کہ وہ مقررہ مدت کے دوران کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا اور اچھے چال چلن کا مظاہرہ کرتے ہوئے امن سے رہے گا اور اس دوران سزا کیلئے بلانے پر حاضر عدالت ہوگا۔ مزید شرط یہ ہے کہ عدالت اس دفعہ کے تحت کسی کو پروبیشن پر رہا کرنے کا حکم اس وقت تک صادر نہیں کرے گی جب تک کہ وہ مطمئن نہ ہو کہ مجرم یا اسکا ضامن، اگر کوئی ہو، اسکے دائرہ اختیار کے اندر ایک مخصوص جائے رہائش یا باقاعدہ کاروبار رکھتا ہے جسکے بارے میں باور کیا جاتا ہے کہ وہ اس مدت کے دوران اپنی مذکورہ رہائش یا کاروبار جاری رکھے گا۔ اس دفعہ کی رو سے پروبیشن پر رہائی کی سہولت مرد ہونے کی صورت میں صرف ان جرائم میں دی جائے گی جو تعزیرات پاکستان کے باب ششم (مملکت کے خلاف جرائم) یا باب ہفتم (بری، بحری اور ہوائی افواج

سے متعلق جرائم) یا دفعات ۲۱۶ اے (سرقہ بالجبر یا ڈکیتی کرنے والوں کو پناہ دینے کی سزا)
۳۲۸ (بارہ سال سے کم عمر کے بچے کو والدین یا نگہداشت کرنے والے شخص کا باہر ڈال دینا یا ترک رفاقت کرنا)
۳۸۲ (سرقہ کے ارتکاب کے لئے کسی کو ہلاک کرنے یا ضرب پہنچانے یا مزاحمت کی تیاری کے بعد سرقہ)
۳۸۶ (کسی شخص کو ہلاکت یا ضرب کی تخویف میں ڈال کر استحصال بالجبر)
۳۸۷ (استحصال بالجبر کے ارتکاب کیلئے کسی شخص کو ہلاکت یا ضرب شدید کی تخویف)
۳۸۸ (ایسے جرم کی تہمت لگانے کی دھمکی سے استحصال بالجبر کرنا جس کی سزا موت یا عمر قید وغیرہ ہے)
۳۸۹ (استحصال بالجبر کے ارتکاب کیلئے کسی شخص کو جرم کی تہمت لگانے کی تخویف)
۳۹۲ (سرقہ بالجبر کی سزا)
۳۹۳ (سرقہ بالجبر کے ارتکاب میں بالارادہ ضرب پہنچانا)
۳۹۷ (سرقہ بالجبر یا ڈکیتی ہلاک کرنے یا ضرب شدید پہنچانے کے اقدام کے ساتھ)
۳۹۸ (مہلک ہتھیار سے مسلح ہو کر سرقہ بالجبر یا ڈکیتی کے ارتکاب کا اقدام)
۳۹۹ (ڈکیتی کے ارتکاب کیلئے تیاری کرنا)
۴۰۱ (چوروں کے گروہ سے تعلق رکھنے کی سزا)
۴۰۲ (ڈکیتی کے ارتکاب کیلئے جمع ہونا)
۴۵۵ (ضرب پہنچانے، حملہ کرنے یا مزاحمت بے جا کرنے کی تیاری کے بعد مخفی مداخلت بیجا بخانہ یا نقب زنی) یا
۴۵۸ (ضرب پہنچانے یا حملہ یا مزاحمت بے جا کرنے کی تیاری کے بعد مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی بوقت شب)
کے زمرے میں نہ آتے ہوں نہ انکی سزا موت یا عمر قید ہو اور خاتون ہونے کی صورت میں سزائے موت کے علاوہ تمام جرائم میں دی جائے گی۔

(۲) پروبیشن پر رہائی کا حکم صادر کرتے وقت عدالت یہ بھی ہدایت کر سکتی ہے کہ وثیقہ ان تمام شرائط پر مشتمل ہوگی جو عدالت کی نظر میں پروبیشن آفیسر کی طرف سے مجرم پر نگرانی رکھنے کیلئے ضروری ہیں نیز وثیقہ رہائش، ماحول اور نشہ آور اشیاء سے پرہیز اور کسی بھی دیگر ایسی چیز سے متعلق اضافی شرائط پر مشتمل ہوگی جو عدالت خاص حالات میں مجرم کو اس جرم کے دوبارہ ارتکاب یا کسی اور جرم کے ارتکاب سے باز رکھنے اور ایک دیانتدار، محنتی اور قانون کا احترام کرنے والے شہری کی حیثیت سے اسکی دوبارہ آبادکاری کیلئے ضروری ہوں۔

(۳) جس جرم میں مجرم کو پروبیشن پر رہا کیا گیا ہو اس میں اگر مجرم کو سزا ہو جائے تو پروبیشن کا حکم بے اثر ہو جائے گا۔

مجرم کو قیمت یا ہرجانہ ادا کرنے کا حکم:

دفعہ ٦ کی رو سے دفعہ ۴ کے تحت کسی مجرم کو رہا کرنے کا حکم جاری کرتے وقت یا دفعہ ۵ کے تحت اسے پروبیشن پر رہا کرنے کا حکم جاری کرتے وقت عدالت مجرم کو یہ بھی حکم دے گی کہ وہ اس جرم کے نتیجے میں کسی شخص کو پہنچنے والے نقصان کا معاوضہ یا زخموں کا ہرجانہ اور کارروائی پر اٹھنے والے اتنے اخراجات بھی ادا کرے جو عدالت مناسب سمجھے تاہم شرط یہ ہے کہ اسطرح دیئے جانے والے معاوضے، ہرجانے اور اخراجات کی مالیت کسی بھی صورت میں اس جرمانے سے متجاوز نہیں ہوگی جو عدالت کی طرف سے اس جرم میں عائد کیا گیا ہو اور انکی وصولی بصورت جرمانہ ضابطہ فوجداری کی دفعات ۳۸٦، ۳۸۷ کے مطابق کی جائے گی۔

وثیقہ کی شرائط پر عمل کرنے میں ناکامی:

دفعہ ۷ کی رو سے اگر عدالت کے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ دفعہ ۵ کے تحت وثیقہ کی شرائط پر عمل کرنے کا پابند مجرم ان شرائط میں کسی شرط پر عمل کرنے میں ناکام رہا ہے تو وہ اسکے وارنٹ گرفتاری جاری کرسکتی ہے اور اگر مناسب سمجھے تو اسے اور اسکے ضامنوں کو مقررہ تاریخ پر عدالت کے سامنے پیش ہونے کیلئے سمن جاری کرسکتی ہے۔ اس طرح عدالت کے سامنے پیش کئے جانے والے یا پیش ہونے والے مجرم کو عدالت مقدمے کی سماعت ہونے تک عدالتی تحویل (judicial custody) میں دے سکتی ہے یا تاریخ سماعت پر عدالت کے سامنے پیش ہونے کیلئے مچلکوں کے ساتھ یا غیر مچلکوں کے اسکی ضمانت لے سکتی ہے۔ مقدمے کی سماعت کے بعد اگر عدالت مطمئن ہو کہ مجرم وثیقہ کی شرائط میں سے کسی شرط پر عمل کرنے میں ناکام رہا ہے بشمول ان شرائط کے جو دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت لاگو کئے گئے ہوں تو وہ فوری طور پر اسے جرم کی اصل سزا دے گی یا وثیقہ پر عمل سے تعصب برتے بغیر اس پر زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ جرمانہ لاگو کرے گی تاہم شرط یہ ہے کہ جرمانہ لاگو کرتے وقت عدالت دفعہ ٦ کے تحت لاگو کردہ معاوضے، ہرجانے یا لاگت کو بھی مدنظر رکھے گی۔ مقررہ تاریخ تک جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں عدالت مجرم کو جرم کی اصل سزا دے گی۔

اپیل یا نظر ثانی کی درخواست کی صورت میں عدالت کا اختیار:

دفعہ۸ کی رو سے کسی ایسے جرم کی سزا کے خلاف اپیل یا نظر ثانی کی درخواست پر اگر مجرم کو اس قانون کی دفعہ۴ یا۵ کے تحت مکمل یا مشروط طور پر رہا کرنے یا پروبیشن پر رکھنے کا حکم صادر ہوا ہو تو عدالت اپیل یا نظر ثانی کوئی بھی ایسا حکم جاری کر سکتی ہے جسکا وہ ضابطہ فوجداری کے تحت مجاز ہے یا دفعہ۴ یا ۵ کے تحت صادر شدہ مذکورہ حکم کو کالعدم یا اس پر نظر ثانی کر سکتی ہے اور اسکی جگہ ایسی سزا دے سکتی ہے جسکا اسے قانون کے تحت اختیار حاصل ہے۔ تاہم ایسی سزا اس سزا سے زیادہ نہیں ہوگی جو مجرم قرار دینے والی عدالت اسے دے سکتی ہے۔

پروبیشن کی شرائط میں تبدیلی:

دفعہ۱۰ کی رو سے دفعہ۵ کے تحت پروبیشن کا حکم جاری کرنے والی عدالت اسکی یا پروبیشن آفیسر کی طرف سے پیش کی گئی درخواست پر یا اپنی تحریک پر اگر اس دفعہ کے تحت لئے گئے وثیقہ(bond) کو تبدیل کرنا ضروری سمجھے، تو پروبیشن پر رہا کئے جانے والے شخص کو عدالت اپنے روبرو پیش ہونے کیلئے سمن جاری کر سکتی ہے اور اسے اس بات کا پورا پورا موقع دینے کے بعد کہ کیوں نہ وثیقے میں تبدیلی کی جائے اس کی میعاد میں کمی بیشی یا اسکی شرائط وضوابط میں تبدیلی کی جا سکتی ہے یا اضافی شرائط عائد کئے جا سکتے ہیں تاہم شرط یہ ہے کہ وثیقے کی میعاد کسی صورت میں ابتدائی حکم کے وقت سے ایک سال سے کم اور تین سال سے زائد نہیں ہوگی۔ تاہم اگر وثیقہ ضمانت کے ساتھ ہو تو ضامن یا ضامنوں کی رضا مندی کے بغیر اس میں کوئی ردوبدل نہیں کیا جائے گا بلکہ عدالت پروبیشن پر رہا کئے جانیوالے شخص سے مچلکوں کے ساتھ یا بغیر مچلکوں کے نیا وثیقہ جمع کرنے کا مطالبہ کرے گی۔

کوئی بھی مذکورہ عدالت اگر پروبیشن پر رکھے جانے والے شخص یا پروبیشن آفیسر کی درخواست پر یا ازخود مطمئن ہو کہ پروبیشن پر رکھے جانے والے شخص کا رویہ اس دوران تسلی بخش ہے اور اسے نگرانی میں رکھنا ضروری نہیں ہے تو وہ پروبیشن اور وثیقے کے متعلق حکم سے اسے سبکدوش کرے گی۔

پروبیشن وغیرہ کے اثرات:

(ا) دفعہ۱۱ کی ذیلی دفعہ(ا) کی رو سے کسی ایسے جرم میں سزا یابی، جس میں مجرم کو دفعہ۴ یا۵ کے تحت تنبیہ کے بعد یا مشروط طور پر رہا کرنے یا اسے پروبیشن پر رکھنے کا حکم ہوا ہو، وہ جاری کاروائی یا اس آرڈیننس کی دفعات

کے تحت مجرم کے خلاف بعد میں عمل میں آنے والی کاروائی کے علاوہ کسی بھی دیگر مقصد کیلئے عدم سزایابی شمار ہوگی۔ تاہم شرط یہ ہے کہ اگر سزایابی کے وقت مجرم کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو جسے مشروط طور پر رہا کرنے یا پروبیشن پر رکھنے کا حکم جاری ہوا ہو اور اسے بعد میں اس آرڈیننس کے تحت اس جرم میں سزا ہوئی ہو تو اس پر اس ذیلی دفعہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(۲) ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے اس دفعہ کے ماقبل احکام سے تعصب برتے بغیر کسی بھی ایسے مجرم کی سزایابی، جسے ضروری تنبیہ کے بعد یا مشروط طور پر رہا کیا گیا ہو یا جسے پروبیشن پر رکھا گیا ہو، کسی بھی وقت مجرموں کو نااہل قرار دینے والے قوانین یا اس کی اجازت دینے والے یا اسکا تقاضا کرنے والے قونین کے مقاصد کیلئے معتبر سزایابی شمار نہیں ہوگی۔

(۳) ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے اس دفعہ کے مذکورہ احکام حسب ذیل پر اثر انداز نہیں ہونگے۔

(اے) کسی بھی ایسے مجرم کا سزا کے خلاف اپیل کا حق یا کسی جرم میں دوبارہ کاروائی کی روک تھام کیلئے اس پر اعتبار

(بی) کسی بھی ایسے مجرم کی سزایابی کے نتیجے میں کسی جائیداد کی سرمایہ کاری یا اسکی بحالی۔

پروبیشن آفیسر کی ذمہ داری:

دفعہ ۱۲ کی رو سے پروبیشن آفیسر کوئی بھی ایسا فرد ہوسکتا ہے جسے انچارج آفیسر کی طرف سے پروبیشن آفیسر تعینات کیا گیا ہو جو کوئی بھی ایسا شخص ہوسکتا ہے جو اس مقصد کے لئے اس آرڈیننس کے تحت بنے ہوئے قواعد کی رو سے مقررہ کردہ تعلیمی استعداد پر پورا اترتا ہو۔ ایک پروبیشن آفیسر پروبیشن آرڈر کے تحت اپنی ذمہ داری انچارج آفیسر کی نگرانی میں انجام دیگا۔ دفعہ ۱۳ کی رو سے پروبیشن آفیسر اس آرڈیننس کے تحت بنے ہوئے قواعد کے تابع پروبیشن آرڈر میں مقرر کردہ مناسب وقفوں کے بعد یا اسکے تابع، جسطرح انچارج آفیسر مناسب سمجھے، مجرم سے ملاقات کے لئے جائے گا یا اسے ملاقات کیلئے آنے کا موقع دے گا۔

(ب) اس بات پر نظر رکھے گا کہ مجرم دفعہ ۵ کے تحت داخل کردہ وثیقے کی شرائط پر عمل کر رہا ہے۔

(س) مجرم کے رویے کے بارے میں انچارج آفیسر کو رپورٹ دے گا۔

(ڈی)　مجرم کو ضروری مشورے اور مدد فراہم کرے گا اور اسکے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کرے گا اور اگر ضروری ہو تو اسکے لئے مناسب روزگار تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

(ای)　قواعد میں مذکور کوئی بھی ذمہ داری انجام دے گا۔

جعلی ادویات کی خرید و فروخت پر پابندی

ادویات سے متعلق قانون "ڈرگ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء" کا مقصد ملک میں جعلی، زائدالمیعاد اور غیر معیاری ادویات کی روک تھام ہے۔ اس ایکٹ کے تحت جعلی اور غیر معیاری ادویات کی تیاری، زائدالمیعاد ادویات کی خرید و فروخت کے جرم میں ملکی اور غیر ملکی دوا ساز کمپنیوں، ڈسٹری بیوٹرز اور ڈرگ سٹورز کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار اور اصول وضوابط وضع کئے گئے ہیں۔

جعلی اور غیر معیاری ادوایات کی تیاری اور فروخت کا کاروبار ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی اور طب یونانی کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ ملک میں کئی ضرررساں ادویات ایک عرصہ سے فروخت ہوتی ہیں جبکہ ان کے مضر اثرات کی وجہ سے بیرونی ممالک میں اس پر کافی عرصہ پہلے پابندی لگائی جا چکی ہے۔ ایسی ہی جعلی لیبارٹریاں ادویات سازی کیلئے بیرونی ملکوں سے خام مال درآمد کرتی ہیں اسے منافع پر فروخت کر دیتی ہیں۔ ڈرگ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء کے تحت ایسے لوگوں کیلئے سخت سزائیں مقرر ہیں۔ ایسے جعلساز لوٹ مار کے علاوہ مریضوں کی ہلاکت کے بھی ذمہ دار ہیں جو قتل عمد سے کم جرم نہیں۔ واضح رہے کہ انسانی زندگیوں سے کھیلنے والے ایسے جعلساز افراد کیلئے حال ہی میں حکومت نے ۲۵ سال تک قید اور ایک کروڑ روپے تک جرمانے کی سزا مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔

موجودہ ڈرگ ایکٹ کے تحت ادویات کی تیاری کیلئے خام مال کی درآمد اور برآمد کی شرائط مقرر کی گئی ہیں، اور اسی طرح ادویات کی درآمد اور برآمد کیلئے بھی مختلف ہدایات اور شرائط مقرر کی گئی ہیں۔

۲۔ کسی دوا یا دوائیوں کا کوئی گروپ، جس کے متعلق وفاقی حکومت کی یہ رائے ہو کہ اس کی درآمد و برآمد پر پابندی لاگو کرنی ضروری ہے یا اگر وہ یہ سمجھے کہ اس کے تحت جاری شدہ لائسنس کے تحت اس کو درآمد یا برآمد نہیں کیا جا سکتا تو حکومت کوئی ایسی ہدایت دے سکتی ہے کہ کسی مخصوص دوائی یا دوائیوں کے کسی گروپ کو حکومت کی متعلقہ ایجنسی کے سوا کوئی درآمد نہیں کر سکتا۔ واضح رہے ان شرائط کے تحت صرف وہ دوائیاں درآمد کی جا سکتی ہیں جو کہ مغربی یورپی ممالک،

ریاست ہائے متحدہ امریکہ، جاپان، آسٹریلیا یا دیگر کوئی بھی ملک جس سے منگوائی جا سکتی ہوں۔

اس قانون میں ۲۰۰۲ء میں کی گئی ترمیم کے مطابق اگر کوئی ڈائریکٹر، پارٹنرز اور ملازمین جو کہ کسی دوا ساز کمپنی، کارپوریشن، فرم یا اداروں میں کام کرتے ہوں اور وہ جان بوجھ کر اس قانون یا اس کے تحت وضع کردہ قواعد کی خلاف ورزی کے مرتکب پائے گئے ہوں، تو ان کے خلاف ڈرگ انسپکٹر قانونی کاروائی کا آغاز کرے گا۔

ممانعات:

I- ڈرگ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء کی دفعہ ۲۳ کے تحت کوئی بھی شخص ازخود یا کسی کے ذریعہ کسی جعلی دوائی (spurious)، نقلی دوائی (counterfeit)، غلط نشان زدہ دوائی (misbranded)، ملاوٹ شدہ دوائی (adulterated)، غیر معیاری دوائی (substandard)، استعمال کی مقررہ تاریخ گذرنے کے بعد کی دوائی (expired) اورکوئی بھی ایسی دوا جو کہ وضع کردہ قواعد کے تحت رجسٹر نہ ہوئی ہو، فروخت کیلئے پیش نہیں کرے گا۔

II- ایسی دوا، اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ بیماری کو ٹھیک کرتی ہے mitigate disease جو کہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اگر دی گئی مقدار کے مطابق لے لی جائے،

III- کوئی ایسی دوا جو کہ اس قانون اور اس کے تحت وضع کردہ قواعد کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہو،

IV- ایسی دوائی فروخت کیلئے تیار کرنا جو کہ اس کے دیے گئے قانون کے تحت نہ آتی ہو،

V- کسی پبلک پارک میں، پبلک ٹرانسپورٹ میں کسی کو دوائی بیچنے کی اجازت نہ ہوگی،

VI- کسی ایسی شے کو درآمد کرنا، فروخت کیلئے بنانا، جس سے یہ تاثر دیا جائے کہ یہ دوائی ہے، مگر حقیقت میں وہ دوائی کے زمرے میں نہ آتی ہو،

VII.- کسی دوائی کو اس کی وارنٹی کے بغیر فروخت کرنا، جس میں اس کا نام یا batch نمبر جو کہ اس کو جاری کیا گیا یا تو پاکستان مینوفیکچر ڈرگ کی طرف سے جاری شدہ ہو جس میں بنانے والے کو اس بات کی اجازت دی گئی ہو کہ وہ مطلوبہ دوا تیار کر سکتا ہے، یا ایسا نمبر درآمد دوائی کی طرف دیا گیا ہو،

VIII۔ دوائی کو غلط batch نمبر دینا،

واضح رہے کہ کوئی ایسی کمپنی یا ادارہ اوراس کے تمام ڈائریکٹر، پارٹنر، یا ملازمین، دوائیوں سے متعلق ان جرائم میں برابر کے شریک سمجھے جائیں گے۔

ڈرگ انسپکٹر کے اختیارات: ڈرگ انسپکٹر اپنے مقامی علاقہ میں لائسنس اتھارٹی کی اجازت سے کسی بھی ایسی جگہ کا معائنہ کرسکتا ہے جہاں دوائی بنائی جا چکی ہو یا جہاں دوائی بنتی ہو، جہاں دوائی بھیجی جاتی ہو، رکھی جاتی ہو یا دوائی کی نمائش ہوتی ہو،

دوائیوں سے متعلق کسی بھی ایسی جگہ یا عمارت کی تلاشی لے سکتا ہے، کسی دوائی کا نمونہ لے سکتا ہے اوراسے تجزیہ کرنے کیلئے بھیج سکتا ہے۔ ایسا معائنہ سال میں کم ازکم دو مرتبہ ضروری ہے جہاں اس بات کا احتمال ہو کہ اس میں قانون (ڈرگ ایکٹ) کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ کسی قسم کی کاروائی کے لیے جہاں کسی گواہ کی ضرورت ہو تو اس کیلئے گواہ کی موجودگی کو یقینی بنائے گا۔

وہ دوائیوں کے لین دین اور ریکارڈ سے متعلقہ تمام دستاویزی ثبوت جیسے رجسٹر، کیش میمو، بل، یا دیگر ایسی دستاویزات وغیرہ بطور ثبوت قبضہ میں لے سکتا ہے، کسی شکایت کنندہ یا درخواست گذار کی تحریری درخواست پر کاروائی کا آغاز کرسکتا ہے، دواساز کمپنیوں کو دوائی کی تیاری کے سلسلہ میں ماہرانہ مشورہ دے سکتا ہے۔ کسی قسم کی تفتیش کے سلسلہ میں امور، بیان، یا معلومات کیلئے کسی بھی متعلقہ شخص کو بلاسکتا ہے،

لیبارٹری، دوکان، سٹور، فیکٹری، گودام، جہاں دوائی تیار ہوتی ہو، سٹور کی گئی ہو، یا نمائش کیلئے رکھی گئی ہو، جہاں پر اس قانون کی خلاف ورزی ہورہی ہو، ایسی تمام جگہوں کے تالے کھلوا کر قبضہ میں لے سکتا ہے۔

ڈرگ انسپکٹر، صوبائی کوالٹی کنٹرول اتھارٹی، سنٹرل لائسنس کی اجازت سے جہاں کہیں ضروری سمجھے، اس جگہ کے انچارج کو وہاں سے دوائیوں یا کسی شے کے اٹھانے یا ہٹانے کو کہہ سکتا ہے جہاں اس قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہو۔

واضح رہے کہ قبضہ میں لینے اور تلاشی کیلئے ضابطہ فوجداری میں دیے ہوئے طریقہ کار کو عمل میں لایا جائے گا۔

شکایت اور عدالتی کارروائی: کوئی شکایت کنندہ یا شکایت گذار اپنی درخواست یا شکایت تحریری طور پر ڈرگ انسپکٹر کو بھجوائے گا اور اس میں اس قانون یا اس کے تحت وضع کیے گئے قواعد کی خلاف ورزی کی نشاندہی بھی بھیجی جائے گی۔ جس کے بعد ڈرگ انسپکٹر اس کا تجزیہ کروائے گا اور کوالٹی کنٹرول بورڈ کو بھجوائے گا اور وہاں سے مزید کسی کارروائی کے شروع ہونے کی ہدایت لے گا اور اگر کوالٹی کنٹرول بورڈ نے مناسب سمجھا تو .F.I.R کے اندراج کا حکم بھی انسپکٹر کو دے سکتی ہے جس کے بعد .F.I.R درج کرائی جائے گی اور مقدمہ کا آغاز ہوگا۔

خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں اور جرمانہ: زیر دفعہ ۲۷ ڈرگ ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء:

۱۔ جو کوئی بغیر رجسٹریشن کے از خود یا کسی کے کہنے پر کوئی جعلی دوائی تیار کرے گا، درآمد کرے گا یا برآمد کرے گا، بغیر لائسنس کے خرید و فروخت یا بنانے کا عمل کرے گا، بغیر لائسنس کے باہر سے کوئی دوائی منگوائے تو اسے کم سے کم ۳ سال اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال قید اور ایک لاکھ روپے تک جرمانے کی سزائیں ہوں گی۔

۲۔ جو کوئی از خود یا کسی اور کے ذریعہ، کسی نقلی دوائی کو برآمد کرے، بنائے، خریدے یا بیچے یا خریدار کو غلط warranty دے اور تاثر دے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مطلوبہ دوائی کا معیار اس کی دی گئی شرائط کے مطابق ہے اور یہ کہ یہ دوائی ممنوع ادویات میں شمار نہیں ہوتی۔ ایسی دوائی کی نمائش، فروخت یا ذخیرہ کرنے کی اجازت دے جس کی بوتل، ڈبے پر درج لیبل اصل میں اس دوائی کا نہ ہو جو کہ اس کے اندر موجود ہے، اور غلط warranty دے۔ کسی ایسی دوائی کو غیر رجسٹر نام پر برآمد کرے، بنائے، فروخت کرے۔ اس دوائی میں موجود اجزائے ترکیبی میں کسی ایک شے کو گھٹا دے یا نکال دے جس سے کہ اس دوائی کی تاثیر کم ہو جائے اور جس سے اس کا معیار گھٹ جائے یا ان اجزاء کی جگہ کوئی دیگر اجزاء اس میں شامل کر دے۔ ان تمام صورتوں میں ایسا کرنے والوں کو ۷ سال تک قید کی سزا اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

۳۔ جو کوئی شخص ڈرگ انسپکٹر کے اختیارات میں رکاوٹ ڈالے یا اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہ کرے تو اسے ایک سال تک قید اور دس ہزار روپے تک جرمانے کی یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

جو کوئی از خود یا کسی اور کے ذریعہ مندرجہ بالا ذیلی دفعہ (۱) (۲) اور (۳) کی خلاف ورزی کرے گا تو

اسے ۵ سال قید یا ۵۰ ہزار روپے تک کا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوں گی۔ دفعہ ۲۷ (۲) کے تحت قابل سزا جرم کے دوبارہ ارتکاب کرنے والے کو کم از کم ۲ سال قید اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال قید یا ۲ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں اور دفعہ ۲۷ (۴) کے تحت قابل سزا جرم کا دوبارہ ارتکاب کرنے پر ۷ سال تک قید یا ایک لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

ضبطی: دفعہ ۲۹ کے تحت جو کوئی ایسی ملاوٹ یا غلط دوائی کا کاروبار کرنے کا مرتکب پایا جائے گا تو ان دوائیوں کے بنانے کیلئے استعمال ہونے والی تمام اشیاء، اس کا ذخیرہ، اس کے لیے استعمال میں لائی جانے والی دیگر چیزیں، پیکٹ، اس کی مال برداری کیلئے استعمال ہونے والی گاڑیاں، وفاقی یا صوبائی حکومت اپنے قبضہ میں لے گی۔

جہاں عدالت ڈرگ انسپکٹر کی درخواست پر مطمئن ہو اور اس کی تفتیش بھی کرائی گئی ہو تو ایسی تمام ادویات کو ضبط کر لیا جائے گا اور اسے تلف کر دیا جائے گا۔

انسپکٹر اگر اس بات پر مطمئن ہو کہ ادویات کی تیاری، درآمد اور فروخت اس قانون کے تحت اور اس کے تحت وضع کردہ قواعد کے مطابق ہے تو وہ قبضہ کی ہوئی اس دوائی یا ایسی اشیاء کو واپس کر سکتا ہے۔

حدود اور تعزیرات پاکستان کے تحت چوری کی سزائیں

جو کوئی بدنیتی سے کسی شخص کے قبضے میں سے یا اس کی حفاظت میں سے اس کی رضامندی اور علم کے بغیر مال لے جائے تو اس فعل کو چوری کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔ مال سے مراد ایسی منقولہ جائیداد ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکے زمین سے پیوستہ اشیاء کو تب تک ایسے مال میں شمار نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ زمین سے الگ نہ ہوں، اسی طرح کسی شے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ میں چھپا کر رکھ دینا، بھی چوری میں شمار ہوگا، کسی کے سامان کو چوری کی نیت سے غلط جگہ روانہ کر دینا، کسی جانور کو مالک کی حفاظتی جگہ سے نکال کر لے جانا بھی چوری کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

چوری یا تو مستوجب حد ہوگی یا مستوجب تعزیر ہوگی۔

حدود کے تحت چوری کا نصاب اور اس کی سزا:

جرائم برخلاف املاک (نفاذ حدود) آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے نفاذ کے بعد چوری کو حدود کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے جس کے تحت بعض اقسام کی چوری پر مذکورہ آرڈیننس کے تحت حد کی سزا کا طلاق ہوگا۔ ایسی چوری جو مقررہ نصاب کی مالیت کے مطابق ہو اس پر حد لاگو ہوگی۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۶ کے تحت چوری کو حد کے زمرے میں لانے کیلئے ایک نصاب مقرر ہے جو کہ 4.457 گرام سونا یا اسی مالیت کی دیگر املاک ہوں گی۔ اس کیلئے یہ شرط بھی عائد کی گئی ہے کہ اگر ایک ہی جگہ سے زائد بار چوری کی جائے اور ہر دفعہ چوری شدہ املاک کی قیمت نصاب سے کم ہو تو یہ چوری مستوجب حد نہ ہوگی۔ خواہ ایسی تمام کاروائیوں میں مجموعی طور پر اس کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو گئی ہو۔

حد کو ثابت کرنے کا طریقہ کار:

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے تحت اس کا ثبوت مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک سے ہوگا؛

۱۔ ملزم ایسی چوری کا اقرار کر لے۔

۲۔ کم سے کم ۲ بالغ مسلمان مرد گواہان، اس شخص کے علاوہ جس کی چوری ہوئی ہو، جن کے متعلق تزکیہ الشہود کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عدالت کو اس بات کا قطعی اطمینان ہو کہ وہ تزکیہ الشہود پر پورا اترتے ہیں، سچی بات کہنے والے ہیں، بڑے گناہوں سے اجتناب کرنے والے ہیں، وقوعہ کے عینی شاہد کے طور پر چشم دید گواہ ہیں۔

۳۔ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو چشم دید گواہان غیر مسلم ہو سکتے ہیں، جس کا مال چوری ہوا ہے وہ خود یا اس کی طرف سے مجاز شخص کا بیان عینی شاہدوں کے بیان سے قبل قلم بند کیا جائے گا۔

جب چوری کا ارتکاب ایک سے زائد اشخاص نے کیا ہو:

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۸ کے تحت جب چوری مستوجب حد کا ارتکاب ایک سے زائد اشخاص کریں اور مسروقہ مال کی مجموعی مالیت اتنی ہو کہ اگر اسے ان لوگوں میں جو حرز میں داخل ہوئے برابر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو اتنا حصہ ملے جو نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو، تو ان تمام پر، جو حرز میں داخل ہوئے تھے، حد قائم کی جائے گی، خواہ ان میں سے ہر ایک نے مال مسروقہ یا اس کے کسی حصہ کو اٹھایا یا نہ اٹھایا ہو۔

مستوجب حد چوری کی سزا:

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۹ کے تحت ایسی چوری جو مستوجب حد ہو، کی سزا مقرر کی گئی ہے جس کے تحت:

جو کوئی پہلی دفعہ چوری کرے گا اسے دائیں ہاتھ کو کلائی کے جوڑ سے کاٹ دینے کی سزا دی جائے گی۔ جو کوئی دوسری بار چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوگا اسے اس کے بائیں پاؤں کو ٹخنے تک کاٹ دینے کی سزا دی جائے گی۔ ان سزاؤں پر عمل درآمد اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک سزا کی توثیق عدالت اپیل سے نہ کی جائے۔ اس دوران مجرم کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جائے گا گویا اسے قید کی سزا دی گئی ہو، جو کوئی تیسری بار یا اس کے بعد کسی وقت بھی، چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوگا، اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی، اور اگر عدالت اپیل مطمئن ہو کہ اس نے خلوص دل سے توبہ کی ہے تو اسے ایسی شرائط پر رہا کیا جا سکتا ہے جو عدالت عائد کرنا مناسب سمجھے۔ واضح رہے کہ عضو کاٹنے کا عمل میڈیکل آفسر انجام دے گا اور اگر میڈیکل آفسر کی رائے ہو کہ ہاتھ یا پاؤں کاٹنے کی وجہ سے مجرم کی موت واقع ہو سکتی ہے تو حد پر عمدرآمد اس وقت تک ملتوی کر دیا جائے گا جب تک موت کا خطرہ ٹل نہیں جاتا۔

کن صورتوں میں حد لاگو نہ کی جائے گی:

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۰ کے تحت جرائم برخلاف املاک کی ان صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا مثلاً جب مجرم اور جس کا مال چوری ہوا ہو آپس میں رشتہ دار ہوں، بطور

I۔ میاں بیوی،

II۔ پدری یا مادری آباؤ اجداد،

III۔ پدری یا مادری اولادیں،

IV۔ باپ یا ماں کے بھائی یا بہنیں، یا

V۔ بھائی یا بہنیں یا ان کے بچے،

VI۔ کسی مہمان نے میزبان کے گھر سے چوری کی ہو،

VII۔ کسی ملازم یا اجیر نے اپنے مالک یا آجر کے ہاں چوری کی ہو جہاں اس کو رسائی دی گئی ہو،

VIII۔ جب مسروقہ مال جنگلی گھاس، مچھلی، پرندہ، کتا، سور، نشہ آور شے، موسیقی کا آلہ ہو یا جلد خراب ہونے والی خوردنی اشیاء ہوں، جن کے خراب ہونے سے بچاؤ کا بندوبست نہ ہو،

IX۔ جب مجرم کا چوری شدہ مال میں حصہ ہو جس کی مالیت اس کا حصہ منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو،

X۔ جب کوئی قرض خواہ اپنے قرض دار کی املاک چوری کر لے، جس کی مالیت اس کو واجب الادا رقم منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو،

XI۔ جب مجرم نے کسی خوف یا بھوک پیاس کے تحت چوری کی ہو۔

حسب ذیل حالات میں عدالت حد کی بجائے تعزیر کا حکم سکتی ہے:

I۔ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۱ کے تحت جب چوری مجرم کے اعتراف سے ثابت ہو اور حد پر عمل درآمد سے قبل وہ اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے تو ایسی صورت میں مجاز عدالت دوبارہ سماعت کرنے کا حکم دے گی،

II۔ جب کوئی گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو جائے جس سے عینی گواہوں کی تعداد ایک ہو جائے،

III۔ جب حد پر عمل درآمد سے قبل وہ شخص چوری کا الزام واپس لے لے، گواہ جھوٹے ثابت ہو جائیں یا مجرم کا بایاں ہاتھ یا بایاں انگوٹھا یا بائیں ہاتھ کی کم از کم دو انگلیاں یا دایاں پاؤں موجود نہ ہوں یا بالکل ناکارہ ہوں تو ایسی تمام صورتوں میں عدالت ریکارڈ پر موجود شہادت کی بناء پر تعزیر کا حکم دے سکتی ہے۔

چوری شدہ مال کی واپسی:

دفعہ۱۲ کے تحت چوری شدہ مال کواس کی اصلی اور قابل شناخت حالت میں مالک کو واپس کر دیا جائے گا، چاہے اس مال کو ملزم نے کسی دوسرے مال سے تبدیل کرلیا ہو یا اسے کسی شخص پر بیچ دیا گیا ہو۔ واضح رہے کہ چوری کا مال خریدنے کی صورت میں اسے اس کے خریدار کے قبضے سے برآمد کر کے اصلی مالک کے حوالے کیا جائے گا۔

اگر چوری کا مال مجرم کے قبضے سے گم ہو گیا ہو، خرچ کر دیا گیا ہو تو اس کو حد کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اس مال کا معاوضہ بھی ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

تعزیرات پاکستان مجریہ۱۸۶۰ء کے تحت چوری کی اقسام اور سزائیں:

جو چوری حد کے زمرے میں نہ آئے یا جس میں کسی صورت ثبوت موجود نہ ہوں یا جس پر مذکورہ آرڈیننس کے تحت حد نافذ نہ ہو سکے تو وہ تعزیر کے زمرے میں شمار ہو گی اور چوری کے مرتکب شخص کو تعزیرات پاکستان مجریہ 1860 کی دفعہ ۳۷۹ کے تحت چوری کی سزا دی جائے گی، جس کے تحت چوری کے مرتکب شخص کو تین سال قید یا جرمانے کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

رہائشی مکان یا عمارت وغیرہ میں چوری:

تعزیرات پاکستان مجریہ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۳۸۰ کے تحت رہائشی مکان، عمارت یا خیمہ، کشتی جو انسان کی رہائش یا مال کی حفاظت کے کام میں آتی ہو، وغیرہ سے چوری کی صورت میں ایسے شخص کو ۷ سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

کلرک یا ملازم کے مالک کے مقبوضہ مال کی چوری:

دفعہ۳۸۱ کے تحت جو ملازم یا کلرک اپنے مالک کے قبضے سے مال چرا لے تو اس کو ۷ سال تک قید اور جرمانہ کی سزائیں ہو سکتی ہیں۔

موٹرکار یا دوسری گاڑیوں کی چوری:

دفعہ 381-A کے تحت جو کوئی موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹر یا ٹریکٹر وغیرہ کی چوری کا مرتکب پایا جائے تو اسے چوری شدہ گاڑی کی قیمت کے برابر جرمانہ اور ۷ سال تک قید ہو سکتی ہے۔

چوری کے لئے کسی کو ہلاک کرنے یا مزاحمت یا ضرب پہنچانے کا اقدام:

دفعہ 382 کی رو سے جو کوئی سرقے کے ارتکاب کے لیے یا ارتکاب کے بعد اپنے بھاگ جانے کے لیے یا اس مال کو اپنے پاس رکھنے کے لیے کسی شخص کی ہلاکت یا ضرب یا مزاحمت یا اس کا خوف دلاتے ہوئے سرقے کا ارتکاب کرے گا تو اسے دس برس تک کے لیے قید سخت کی سزا دی جائے گی۔

شادیوں میں مسرفانہ اخراجات کی ممانعت
کا قانون عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے تناظر میں

شادی بیاہ کی غیرضروری مسرفانہ رسوم نے نہ صرف غریب اور نچلے طبقے کے لوگوں کو بلکہ سفید پوش متوسط طبقے کے والدین کو بھی مالی الجھن میں مبتلا کیا ہے۔ جہیز کی با قاعدہ نمائش اور ایک دوسرے سے بڑھ کر جہیز دینے کی دوڑ کے علاوہ مائیو، مہندی وغیرہ کی رسومات اور مہمانوں کی خاطر تواضع پر اٹھنے والے اخراجات کے بوجھ تلے غریب اور نچلے طبقے کے لوگ بری طرح سے پس رہے ہیں۔ اسلئے حکومت نے ان رسوم کو مختلف قوانین کے ذریعے منضبط کرتے ہوئے نہ صرف جہیز اور عروسی تحائف پر تحدید کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء Dowery and Bridal Gifts(Restriction)Act,1976 کے ذریعے غیرضروری جہیز اور تحائف پر پابندی لگا کر خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے قید اور جرمانے کی سزائیں مقرر کی ہیں بلکہ شادیوں کی تقاریب میں نام ونمود اور مسرفانہ اخراجات کی ممانعت کے قانون مجریہ ۲۰۰۰ء (The Marriage Functions Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses)Ordinance, 2000) کے ذریعے شادی کی تقاریب اور متعلقہ رسوم کے دوران غیرضروری چراغاں کرنے، آتشبازی کرنے، پٹاخے وغیرہ چلانے اور کلبوں، ہوٹلوں، ریستورانوں، شادی ہالوں، کمیونٹی سینٹروں وغیرہ میں کھانوں کے ذریعے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے جسے حکومت پنجاب نے شادی کی تقاریب میں نام ونمود اور مسرفانہ اخراجات کی ممانعت کے قانون مجریہ ۲۰۰۳ء (The Marriage Functions Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expemses)Act, 2003) کے ذریعے کلبوں، ہوٹلوں، ریستورانوں اور شادی ہالوں وغیرہ میں ۳۰۰ افراد کو ون ڈش کھلانے کی اجازت دیکر عملاً بے اثر کردیا تھا۔

مذکورہ بالا دونوں قوانین کو کالعدم قرار دینے کیلئے انھیں آئین کے آرٹیکل ۱۸۴(۳) کے تحت عدالت عظمیٰ میں چیلنج کیا گیا تھا کیونکہ درخواست گزاروں کے نزدیک قانون ساز اداروں نے ان قوانین کی تشکیل کے ذریعے ولیمے پر کلی یا جزوی پابندی عائد کرتے ہوئے صریح سنت نبوی کی خلاف ورزی اور اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ درخواست گزاروں کی طرف سے یہ بھی موقف اختیار کیا گیا تھا کہ ولیمہ سنت ہونے کی وجہ سے وجوبیت کا درجہ

رکھتی ہے جس پر نہ تو کوئی پابندی عائد کی جاسکتی ہے اور نہ اس پر اٹھنے والے اخراجات اسراف کے زمرے میں آتے ہیں، اسلئے ولیمے کو ایک ڈش تک اور مہمانوں کو ۳۰۰ افراد تک محدود کرنا بھی خلاف سنت ہے جبکہ اس پابندی سے بلا واسطہ اور بالواسطہ مختلف طرح کے لوگوں جیسے ٹینٹ، دریاں، کرسیاں اور برتن وغیرہ فراہم کرنے والوں کے کاروبار پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مزید براں یہ قوانین نا قابل عمل ہونے کی وجہ سے غیر ضروری بھی ہیں۔ درخواست گزاروں نے ان قوانین کو آئین کے آرٹیکل ۱۸ اور آرٹیکل ۲۵ سے بھی متصادم قرار دیا ہے۔

عدالت عظمیٰ نے اس معاملے کی عوامی اہمیت کے پیش نظر اور خصوصاً ایک صوبائی قانون اور مرکزی قانون میں موجود تناقض جیسے اہم مسئلے کو نمٹانے کے لئے ۵ نومبر ۲۰۰۴ء کو مقدمہ چودھری محمد صدیق بنام حکومت پاکستان میں اس ضمن میں پیش کی گئی آئینی درخواستوں پر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے قرار دیا کہ شادی کے موقع پر اپنی استطاعت کے مطابق ولیمہ دینے کا رواج جو کہ لڑکے والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے عرب معاشرے میں پہلے سے موجود تھا جو حضورﷺ نے بھی پسند اور اختیار فرمایا۔ اس لئے شادی کے موقع پر اپنی استطاعت کے مطابق قرب و جوار کے لوگوں کو ولیمہ دینا چاہئے تاہم ہمارے موجودہ معاشرے میں ولیمہ اور شادی کی دیگر تقریبات نام ونمود اور مال و دولت کی نمائش کا ذریعہ بن گئی ہیں کیونکہ دولت مند لوگ بارات ولیمے اور متعلقہ دیگر تقریبات میں بے تحاشا پیسہ خرچ کرتے ہیں جو کہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے جسے قرآن مجید نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ عدالت عظمیٰ نے اس ضمن میں ولیمے سے متعلق متعدد روایات کو بھی استدلال میں پیش کیا ہے جن سے ایسے موقع پر بے جا اسراف اور نمود ونمائش کی حوصلہ شکنی کا درس ملتا ہے جبکہ اس وقت شادی بیاہ کی تقاریب پر بے تحاشا پیسہ خرچ کرنے سے معاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں جو خطرناک نتائج اور معاشرتی عدم مساوات کا باعث بن رہی ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے اس ضمن میں متعدد ان قوانین کا بھی حوالہ دیا ہے جو غمی خوشی اور دیگر ایسی تقریبات میں کھانوں پر اٹھنے والے بے جا اخراجات پر قابو پانے کیلئے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۸ء تک نافذ العمل رہے ہیں اور جنکے تسلسل میں مذکورہ بالا قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے درخواست گزاروں کے وکیل کی اس بات کو غلط قرار دیا کہ آرڈیننس II مجریہ ۲۰۰۰ء کے ذریعے ولیمے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ اس قانون کے ذریعے شادی کی تقریب کے انعقاد یا ولیمہ دینے پر پابندی عائد نہیں کی گئی ہے بلکہ جس چیز پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ اسراف اور دولت کی بے جا نمائش ہے اور یہ پابندی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اسلام نے سادگی اپنانے پر بہت زور دیا ہے۔ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شادی بیاہ کی رسوم کو سادہ طریقے سے منانے کیلئے اقدامات کرے جیسے عقد نکاح کی تقریب آبادی کے مساجد میں منعقد کرنے کا اہتمام کرنا تاکہ معاشرہ ان رسوم کی ادائیگی کے سلسلے میں بے جا تکلیف اور تنگی میں مبتلا نہ ہو۔ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ آرڈیننس II

مجریہ ۲۰۰۰ء شادی کی تقاریب میں اسراف اور نام ونمود کی نمائش کو منع کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے جو معاشرے کو مجموعی طور پر اس نیک کام پر امادہ کرنے اور بے جا اسراف کے رجحانات کی بیخ کنی کیلئے ایک اہم قدم ہے تاکہ اسطرح معاشرے کے غریب طبقے کو ایسے مواقع پر بے جا اخراجات کے غیر ضروری بوجھ سے بچایا جاسکے۔

ہمارے ملک میں شادی بیاہ کے مواقع پر رواج پذیر استحصال پر مبنی ان رسوم اور ان سے جنم لینے والی معاشرتی برائیوں نے نہ صرف غریب عوام کے مصائب میں اضافہ کیا ہے بلکہ خود انکی بقاء کو بھی خطرات سے دوچار کیا ہے۔ رواج کے مطابق جہیز کے سامان کی مہمانوں کے سامنے باقاعدہ نمائش کی جاتی ہے تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ اسکے والدین اور دولہا کے والدین نے دلہن کو کیا کچھ دیا ہے بلکہ اب تو باقاعدہ جہیز کا لین دین اور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ان مسرفانہ اخراجات کے بوجھ تلے نچلے اور غریب طبقے کے لوگ بری طرح پس رہے ہیں۔ لہذا کوئی بھی مہذب معاشرہ معاشرتی اقدار کے منافی ان چیزوں کی اجازت نہیں دے سکتا اور ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ اتنی قربانیاں دے کر الگ ریاست کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کے مسلمان اپنی زندگی قرآن وسنت میں دی ہوئی تعلیمات کے مطابق بسر کرسکیں۔ ملکی آئین میں بھی ایسی دفعات موجود ہیں جنکی رو سے ریاست معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی کیلئے اقدامات اٹھانے کی پابند ہے۔ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ مشترکہ فہرست قانون سازی (Concurrent Legislative List) کے آئٹم نمبر ۵ کی رو سے ولیمہ کے موضوع پر قانون سازی کی مجاز ہونے کی وجہ سے وفاقی حکومت کا وضع کیا ہوا آرڈیننس II مجریہ ۲۰۰۰ء درست اور نافذ العمل ہے کیونکہ اسے نہ تو واپس لیا گیا ہے نہ اس میں کوئی ترمیم کی گئی ہے اور نہ اسی عدالت نے اسے کالعدم قرار دیا گیا ہے، جبکہ حکومت پنجاب آئین کے آرٹیکل ۱۴۳ کی رو سے اس موضوع پر مذکورہ قانون سے متصادم کوئی قانون وضع کرنے کی مجاز نہیں تھی، اسلئے اسی موضوع پر حکومت پنجاب کا وضع کردہ قانون نمبر (v) مجریہ ۲۰۰۳ء وفاقی حکومت کے مذکورہ قانون نمبر II مجریہ ۲۰۰۰ء اور آئین کی روح سے متصادم ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے۔ علاوہ ازیں ایک ہی موضوع پر وفاقی قانون ساز ادارے اور صوبائی قانون ساز ادارے کے دو متصادم قوانین وفاق کی روح کے منافی ہیں۔ چونکہ آئین کے آرٹیکل ۱۴۳ کے تحت وفاقی قانون کو فوقیت حاصل ہے اسلئے صوبائی اسمبلی کے بنائے ہوئے قانون یعنی ایکٹ نمبر (v) مجریہ ۲۰۰۳ء کو بلا اختیار (Urtra Viries) ہونے کی وجہ سے کالعدم کیا جاتا ہے۔ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ آرڈیننس نمبر II مجریہ ۲۰۰۰ء پورے ملک میں نافذ العمل ہے اور شادی بیاہ کی تقریبات میں مہمانوں کی خاطر تواضع اس قانون کی دفعات ۴، ۵ کے مطابق کی جائے گی۔ اس قانون کی رو سے شادی بیاہ کی تقریبات کو جن میں نکاح، رخصتی، ولیمہ، مہندی وغیرہ شامل ہیں حسب ذیل احکام کا پابند کیا گیا ہے۔

چراغاں وغیرہ کرنے اور پٹاخے چلانے پر پابندی

اس قانون کی دفعہ۳ کی رو سے کوئی بھی فرد اپنی یا کسی اور فرد کی شادی کی تقریب میں اپنے ذاتی مکان یا کسی بھی دیگر مکان یا عمارت یا اسکی ملحقہ جگہ کو مزین کرنے کے لئے روشنیوں اور چراغاں کا اہتمام نہیں کرے گا۔ اسی طرح ایسا فرد پٹاخے یا کوئی دوسرا دھماکہ خیز مواد یا آتشین اسلحہ بھی استعمال نہیں کرے گا اور نہ کسی کو اسکی اجازت دے گا اور نہ آتش بازی وغیرہ کا مظاہرہ کرے گا اور نہ اسکی اجازت دے

گا۔ تاہم اس مکان یا جگہ میں جہاں شادی کی تقریب منعقد ہو رہی ہو اتنی روشنی کا اہتمام کرنا منع نہیں ہوگا جو عام طور پر ضروری ہو۔

شادی کی تقاریب میں مسرفانہ اخراجات پر پابندی

دفعہ۴ کی رو سے کوئی بھی فرد اپنی یا کسی اور فرد کی شادی کی تقریب میں موجود افراد کی خاطر تواضع کسی کلب، ہوٹل، ریستوران، شادی ہال، کیمونٹی سنٹر یا کسی اور ایسی جگہ پر سادہ گرم یا ٹھنڈی مشروبات کے ماسوا کھانوں یا اور خوردنی چیزوں سے نہیں کرے گا اور نہ اسکی اجازت دے گا۔ تاہم مذکورہ پابندی کا اطلاق اس کھانے پر نہیں ہوگا جو گھر کے اندر خاندان کے افراد یا گھریلو مہمانوں کو کھلایا جاتا ہے۔

ہوٹلوں اور ریستورانوں پر بعض پابندیاں

دفعہ۵ کی رو سے جس ہوٹل، ریستوران، شادی ہال، کیمونٹی سنٹر یا کلب وغیرہ میں شادی کی تقریب منعقد ہو رہی ہو اس کا مالک یا منتظم یا کھانے پینے کا انتظام کرنے والا فرد (caterer) تقریب میں موجود افراد کی خاطر تواضع سادہ گرم یا ٹھنڈے مشروبات کے ماسوا کھانوں یا دیگر خوردنی چیزوں سے نہیں کرے گا اور نہ اسکی اجازت دے گا۔

سزائیں

دفعہ۶ کی رو سے جو بھی فرد دفعہ ۳، ۴ یا ۵ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے ایک ماہ تک قید سادہ یا کم از کم ایک لاکھ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

جرائم کی سماعت

دفعہ ۷ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت مذکور جرائم ناقابل دست اندازی پولیس ہونگے اور کوئی بھی عدالت ایسے کسی جرم کی سماعت صرف اس آفیسر یا ایجنسی کی تحریری شکایت پر کر سکتی ہے جو وفاقی یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اس مقصد کیلئے مقرر کی گئی ہو۔ اس آرڈیننس کے تحت کسی جرم کی سماعت درجہ اول مجسٹریٹ سے کم رتبے کی عدالت نہیں کر سکتی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۲ میں موجود کسی بھی حکم کے باوجود درجہ اول مجسٹریٹ اس آرڈیننس کے تحت جائز کسی بھی سزا کا حکم دینے کا مجاز ہے خواہ وہ مذکورہ دفعہ ۳۲ کے تحت اسکے اختیارات سے ماوریٰ کیوں نہ ہو۔ اس سلسلے میں دارالخلافہ اسلام آباد کے علاقے میں ایسی شکایات کے اندراج کے لئے نوٹیفکیشن نمبر ۳ (۲۰۹) لاء۔ ۲۰۰۰ء مورخہ ۱۹ فروری ۲۰۰۰ء کے ذریعے چیف کمشنر اسلام آباد کی طرف سے تین آفیسروں یعنی (۱) اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) (۲) ڈسٹرکٹ اٹارنی اور (۳) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (لوکل گورنمنٹ) کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں ۲۷ جنوری ۲۰۰۰ء کو گورنر کی طرف سے نوٹیفکیشن کے ذریعے ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کا اور بلوچستان میں ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء کو اسی طرح ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے متعلقہ پولیس تھانے کے ایس۔ ایچ۔ او اور تحصیل دار و نائب تحصیل دار کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔

قانون برائے تنسیخ نکاح وخلع

شریعت اور قانون نے ناگزیر حالات میں مرد کو طلاق کا حق دیا ہے۔ اسی طرح عورت بھی شرعی یا قانونی طور پر قابل قبول کسی عذر کی بنیاد پر عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کر سکتی ہے، جس کے لئے وہ عائلی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کرے گی۔ عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء (The Family Courts Act, 1964) کی دفعہ ۵ کے تحت عائلی عدالتوں کو مذکورہ قانون کے شیڈول میں مندرج تنازعات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ تنسیخ نکاح کا دعویٰ قانون تنسیخ نکاح مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء (The Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939) کی دفعہ ۲ میں مذکور حسب ذیل وجوہات میں سے کسی ایک یا زیادہ کی بنیاد پر دائر کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) اس کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو۔ تاہم اس بنیاد پر حاصل کردہ ڈگری اس کی اجراء کے بعد چھ ماہ تک موثر نہیں ہوگی اور اس دوران اگر وہ خود یا اس کا مجاز نمائندہ حاضر عدالت ہو کر یہ اطمینان دلا دے کہ وہ اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے کیلئے تیار ہے تو عدالت مذکورہ ڈگری کو منسوخ کردے گی۔

(۲) شوہر نے دو سال تک اس کو نفقہ دینے سے صرف نظر کیا ہو یا فراہمی نفقہ سے غفلت برتی ہو۔

(۲) شوہر نے مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے احکام کے برخلاف دوسری شادی رچائی ہو۔

(۳) شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ عرصے کیلئے سزائے قید ہوگئی ہو تاہم اس بنیاد پر ڈگری اس وقت تک جاری نہیں کی جائے گی جب تک اس کو حتمی سزا نہ ہوگئی ہو۔ یعنی اپیل وغیرہ میں سزا برقرار رہی ہو۔

(۴) شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے تین سال تک ازدواجی حقوق کی ادائیگی میں ناکام رہا ہو۔

(۵) شوہر شادی کے وقت سے قوت مردانگی سے محروم چلا آرہا ہو تاہم شوہر کی درخواست پر عدالت ڈگری کی اجراء سے پہلے اسے اسکی درخواست پر ایک سال کی مہلت دے گی جس دوران اسے عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا کہ اب وہ نامرد نہیں رہا ہے۔

(۶) شوہر دو سال کے عرصہ سے جنون یا جزام کا مریض ہو یا کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو۔

(۷) اس کی شادی اس کے باپ یا کسی دیگر سرپرست کی ایماء پر سولہ سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل ہوئی ہو اور اس نے یہ شادی اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے رد کر دی ہو بشرطیکہ ان کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا ہو۔

خلع کے مطالبے کی صورت میں اگر شوہر بدل خلع لے کر بیوی کو اپنی زوجیت سے آزاد کرنے پر آمادہ نہ ہو تو وہ اس کے خلاف تنسیخ نکاح بر بنائے خلع کا دعویٰ دائر کرسکتی ہے۔ عدالت پہلے فریقین میں مصالحت کی کوشش کرے گی مگر اگر مصالحت نہ ہو سکے تو مزید کسی کاروائی کے بغیر فوری طور پر تنسیخ نکاح کی ڈگری صادر کرے گی۔ خلع کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی صورت میں عدالت عورت سے مہر واپس لے کر شوہر کو دلائے گی۔

خلع اور بدل خلع کے تعین کا فیصلہ عدالت حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتی ہے۔ اس لئے تنسیخ نکاح بر بنائے خلع کے دعوے کے باوجود اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ بیوی شوہر کے ظالمانہ رویے کی وجہ سے خلع لینے پر مجبور ہوئی ہے تو وہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ خلع کی بنیاد پر نہیں بلکہ شوہر کے ظالمانہ روئے کی بنیاد پر کرے گی۔ یعنی اگر قصور مرد کا پایا جائے تو عدالت بلا معاوضہ تفریق کا فیصلہ کرے گی۔

جرم اغوا کی قسمیں اور انکی سزا

انسانی جسم کے خلاف سرزد ہونے والے جرائم میں سے ایک اغوا بھی ہے جس کا ارتکاب عموماً کسی مالی مفاد یا کسی دوسرے جرم کے ارتکاب کے لئے کیا جاتا ہے۔ کسی فرد کو اسکی مرضی کے بغیر کسی جگہ سے لے جانے کو اغوا کہتے ہیں۔ تعزیرات پاکستان میں اس جرم کی حسب ذیل دو قسمیں ذکر کی گئی ہیں:

(ا) لے بھاگنا یا اغوا کرنا (Kidnapping) اور

(ب) بھگا لے جانا یا اغوا بالجبر (Abduction)

(ا) لے بھاگنا یا اغوا کرنا (Kidnapping)

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۵۹ کی رو سے کسی شخص کو لے بھاگنے یا اغوا کرنے کی بھی حسب ذیل دو صورتیں ہیں:۔

(ا) کسی کو پاکستان سے لے بھاگنا (Kindapping from Pakistan) اور

(۲) کسی کو جائز ولائت سے لے بھاگنا (Kindapping from Lawful Guardianship)

(ا) کسی کو پاکستان سے لے بھاگنا:

دفعہ ۳۶۰ کی رو سے کسی کو پاکستان سے لے بھاگنے یا اغوا کرنے کے جرم کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو اس کی یا کسی دیگر مجاز شخص کی رضامندی کے بغیر اغوا کر کے پاکستان کی حدود سے باہر لے جایا گیا ہو۔ اس جرم کا ارتکاب جرم کے شکار شخص کی رضامندی کے بغیر بجبر بھی کیا جاسکتا ہے اور جھوٹی یقین دہانیوں کے ذریعے اسکی رضامندی حاصل کر کے بھی۔ کسی شخص کو مزدوری وغیرہ کے بہانے بیرون ملک لے جانا جب کہ اصل مقصد اسے بطور غلام وغیرہ فروخت کرنا ہو یا کسی ایک کام کے بہانے لے جا کر کسی دوسرے کام پر لگانا اس دفعہ کے تحت قابل تعزیر جرم ہوگا۔

(۲) کسی کو جائز ولایت سے لے بھاگنا:

دفعہ ۳۶۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی ۱۴ سال سے کم عمر کے نابالغ لڑکے یا ۱۶ سال سے کم عمر کی نابالغ لڑکی یا فاتر العقل شخص کو اسکے قانونی ولی کی حفاظت سے اسکی مرضی کے بغیر لے جائے یا ترغیب دے تو اسے جائز ولایت سے لے بھاگنا کہا جائے گا تاہم اس دفعہ کا اطلاق کسی ایسے فعل پر نہیں ہوگا جس کا ارتکاب کوئی شخص نیک نیتی سے خود کو کسی بچے کا باپ یا اسکی جائز تحویل کا مستحق باور کرتے ہوئے کرے سوائے اسکے کہ اس کا ارتکاب کسی غیر اخلاقی یا ناجائز غرض سے کیا گیا ہو۔

کسی شخص کو بیرون ملک لے بھاگنا یا اغوا کرنا یا کسی بچے یا فاتر العقل شخص کو کسی کی جائز ولایت سے اغوا کرنا چونکہ ایک مستقل جرم ہے اسلئے اس جرم کے متحقق ہونے کے لئے اغوا کئے جانے والے بچے یا فاتر العقل شخص کی رضامندی یا ذہنی رجحان یا مجرم کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہ جرم جرم ہی ہوگا خواہ مجرم کی نیت کتنی ہی پاکیزہ کیوں نہ ہو۔ اسی طرح کسی شخص کو ملکی حدود سے باہر لے بھاگنے یا اغوا کرنے کی صورت میں جرم کی تشکیل کے لئے یہ کافی ہے کہ ایسے شخص کو اسکی مرضی کے خلاف جبراً یا دھوکے سے ملکی حدود سے باہر لے جایا گیا ہو۔

اغوا کی یہ دونوں قسمیں بعض صورتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ غلط ملط ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کسی نابالغ بچے کو بیرون ملک بھی اغوا کیا جا سکتا ہے اور اسے کسی کی جائز ولایت سے بھی اغوا کیا جا سکتا ہے۔

لے بھاگنے یا اغوا کرنے کی سزا:

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کسی فرد کو بیرون ملک اغوا کرنا یا کسی بچے یا فاتر العقل شخص کو کسی کی جائز ولایت سے اغوا کرنا بذات خود ایک جرم ہے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۶۳ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو پاکستان سے باہر یا کسی کی جائز ولایت سے لے بھاگے گا تو اسے سات سال تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جا سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(ب) بھگا لے جانا یا اغوا بالجبر (Abduction):

دفعہ ۳۶۲ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو بالجبر کسی جگہ سے جانے کیلئے مجبور کرے یا فریبانہ طریقوں سے اسکی تحریک کرے تو اسے بھگا لے جانا یا اغوا بالجبر کہا جائے گا۔ دفعہ ہذا کے مطابق اس جرم کی تشکیل کیلئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو بھگا لے جانے کیلئے جبر کیا گیا ہو یا پھر اسے دھوکے وفریب سے اسکی ترغیب دی گئی ہو۔

اغوا بالجبر کی صورت میں اس جرم کا شکار کوئی بھی اور کسی بھی عمر کا فرد ہوسکتا ہے تاہم اغوا کا یہ فعل چونکہ تائیدی نوعیت کا ہے اسلئے محض یہ فعل بزاتِ خود تعزیرات پاکستان کے تحت قابل تعزیر نہیں ہے۔ اسے قابل تعزیر جرم قرار دئے جانے کیلئے ضروری ہے کہ اغوا کا یہ فعل مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات ۳۶۴، ۳۶۴۔اے، ۳۶۵، ۳۶۵-اے، ۳۶۶۔بی، ۳۶۷، ۳۶۸اور ۳۶۹ میں دئے ہوئے کسی جرم کے ارتکاب کی نیت سے کیا گیا ہو۔ ان دفعات میں مذکور جرائم کی مناسبت سے اغوا یا اغوا بالجبر کی مختلف سزائیں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) قتل کی نیت سے اغوا یا اغوا بالجبر کی سزا:

دفعہ ۳۶۴ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اسلئے اغوا کرلے کہ اسے قتل کر دیا جائے یا اسے قتل ہونے کے خطرہ میں ڈالا جائے تو اسے عمر قید یا دس سال تک کیلئے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۲) قتل یا شہوت رانی وغیرہ کی نیت سے ۱۴سال سے کم عمر کے بچے کو اغوا کرنے کی سزا:

دفعہ ۳۶۴۔اے کی رو سے جو کوئی کسی ۱۴سال سے کم عمر کے بچے کو اس لئے اغوا کرلے کہ اسے قتل کیا جائے یا اسے ضرب شدید پہنچائی جائے یا غلام بنایا جائے یا کسی شخص کی شہوت رانی کیلئے استعمال کیا جائے یا اسے ایسے خطرات میں ڈالا جائے تو ایسے شخص کو سزائے موت یا عمر قید یا اتنی مدت کیلئے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد چودہ سال تک ہوسکتی ہے اور جو سات سال سے کم نہیں ہوگی۔

(۳) کسی کو حبس بیجا میں رکھنے کی نیت سے اغوا کرنے کی سزا:

دفعہ ۳۶۵ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو حبس بے جا میں رکھنے کی نیت سے اغوا کرلے تو اسے سات سال تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جاسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۴) اغوا برائے تاوان:

دفعہ ۳۶۵۔اے کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو اس غرض سے لے بھاگے یا بھگا لے جائے تاکہ اس سے یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص سے کسی مال منقولہ یا غیر منقولہ یا کفالت المال کا استحصال بالجبر کیا جائے

یا کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ اغوا کیے گئے شخص کی رہائی حاصل کرنے کیلئے کسی دیگر مطالبہ کو، خواہ وہ نقد رقم کی صورت میں ہو یا بصورت دیگر، پورا کرے تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ ضبطی جائیداد کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۵) نابالغ لڑکی کی دلالی کی سزا:

دفعہ ۳۶۶-اے کی رو سے جو کوئی شخص کسی بھی طریقے سے ۱۸ سال سے کم عمر کی کسی لڑکی کو اس نیت سے یا اس احتمال کے ساتھ کسی جگہ سے چلے جانے کے لئے یا کوئی فعل کرنے کے لئے پھسلائے کہ مذکورہ لڑکی کو کسی مرد سے ناجائز تعلق کے لیے مجبور کیا جائے گا یا پھسلایا جائے گا، تو وہ کسی بھی قسم کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد ۱۰ برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۶) غیر ملک سے لڑکی کی فراہمی کی سزا:

دفعہ ۳۶۶-بی کی رو سے جو کوئی شخص بیرون ملک سے ۲۱ سال سے کم عمر کی لڑکی کو اس نیت سے یا اس احتمال کے ساتھ پاکستان میں لائے گا کہ اسے کسی اور مرد سے ناجائز تعلق کے لئے مجبور کیا جائے گا یا پھسلایا جائے گا تو اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جس کی میعاد ۱۰ برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۷) کسی کو ضرب شدید پہنچانے یا غلام بنانے کے لئے اغوا کرنے کی سزا:

دفعہ ۳۶۷ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو اس لئے لے بھاگے یا بھگا لے جائے کہ اسے ضرب شدید پہنچایا جائے یا غلام بنایا جائے یا اسے ایسی حالت میں رکھے کہ اسے ضرب شدید اٹھانے یا غلام بنائے جانے کا خطرہ یا احتمال ہو تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جس کی میعاد ۱۰ برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۸) اغوا کیے گئے شخص کو ناجائز طور پر چھپانے یا محبوس رکھنے کی سزا:

دفعہ ۳۶۸ کی رو سے جو کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ کسی شخص کو لے بھاگا یا بھگا لے جایا گیا ہے، اسے ناجائز طور پر چھپائے گا یا محبوس رکھے گا تو اسے اسی طرح سزا دی جائے گی گویا وہ خود اسی نیت یا علم یا غرض سے اس شخص کو لے بھاگا ہے یا بھگا لے گیا ہے جس کے لئے اس نے اس شخص کو چھپایا یا محبوس رکھا۔

(۹) دس برس سے کم عمر کے بچے کو اس کے جسم سے چوری کی نیت سے اغوا کرنے کی سزا:

دفعہ ۳۶۹ کی رو سے کوئی شخص کسی بچے کو جس کی عمر ۱۰ برس سے کم ہو اس نیت سے لے بھاگے یا بھگا لے جائے کہ کوئی مال منقولہ اس کے جسم سے بد دیانتی سے اتار لے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جس کی میعاد سات برس تک ہو سکتی ہے۔

(۱۰) کسی عورت کو نکاح وغیرہ پر مجبور کرنے کیلئے اغوا کرنے کی سزا:

نفاذ حدود (حد زنا) آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۱۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی عورت کو اس ارادے سے یا یہ جانتے ہوئے لے بھاگے یا اغوا کر لے کہ اسے اسکی مرضی کے خلاف کسی شخص کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا یا اسے ناجائز تعلق پر مجبور کیا جائے گا یا پھسلایا جائے گا تو اسے عمر قید اور زیادہ سے زیادہ ۳۰ کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح جو کوئی بھی مجموعہ تعزیرات پاکستان میں تعریف کردہ تخویف مجرمانہ کے ذریعے یا اختیار کے بے جا استعمال یا دباؤ یا کسی دوسرے ذریعے سے کسی عورت کو کسی جگہ سے لے جانے کیلئے اس ارادے سے یا یہ جانتے ہوئے ترغیب دے کہ اسے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز تعلق پر مجبور کیا جائے گا یا پھسلایا جائے گا تو وہ بھی مذکورہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

قانون ولایت بچگان

نابالغ اور فاتر العقل افراد ذہنی اور جسمانی صلاحیت اور عقل وشعور کے فقدان کی وجہ سے اپنے مفادات کی حفاظت کرنے سے معذور ہوتے ہیں۔ اگرچہ اسلامی شخصی قانون کے مطابق نابالغ بچے کی حضانت کی قانونی حق دار اسکی ماں، نانی یا دوسرے مادری رشتہ دار ہوتے ہیں تاہم ماں وغیرہ کی حضانت میں ہوتے ہوئے بھی انکی ذات اور مال و جائیداد کی حفاظت اور دیکھ بھال از روئے قانون اسکے ولی کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ بچے کی ذات یا جائیداد کی ولایت کے قانونی حقدار اسکے پدری رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اسلامی شخصی قانون کی رو سے بچے کی ذات یا جائیداد کی ولایت کا پہلا قانونی حقدار اسکا باپ ہوتا ہے۔ پھر اس کا وصی پھر دادا اور پھر اسکا وصی۔ ایسے کسی ولی کی عدم موجودگی کی صورت میں بطور ولی کسی دیگر شخص کا تقرر قانون ولیان وبچگان مجریہ ۱۸۹۰ء (The Guardians and Wards Act, 1890) کے تحت عمل میں لایا جاتا ہے۔

بچے کی ذات یا جائیداد کیلئے ولی کا تقرر

قانون ولیان وبچگان کی دفعہ ۷ کی رو سے اگر عدالت کی اطمینان کے مطابق کسی بچے کے مفاد کیلئے ضروری ہو تو وہ اسکی ذات یا جائیداد یا دونوں کی حفاظت کیلئے کسی بھی شخص کو اسکا ولی مقرر کرنے کا حکم جاری کرے گی جسکے نتیجے میں ہر ایسا ولی جسکی تعیناتی کسی وصیت یا دیگر ایسی کسی دستاویز یا عدالتی حکم کے تحت نہ ہوئی ہو برطرف تصور ہوگا۔ وصیت یا عدالتی حکم کے تحت تعیناتی کی صورت میں اس کی جگہ عدالت اس وقت تک کسی اور ولی کے تقرر کے احکامات جاری نہیں کرے گی جب تک ایسے مقرر کئے جانے والے ولی کے اختیارات اس قانون کے تحت ختم نہ ہوئے ہوں۔ دفعہ ۸ کی رو سے عدالت مذکورہ دفعے کے تحت حکم کا اجراء صرف حسب ذیل افراد کی درخواست پر کرے گی:

(الف) ہر وہ شخص جو بچے کی ولایت کا خواہش مند یا دعویدار ہو۔

(ب) بچے کا کوئی رشتہ دار یا دوست

(ج) اس ضلع یا علاقے کا کلکٹر جسکے حدود اختیار میں بچہ رہائش پزیر ہو یا اسکی جائیداد واقع ہو۔

(د) کلکٹر جسے بچے پر کسی طبقے (class) سے متعلق ہونے کی وجہ سے ایسا اختیار حاصل ہو۔

دفعہ ۹ کی رو سے بچے کی ذات کی ولایت سے متعلق درخواست اس متعلقہ عدالت میں دائر کی جائے گی جس

کی حدود اختیار میں بچہ رہائش پزیر ہو۔ تاہم بچے کی جائیداد کی ولایت سے متعلق درخواست ہر اس عدالت میں دائر کی جا سکتی ہے جسکی حدود اختیار میں بچہ رہائش پزیر ہو یا اسکی جائیداد ہو۔ دفعہ ۱۵ کی رو سے عدالت بچے کی ذات اور جائیداد کی دیکھ بھال کیلئے اور اسی طرح بچہ ایک سے زیادہ جائیدادوں کا مالک ہونے کی صورت میں اگر عدالت مناسب سمجھے تو کسی ایک یا زیادہ جائیدادوں کیلئے الگ ولی مقرر کر سکتی ہے۔ دفعہ ۱۷ کی رو سے کسی بچے کا ولی مقرر کرتے وقت عدالت بچے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکی بہبود کا خیال رکھے گی جس میں بچے کی عمر، جنس اور مذہب کے علاوہ مجوزہ ولی کی اخلاقی و مالی حیثیت، بچے کے ساتھ اسکی رشتہ داری کی قربت اور اسکے ساتھ اسکا موجودہ یا سابقہ تعلق اور فوت شدہ والدین کی خواہش کو بھی مدنظر رکھے گی۔ اسی طرح اگر وہ کسی فریق کو ترجیح دینے کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو اسکی ترجیحی رائے پر بھی غور کرے گی۔ تاہم دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت مجاز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کو کسی بچے کی ایسی جائیداد کا ولی مقرر کرے یا اس کا اعلان کرے جو کورٹ آف وارڈز (court of wards) کی نگرانی میں ہو اور نہ حسب ذیل صورتوں میں کسی کو کسی بچے کے ذات کی نگرانی کیلئے ولی مقرر کر سکتی ہے۔

(ا) بچی شادی شدہ ہو جسکا شوہر عدالت کی رائے میں اس کا ولی بننے کیلئے ناموزوں نہ ہو۔

(ب) بچے کی جائیداد کورٹ آف وارڈز کی نگرانی میں ہو اور وہ اسکی ذات کی نگرانی کیلئے ولی مقرر کرنے کا اہل ہو۔

ولی کی ذمہ داریاں

دفعہ ۲۴ کی رو سے بچے کی ولایت کا حامل شخص اسکی تحویل کا ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اسکی صحت تعلیم اور دیگر ان ساری چیزوں کا خیال رکھے گا۔ جو اس پر لاگو ہونے والے شخصی قانون کی رو سے ضروری خیال کی جائیں گی۔

اسی طرح دفعہ ۲۷ کی رو سے بچے کی جائیداد کا ولی پابند ہے کہ وہ زیر ولایت جائیداد کے بارے میں اس احتیاط کا مظاہرہ کرے جو ایک اوسط درجے کی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص اپنی جائیداد کے بارے میں کرتا ہے۔ اس قانون کے احکام کے تابع وہ اس جائیداد سے متعلق ایسے سارے اقدامات عمل میں لا سکتا ہے جو اسکی بقاء، تحفظ اور مفاد کیلئے مناسب اور ضروری ہوں۔ تاہم دفعہ ۲۸ کی رو سے اگر کسی ولی کا تقرر وصیت یا کسی دیگر ایسی دستاویز کے تحت ہوا ہو تو زیر ولایت بچے کی غیر منقولہ جائیداد کی منتقلی بذریعہ رہن، فروخت، ہبہ یا تبادلہ وغیرہ کے بارے میں اسکے اختیارات وصیت وغیرہ کی دستاویز کے ذریعے عائد شدہ پابندیوں کے تابع ہونگے الا یہ کہ اسے اس قانون کے تحت بھی ولی قرار دیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں مذکورہ پابندیوں کے باوجود اسے تحریری حکم کے ذریعے اس جائیداد میں بعض تصرفات عمل میں لانے کی

اجازت دی جا سکتی ہے۔ دفعہ ۲۹ کی رو سے مذکورہ ولی عدالت کی پیشگی اجازت کے بغیر ایسی غیر منقولہ جائیداد کے کسی حصے کو نہ تو رہن رکھ سکتا ہے، نہ بیچ سکتا ہے۔ نہ تبادلہ کر سکتا ہے اور نہ پانچ سال سے زیادہ یا اسکی بلوغت سے ایک سال متجاوز عرصے کیلئے اجارے پر دے سکتا ہے تاہم دفعہ ۳۱ کی رو سے عدالت بچے کی بہبود کے پیش نظر بعض شرائط کے تابع ایسے کسی بھی تصرف کی اجازت دے سکتی ہے۔

ولی کی معزولی

دفعہ ۳۹ کی رو سے عدالت کسی متعلقہ شخص کی درخواست پر یا از خود حسب ذیل وجوہات کی بنیاد پر کسی بھی ایسے ولی کو معزول کر سکتی ہے جسے عدالت نے تعینات کیا ہو یا وصیت یا کسی دیگر ایسی دستاویز کے تحت اسکی تعیناتی عمل میں آئی ہو۔

(اے) امانت میں خیانت کرنا

(بی) بطور امین عائد ذمہ داری ادا کرنے میں مسلسل ناکامی

(سی) بطور امین عائد ذمہ داری ادا کرنے میں نااہلی کا مظاہرہ کرنا

(ڈی) بچے کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنا یا اسکی مناسب دیکھ بھال کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کرنا۔

(ای) قانون یا عدالت کے کسی حکم کو درخور اعتنا نہ سمجھنا

(ایف) کسی ایسے جرم میں سزایاب ہونا جس سے عدالت کی نظر میں اسکے کردار پر ایسا حرف آتا ہو جو اسے بچے کا ولی بننے کیلئے نااہل بناتا ہو۔

(جی) کوئی ایسا مفاد وابستہ ہونا جو ایمانداری کے ساتھ فرائض کی انجام دہی میں مانع ہو۔

(ایچ) عدالت کے دائرہ اختیار میں اسکی رہائش باقی نہ رہنا۔

(آئی) جائیداد کا ولی ہونے کی صورت میں اسکا دیوالیہ ہو جانا۔

(جے) مروجہ قانون کے تحت ولایت کا خاتمہ ہو جانا۔

تاہم شرط یہ ہے کہ وصیت یا کسی دیگر دستاویز کے تحت مقرر شدہ ولی کو، خواہ اسے اس قانون نے بھی ولی قرار دیا ہو یا نہیں، حسب ذیل صورتوں میں ولایت سے برطرف نہیں کیا جائیگا:۔

(ا) شق (جی) میں مذکور وجوہ کی صورت میں الا یہ کہ متصادم مفادات اسکو ولی مقرر کرنے والے شخص کی وفات کے بعد معرض وجود میں آئے ہوں یا ان متصادم مفادات کی موجودگی کے باوجود اسے لاعلمی سے ولی مقرر کیا گیا ہو۔

(۲)شق (ایچ) میں مذکوروجوہ کی صورت میں الا یہ کہ ولی نے ایسی جگہ رہائش اختیار کی ہوجسکی وجہ سے عدالت کی نظر میں اسکے لئے بطور ولی فرائض انجام دینا ناممکن ہوگیا ہو۔

ولی کے اختیارات کا خاتمہ

(ا) دفعہ ۴۱ کی ذیلی دفعہ (ا) کی رو سے بچے کی ذات کے ولی کے اختیارات حسب ذیل صورتوں میں اختتام پزیر ہونگے۔

(اے) اسکی وفات، برطرفی (removal) یا برخاستگی (discharge) سے

(بی) کورٹ آف وارڈز کی طرف سے بچے کو اپنی نگرانی میں لینے سے

(سی) زیرولایت بچے کے بالغ ہوجانے سے

(ڈی) بچی کی صورت میں اسکی شادی کسی ایسے فرد سے ہوجانے سے جو اسکا ولی بننے کیلئے نااھل نہ ہو یا اگر اسکے ولی کا تقرر یا اعلان عدالت نے کیا ہوتو کسی ایسے فرد کے ساتھ اسکی شادی ہوجانے سے جو عدالت کی نظر میں اسکا ولی بننے کے لئے نااھل نہ ہو۔ یا

(ای) اگر زیرولایت بچے کا باپ اسکی ذات کا ولی بننے کیلئے نااھل ہوتو ایسی نااھلیت ختم ہوجانے سے۔اور اگر باپ کو عدالت نے بچے کی ولایت کیلئے نااھل قرار دیا ہوتو عدالت کی نظر میں اسکی نااہلیت ختم ہوجانے سے

(۲) ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے جائیداد کے ولی کے اختیارات حسب ذیل صورتوں میں اختتام پذیر ہوں گے۔

(اے) اسکی برطرفی یا برخاستگی سے

(بی) کورٹ آف وارڈز کی طرف سے بچے کی جائیداد کو اپنی نگرانی میں لینے سے

(سی) زیرولایت بچے کے بالغ ہوجانے سے

(۳) ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے کسی بھی وجہ سے ولی کے اختیارات ختم ہوجانے کی صورت میں عدالت اس سے یا اسکے وفات پا جانے کی صورت میں اسکے نمائندے سے مطالبہ کرے گی کہ وہ اپنی تحویل یا نگرانی میں موجود زیرولایت بچے کی کوئی بھی ملکیتی جائیداد یا موجودہ یا سابقہ ایسی جائیداد سے متعلق حسابات حسب ہدایت حوالے کر دے جسکے بعد عدالت اسے اسکی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرے گی سوائے کسی ایسی دھوکہ دہی کے جو بعد میں سامنے آئے۔

جانشین ولی کا تقرر

دفعہ ۴۲ کی رو سے اگر عدالت کی طرف سے مقرر شدہ یا اعلان شدہ ولی کو اسکی ذمہ داری سے سبکدوش کیا گیا ہو یا وہ بچے پر اطلاق پزیر قانون کے تحت بطور ولی کام کرنے کا استحقاق کھو چکا ہو یا کسی بھی ایسے ولی یا وصیت وغیرہ کے تحت مقرر شدہ ولی کو برطرف کیا گیا ہو یا اسکا انتقال ہو گیا ہو تو عدالت ازخود یا کسی متعلقہ فرد کی درخواست پر بدستور نابالغ ہونے کی صورت میں اس بچے کی ذات یا جائیداد یا جیسی بھی صورت ہو دونوں کیلئے ولی مقرر کرے گی۔

بچے کی تحویل سے متعلق ولی کا استحقاق

دفعہ ۲۵ کی رو سے اگر کوئی زیر ولایت بچہ ولی کی تحویل سے چلا جائے یا لے جایا جائے تو اگر عدالت بچے کے مفاد میں ضروری سمجھے تو وہ اسے واپس اسکی تحویل میں دینے کا حکم جاری کرے گی جس کی تعمیل کیلئے عدالت بچے کو گرفتار کروا کر ولی کے حوالے کروا سکتی ہے۔

زیر ولایت بچے کو عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر لے جانے کی سزا

دفعہ ۲۶ کی رو سے کسی بچے کی ذات کے لئے عدالت کی طرف سے مقرر شدہ یا اعلان شدہ ولی اس عدالت کی اجازت کے بغیر زیر ولایت بچے کو عدالت کے حدود اختیار سے باہر نہیں لے جا سکتا سوائے ان خاص یا عام مقاصد کے جن کے لئے عدالت نے اس کی اجازت دی ہو۔ دفعہ ۴۴ کی رو سے اگر عدالت کی طرف سے مقرر شدہ یا اعلان شدہ کوئی ولی اس غرض سے زیر ولایت بچے کو دفعہ ۲۶ کے احکام کے برخلاف عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر لے جائے تا کہ عدالت اس سے متعلق اپنا اختیار استعمال نہ کر سکے تو وہ ایک ہزار روپے تک جرمانے یا ۶ ماہ تک سزائے قید کا مستوجب ہوگا۔

عدالتی احکام کی نافرمانی کی سزا

دفعہ ۴۵ کی رو سے بچے کی تحویل کا حامل شخص اگر دفعہ ۱۲ (ا) کے تحت عدالتی حکم کے مطابق بچے کو ملاقات کے لئے یا عارضی طور پر دوسرے فریق کے حوالے کرنے میں ناکام رہے یا دفعہ ۲۵ (ا) کے تحت عدالتی حکم کے مطابق بچے کو اسکے ولی کی تحویل میں دینے کی کوشش نہ کرے یا عدالت کی طرف سے مقرر شدہ یا اعلان شدہ ولی دفعہ ۳۴ کی شق (بی) کے تحت مقررہ مدت میں مطلوبہ بیان (statement) فراہم کرنے یا اس کی شق (سی) کے مطابق مطلوبہ حسابات پر مبنی

دستاویز فراہم کرنے یا اس دفعہ کی شق (ڈی) کے مطابق ان حسابات کے واجب الادا بقایا جات عدالت میں جمع کرنے میں ناکام رہے یا ولایت کھودینے والا شخص یا اسکا نمائندہ دفعہ ۴۱ (۳) کے احکام کے مطابق جائیداد یا حسابات کی فراہمی میں ناکام رہے تو ہر ایسا شخص، ولی یا نمائندہ، جیسی بھی صورت ہو، ایک سو روپے تک جرمانے کا مستوجب ہو گا۔ اور دیدہ دانستہ ایسے بقایا جات ادا نہ کرنے کا عمل جاری رکھنے کی صورت میں مزید دس روپے روزانہ کے حساب سے اور مجموعی طور پر ۵۰۰ روپے تک جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح بچے کو پیش کرنے یا فرد حسابات یا حسابات کی دستاویز یا انکے بقایا جات ادا کرنے میں ناکامی کی صورت میں بچہ یا جائیداد وغیرہ کے حسابات یا انکے بقایا جات، جیسی بھی صورت ہو، پیش کرنے کی تحریری ضمانت دینے تک اسے جیل میں رکھا جائے گا۔ تحریری ضمانت پر عدالت کی طرف سے فراہم کردہ مدت تک عمل کرانے میں ناکامی کی صورت میں عدالت اسے دوبارہ گرفتار کر کے جیل میں رکھنے کا حکم صادر کرے گی۔

جعلسازی اور اس کی سزا

کسی دوسرے کے کسی حق کو متاثر کرنے کے لئے کوئی جھوٹی تحریر تیار کرنا یا کسی تحریر میں کوئی رد و بدل کرنا جعل سازی کہلاتا ہے۔ جعلسازی ایک تعزیری جرم ہے جسکی مختلف صورتیں اور انکی سزا مجموعہ تعزیرات پاکستان میں مذکور ہے۔

جعلسازی

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۶۳ کی رو سے جو کوئی شخص عوام یا کسی فرد کو کوئی گزند یا نقصان پہنچانے کے لئے یا کسی دعوے یا استحقاق کی تائید کیلئے یا کسی شخص کو کسی مال سے محروم کرنے یا اسے کسی معاہدے پر امادہ کرنے یا کسی فریب کے ارتکاب کی نیت سے کوئی جھوٹی دستاویز یا اسکا کوئی حصہ تیار کرے گا تو وہ جعلسازی کا مرتکب ہوگا۔ جعلسازی کا اطلاق جھوٹی دستاویزات کی جن صورتوں پر ہوتا ہے وہ دفعہ ۴۶۴ کی رو سے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کوئی دستاویز یا اسکا کوئی حصہ بددیانتی یا فریب سے تیار کرنا یا اس پر دستخط کرنا یا مہر ثبت کرنا یا اس کو مکمل کرنا یا مکمل شدہ ظاہر کرنے کیلئے اس پر کوئی نشان لگانا یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اسے کسی دوسرے شخص نے بنایا یا اس پر دستخط کیئے یا مہر ثبت کی یا مکمل کیا یا اسکی اجازت سے ایسا کیا گیا۔

(۲) بغیر کسی اختیار کے بددیانتی یا فریب سے خط تنسیخ کھینچ کر یا کسی اور طرح سے کسی ایسی دستاویز کا کوئی اہم حصہ تبدیل کرنا جو خود اس نے یا کسی دوسرے شخص نے بنایا ہو یا اسکی تکمیل کی ہو خواہ وہ اس تبدیلی کے وقت زندہ ہو یا مر چکا ہو۔

(۳) بددیانتی سے کسی دستاویز پر کسی شخص سے دستخط یا مہر ثبت کرانا یا اسکی تکمیل یا تبدیلی کرانا یہ جانتے ہوئے کہ وہ شخص دستاویز کے مضمون یا اس میں تبدیلی کی نوعیت کو عقل میں فتور یا نشے میں ہونے یا دھوکے کا شکار ہونے کی وجہ سے نہیں جانتا۔

واضح رہے کہ کسی شخص کا کسی دستاویز پر خود اپنے نام کے دستخط کرنا بھی جعلسازی کی حد تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ہنڈی پر اس نیت سے یہ باور کرانے کے لئے اپنے نام کے دستخط کرے کہ یہ ہنڈی کسی دوسرے اس کے ہم نام شخص نے تیار کی ہے تو وہ جعلسازی کا مرتکب ہوگا۔ اسی طرح کسی جھوٹی دستاویز کو کسی فرضی شخص کے نام سے اس نیت سے بنانا کہ یہ باور کرایا جا سکے کہ یہ دستاویز کسی حقیقی شخص نے بنائی ہے۔ یا اسے کسی فوت شدہ شخص کے نام سے بنانا یہ باور کرانے کیلئے کہ یہ دستاویز اس شخص نے اپنی زندگی میں بنائی تھی جعلسازی کے زمرے میں آ سکتا ہے۔

جعلسازی کی سزا:

جعلسازی کا جرم مکمل ہونے کیلئے صرف اتنا کافی ہے کہ کسی کا کوئی حق متاثر کرنے یا اسے فریب دینے کی نیت سے کوئی جھوٹی دستاویز تیار کی جائے خواہ اس سے فی الواقع کسی کو نقصان نہ بھی پہنچا ہو۔ دفعہ ۴۶۵ کی رو سے اگر کوئی شخص جعلسازی کا مرتکب ہوگا تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قیدی دی جائے گی جسکی میعاد دو برس تک ہوسکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

اگر چہ مذکورہ دفعہ ۴۶۵ کی رو سے جعلسازی بجائے خود بھی ایک تعزیری جرم ہے تاہم اس کا ارتکاب جن دیگر جرائم کے لئے کیا جاتا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

کسی عدالتی کاروائی یا پبلک رجسٹر وغیرہ میں جعل سازی

دفعہ ۴۶۶ کی رو سے جو کوئی شخص کوئی دستاویز یہ ظاہر کر کے بنائے کہ یہ کسی عدالتی کاروائی کا مسل ہے یا ولادت، بپتسمہ، ازدواج یا تدفین کی رجسٹریشن ہے یا کوئی ایسا رجسٹر ہے جو کوئی ملازم اس حیثیت میں تیار کرتا ہے یا کوئی ایسا سرٹفیکیٹ یا دستاویز ہے جو اس نے سرکاری حیثیت سے مرتب کی ہے یا دائری دعویٰ یا جواب دعویٰ یا دیگر کوئی عدالتی کاروائی یا اقبال دعویٰ داخل کرنے کیلئے اجازت نامہ یا مختار نامہ ہے تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قیدی دی جائے گی جسکی میعاد سات برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۴۷۴ کی رو سے جو شخص مذکورہ دفعہ ۴۶۶ میں بیان کردہ دستاویز کو ملتبس جانتے ہوئے اس نیت سے اپنے پاس رکھے گا تا کہ اسے فریب یا بددیانتی سے بطور اصلی دستاویز کے کام میں لایا جائے تو اسے بھی سات سال تک کیلئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قیدی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

کفالت المال ووصیت نامے وغیرہ میں جعلسازی

دفعہ ۴۶۷ کی رو سے جو کوئی شخص کوئی جعلی دستاویز بنائے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ کفالت المال (valuable security) یا وصیت نامہ ہے یا کسی کو متبنیٰ بنانے کا اختیار نامہ ہے یا کسی کیلئے کفالت المال کی تیاری یا اس کی منتقلی یا اصل رقم، سود یا منافع کی وصولی یا کسی رقم یا مالِ منقولہ یا کفالت المال کی تحویل یا فراہمی کا اجازت نامہ ہے یا کوئی شخص کوئی دستاویز بنائے یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ کسی رقم کی ادائیگی کا اقرار نامہ یا رسید ہے یا کسی مال منقولہ یا کفالت المال کی منتقلی کی رسید ہے تو اسے عمر قید یا دس سال تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید کی

سزادی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔اسی طرح دفعہ ۴۷۵ کی رو سے جو شخص کسی ایسی چیز کے مادہ پر کسی ایسے آلے یا نشان کی تلبیس کرے گا جو مذکورہ بالا دفعہ ۴۶۷ میں مذکور کسی دستاویز کی تصدیق کے لئے استعمال ہوتا ہو تا کہ اس دستاویز کو مصدقہ ظاہر کیا جاسکے یا اس نیت سے کوئی ایسی چیز اپنے پاس رکھے گا جس کے مادے پر کسی آلے یا نشان کی تلبیس کی گئی ہو تو اسے عمر قید یا سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید کی سزادی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔اسی طرح دفعہ ۴۷۷ کی رو سے جو کوئی فریب یا بددیانتی سے یا کسی کو مضرت یا نقصان پہنچانے کی نیت سے کسی وصیت نامے، متبنیٰ بنانے کے اختیار نامے یا کفالت المال سے متعلق دستاویز کو منسوخ یا تلف کرے گا یا اسکی کوشش کرے گا یا اسکو چھپائے گا یا چھپانے کی کوشش کرے گا تو اسکو عمر قید یا سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید کی سزادی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

دھوکا دینے کی نیت سے جعلسازی

جعلسازی اگر کسی کو فریب دینے کی نیت سے کی گئی ہو تو وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۶۸ کے تحت قابل سزا جرم بن جاتا ہے۔ دفعہ ۴۶۸ کی رو سے اگر کوئی شخص اس نیت سے جعلسازی کا مرتکب ہو کہ ایسی دستاویز کو دھوکہ دہی کیلئے استعمال کیا جاسکے تو اسے سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے جعلسازی

دفعہ ۴۶۹ کی رو سے جو کوئی شخص اس نیت سے جعلسازی کا مرتکب ہو کہ جعل کردہ دستاویز کے ذریعے کسی کی نیک نامی کو نقصان پہنچے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس دستاویز کے اس غرض کیلئے استعمال ہونے کا احتمال ہے تو اسے تین برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

جعلی دستاویز کو بطور اصلی کے کام میں لانا

دفعہ ۴۷۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی ایسی دستاویز کو فریب یا بددیانتی سے بطور اصلی دستاویز کے کام میں لائے جسے وہ جعلی سمجھتا یا باور کرتا ہو تو اسے اسی طرح سزادی جائے گی گویا کہ جعلی دستاویز کو اس نے خود بنایا۔

جعلسازی کے ارتکاب کی نیت سے جھوٹی مہریں وغیرہ بنانا یا قبضہ میں رکھنا

دفعہ ۴۷۲ کی رو سے جو کوئی شخص کوئی مہر، پلیٹ یا نقش کرنے والا کوئی اور آلہ اس نیت سے بنائے یا اسکی تلبیس کرے تاکہ اسے کسی ایسی جعلسازی کے ارتکاب کیلئے استعمال کیا جائے جو مجموعہ ھذا کی دفعہ ۴۶۷ کے تحت قابل سزا ہو یا اسی نیت سے کوئی ایسی مہر، پلیٹ یا کوئی اور آلہ اپنے پاس رکھے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ملتبس ہے تو اسے عمر قید یا سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قیدی دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۴۷۳ کی رو سے اگر ایسی کسی مہر، پلیٹ یا نقش کرنے والے آلے کی تیاری یا انکی تلبیس کسی ایسی جعلسازی کے ارتکاب کی نیت سے کی گئی ہو جو دفعہ ۴۶۷ کے علاوہ کسی اور دفعہ کے تحت قابل سزا ہو یا کسی نے اسی نیت سے کوئی ایسی مہر پلیٹ یا کوئی اور ایسا آلہ اپنے پاس رکھا ہو جسے وہ ملتبس جانتا ہو تو اسے سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قیدی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

حساب میں جعلسازی

دفعہ ۴۷۷۔اے کی رو سے جو کوئی شخص بحیثیت کلرک، آفیسر یا نوکر دانستہ اور فریب دینے کی نیت سے مالک کے زیر قبضہ یا اس کے لئے یا اسکی خاطر وصول کی گئی کسی کتاب یا کاغذ یا تحریر یا کفالت المال یا حساب کو تلف کر ڈالے یا بدل دے یا منسوخ کر دے یا غلط کر دے یا ان میں فریب دینے کی نیت سے کوئی غلط اندراج کرے یا ایسے اندراج کرنے میں اعانت کرے یا ان میں کوئی کمی بیشی کرے یا اس میں اعانت کرے تو اسے سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

غیرمعیاری ناپ تول کے اوزار کا استعمال اور سزائیں

روزمرہ استعمال کی اشیاء کی خریداری میں صارف کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے جہاں بہت ساری باتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے وہاں اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ مطلوبہ یا خریدی ہوئی اشیاء درکار وزن کے پیمانے کے مطابق ہوں اور اسے معیاری آلات یا پیمانے سے ناپ تول کر دیا جائے۔ عموماً شکایت کی جاتی ہے کہ چند لالچی دکاندار غیر معیاری اوزار استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اشیاء کا وزن یا پیمائش خریدتے وقت پورا نظر آتی ہے لیکن اگر دوبارہ معیاری اوزار یا آلات سے کروایا جائے تو اس میں کمی ہوتی ہے۔

مختلف قسم کے باٹ، طول یا گنجائش کے پیمانوں یا آلات مختلف قسم کے باٹ کو معیاری اور مقررہ وزن کے مطابق رکھنے کیلئے قانون سازی کی گئی ہے تاکہ ناپ تول کے اوزار میں دھوکہ دینے والے اور ایسے اوزار کو فروخت کرنے والے کو سزا دی جا سکے جس کا مقصد ایسے جرائم کو روکنا ہے، تاکہ روزمرہ کا خریدار متاثر نہ ہو۔

تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء میں باٹوں اور پیمانوں سے متعلق مختلف جرائم کے لیے قانون وضع کیا گیا ہے اور جھوٹے آلات کے استعمال کو غیر قانونی اور قابل سزا ٹھہرایا گیا ہے۔ جس کے تحت جھوٹے آلہ وزن کا دھوکہ سے استعمال، جھوٹے باٹ یا پیمانے کا استعمال، ایسے جھوٹے باٹ یا پیمانے پاس رکھنا، جھوٹے باٹ یا پیمانے بنانا یا بیچنا شامل ہیں، جس کی تفصیل یوں ہے:

جھوٹے آلہ وزن کا دھوکہ سے استعمال:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۶۴ کے تحت جو کوئی جان بوجھ کر تولنے یا وزن کیلئے جھوٹے آلہ کو استعمال کرے اور وہ اس فعل کو دھوکہ دینے کی نیت سے کرے، تو ایسا کرنے والے کو ایک سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

جھوٹے باٹ یا پیمانوں کا دھوکہ سے استعمال:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۶۵ کے تحت جھوٹے باٹ رکھنا، لمبائی، یا گنجائش ماپنے کا جھوٹا پیمانہ رکھنا قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے تحت جو کوئی جھوٹا باٹ یا جھوٹا پیمانہ طول یا گنجائش دھوکہ دینے کی نیت سے استعمال کرے یا کسی باٹ یا کسی پیمانہ طول یا گنجائش کو کسی مختلف باٹ یا پیمانے کی حیثیت سے، جو اس سے

مختلف ہو، دھوکہ دینے کیلئے استعمال کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ معیاری نہ ہے، اس صورت میں ایسا کرنے والے کو ایک سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

جھوٹے باٹ یا پیمانے پاس رکھنا:

زیر دفعہ ۲۶۶ جو کوئی جان بوجھ کر جھوٹے باٹ یا آلہ یا کوئی پیمانہ اس نیت سے اپنے قبضہ میں رکھے کہ اس کو غلط ناپ تول کیلئے استعمال کیا جائے گا اور ان اوزار کو کسی کو دھوکہ دینے کی نیت سے استعمال کیا جائے گا، ایسا کرنے والے کو ایک برس تک کی قید اور جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

غیر معیاری جھوٹے باٹ یا پیمانے بنانا:

زیر دفعہ ۲۶۷ جو کوئی غیر معیاری تولنے کے آلات، باٹ، طول یا پیمائش کے پیمانے، گنجائش ماپنے کے پیمانے، اس مقصد سے بنائے تا کہ ان غیر معیاری اور جھوٹے پیمانوں کو استعمال میں لایا جائے اور خریدار کو دھوکہ دیا جائے، اور ان کو بطور اصلی استعمال کیا جائے، یا اس کے بطور اصلی استعمال کئے جانے کا امکان ہو، ایسے شخص کو ایک برس کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

اختیار سماعت:

ایسے تمام مقدمات کی سماعت ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت مجسٹریٹ درجہ دوم یا عدالت مجسٹریٹ درجہ سوم میں ہوگی۔ جب کہ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں قید کی سزا کی مدت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ یہ جرائم نا قابل دست اندازی، نا قابل ضمانت، اور نا قابل راضی نامہ ہیں۔

بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالتی چارہ جوئی

آئین پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء میں بنیادی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ہر شہری کو بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب کے حاصل ہوں گے جیسے کہ گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ، غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت، دوہری سزا اور اپنے آپ کو ملزم گردانے کے خلاف تحفظ، انسانی حرمت، نقل و حرکت کی آزادی، اجتماع کی آزادی، انجمن سازی کی آزادی، تجارت و پیشہ کی آزادی، تقریر کی آزادی، مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی، کسی خاص مذہب کی اغراض کے لئے محصول لگانے سے تحفظ، مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات، حقوق جائیداد کا تحفظ، شہریوں سے مساوات، عام مقامات میں داخلہ سے متعلق عدم امتیاز، ملازمتوں میں امتیاز کے خلاف تحفظ، زبان رسم الخط اور ثقافت کا تحفظ۔

آئین کے تحت دیئے گئے حقوق میں کچھ حقوق عمومی مفاد عامہ سے متعلق ہیں جبکہ باقی حقوق فرد واحد کے مفاد سے وابستہ ہیں۔ تاہم ان تمام بنیادی حقوق کے پامال ہونے کی صورت میں یا کسی حکومتی ادارے یا کسی فرد واحد کی طرف سے نفی یا خلاف ورزی کی صورت میں متاثرہ فریق آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت آئینی درخواست (writ petition) عدالت عالیہ میں دائر کر سکتا ہے۔

آئینی درخواست (writ petition) سے مراد عدالت عالیہ کا وہ خصوصی آئینی اختیار ہے جس کے تحت وہ بنیادی حقوق کے نفاذ کیلئے مناسب احکامات جاری کر سکتی ہے جس میں عدالت عالیہ فریقین کو سننے کے بعد اور اپنے صوابدیدی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے قانون کے مطابق متاثرہ فریق کو اس کے بنیادی حقوق کے بارے میں مناسب حکم جاری کرے گی۔

واضح رہے کہ آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت متاثرہ فریق یا کوئی بھی فریق صرف اس وقت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کر سکتا ہے جب کسی اور قانون کے تحت اس کیلئے فوراً اور مناسب دادرسی موجود نہ ہو۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے بارے میں عدالت عالیہ کے اختیارات: دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت متاثرہ فریق عدالت عالیہ میں آئینی درخواست (writ petition) دائر کر سکتا ہے۔ ایسی آئینی درخواست ان صورتوں میں دائر کی جا سکتی ہے جہاں بنیادی حقوق متاثرہ ہوئے ہوں اور کسی فریق کا بنیادی آئینی حق مجروع ہوا ہو جیسے حبس بے جا کے خلاف درخواست (writ of habeas'

corpus) حکم تاکیدی (writ of mandamus)، حکم امتناعی (writ of prohibition)۔ اس کی تفصیل یوں ہے:۔

(ا) عدالت ایسے تمام اختیارات اپنے علاقائی اختیار سماعت کے تحت کسی وفاق کے ادارے یا صوبے یا اس کے مجاز ادارے کے امور کے سلسلہ میں فرائض انجام دینے والے کسی شخص کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے سے اجتناب کرے، جس کے کرنے کی اجازت اسے قانون نہیں دیتا، یا ایسا کام کرے جو قانون کی رو سے اس پر واجب ہے۔

(۲) ایسے کوئی احکامات دے سکتی ہے جس کے تحت کسی ایسے شخص کے فرائض کی انجام دہی کے دوران کوئی فعل یا کوئی کاروائی قانونی اختیار کے بغیر کی گئی ہے اور وہ کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتی۔

(۳) جہاں کسی شخص کو غیر قانونی زیر حراست لیا گیا ہو، ایسی صورت میں کسی بھی شخص کی درخواست پر زیر حراست شخص کو بذریعہ حکم پیش کئے جانے کا حکم دے سکتی ہے تاکہ عدالت عالیہ ذاتی طور پر اطمینان کر سکے کہ زیر حراست شخص کو قانونی اختیار کے بغیر یا کسی غیر قانونی طریقے سے زیر حراست نہیں رکھا جا رہا ہے۔

(۴) کسی سرکاری عہدے پر فائز شخص کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ کس قانونی اختیار کے تحت اس عہدے پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔

عدالت عالیہ کسی بھی بنیادی آئینی حقوق کے پامالی کی صورت میں اس کے نفاذ کا حکم دے سکتی ہے۔ اس کے نفاذ کیلئے کسی عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کا حق محدود نہیں کیا جا سکتا۔

حبس بے جا سے متعلق سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کے اختیارات:

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۹۱ میں حالیہ ترمیم کے تحت ہر ضلع کی سطح پر سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کو حبس بے جا کے معاملات میں اختیار دیا گیا ہے کہ:

(ا) اپنی علاقائی حدود میں کسی بھی شخص کو اپنی عدالت میں حاضر کرنے کا حکم صادر کرے تاکہ اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔

(۲) اپنی علاقائی حدود کے اندر کسی بھی محبوس، حبس بے جا میں رکھے گئے شخص کو چاہے کسی ذاتی حراست

میں ہو یا سرکاری حراست میں ہو، کو پیش کئے جانے کا حکم صادر کر سکتی ہے تا کہ اس کو غیر قانونی نظر بندی سے رہا کیا جا سکے۔

آئینی درخواست کن کے خلاف جاری ہو سکتی ہے:

(۱) متاثرہ فریق صرف ایسی صورت میں درخواست دے سکتا ہے جب کسی اور قانون کے تحت وہی دادرسی فوراً حاصل نہ کر سکتا ہو۔

(۲) آئینی درخواست سرکار یا اس کے اہل کار کے خلاف جاری ہو سکتی ہے۔

(۳) دستور کے تحت آئینی درخواست ایسا شخص یا اتھارٹی، صوبائی یا وفاقی حکومت کے زیر انتظام، سیاسی ہیت، وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا اس کے تحت کوئی مجاز ادارہ، کوئی عدالت، ٹریبونل کے خلاف جاری ہو سکتی ہے۔

(۴) کسی فرد واحد کی ذاتی حیثیت میں جاری نہیں ہو سکتی ہے۔

(۵) عدالت عظمیٰ، یا عدالت عالیہ یا وہ ٹریبونل جو فوج سے متعلق ہو، ان کے خلاف رٹ جاری نہیں ہو سکتی۔

(۶) کسی بھی prinicple of policy کے تحت عدالت میں writ دائر نہیں ہو سکتی ہے۔

متاثرہ فریق کی جانب سے مندرجہ ذیل عدالتوں کو آئینی درخواست دی جا سکتی ہے:

متاثرہ فریق جہاں کا رہائشی ہو یا اگر وہ صوبے کے صدر مقام کا رہائشی ہو تو پرنسپل بینچ میں آئینی درخواست دائر کرے گا۔ جیسے عدالت عالیہ لاہور کی بینچ بہاولپور، ملتان اور راولپنڈی میں اجلاس کرتی ہے۔ عدالت عالیہ سندھ کی ایک بینچ کراچی کے علاوہ سکھر، حیدرآباد اور لاڑکانہ میں اجلاس کرتی ہے۔ عدالت عالیہ پشاور کی بینچ ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں اجلاس کرتی ہے۔ عدالت عالیہ بلوچستان کی ایک بینچ سبی میں اجلاس کرتی ہے۔

عدالت عالیہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل:

دستور پاکستان کے آرٹیکل ۱۸۵ کے تحت عدالت عالیہ کے فیصلوں، ڈگریوں، حتمی احکام یا سزاؤں کے خلاف اپیل عدالت عظمیٰ میں دائر کی جا سکے گی۔

عدالت عظمیٰ کے اختیارات:

آئین کے آرٹیکل ۱۸۴ (۳) کے تحت اگر عدالت عظمیٰ محسوس کرے کہ آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہے یا بنیادی حقوق کے حوالے سے کوئی اہم نقطہ اٹھایا جائے اور یہ مسئلہ عمومی نوعیت (public importance) کا ہو تو عدالت عظمیٰ (Supreme Court) دستور میں دیئے گئے حقوق کے مطابق ایسے معاملات کو فیصلہ کرنے اور ضروری احکامات جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

سرکار / مملکت کے خلاف جرائم

سرکار / مملکت کے خلاف اندرونی یا بیرونی جنگ کرنا، یا ایسا اقدام کرنے والوں کی اعانت کرنا، سازش کرنا، اور ملک کے خلاف جنگ کی نیت سے ہتھیار اکٹھا کرنا قابل سزا جرائم ہیں۔ جنگ سے مراد کسی شخص یا اشخاص کی حکومت سے نافرمانی ہے جس میں طاقت اور تشدد کا آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے اور جس میں تشدد کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔ ایسے تمام جرائم جو ملک کے خلاف کئے جائیں، تعزیراتی جرائم قرار دئے گئے ہیں۔ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے باب ۶ میں ایسے تمام جرائم بیان کئے گئے ہیں، جن کی تفصیل یوں ہے۔

ملک کے خلاف جنگ کرنا یا اس کا اقدام کرنا یا اعانت کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۱ جو کوئی شخص حکومت پاکستان کے خلاف جنگ کرے یا ایسی جنگ کرنے کا اقدام کرے یا ایسی جنگ کرنے میں اعانت کرے تو اسے موت یا عمر قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

حکومت کے خلاف جنگ کرنے کی سازش کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۱۔الف جو کوئی ملک کے اندر یا ملک کے باہر ہو مذکورہ بالا دفعہ ۱۲۱ کے تحت یعنی حکومت کے خلاف جنگ کرنے کے قابل سزا جرم کے ارتکاب کیلئے سازش کرے، یا ملک کو اس کی حدود یا اس کے کسی حصہ کی حکمرانی سے محروم کرنے کیلئے سازش کرے، یا بذریعہ جبر مجرمانہ یا جبر مجرمانہ کی دھمکی سے وفاق یا صوبائی حکومت کی تخویف کیلئے سازش کرے، تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا دس تک قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی۔

ملک کے خلاف جنگ کرنے کی نیت سے ہتھیار وغیرہ اکٹھا کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۲ جو کوئی ہتھیار، گولی یا بارود فراہم کرے اور کسی اور طرح سے جنگ کرنے کی تیاری کرے اس ارادہ سے کہ ملک کے خلاف جنگ یا جنگ کرنے پر تیار رہیں تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا دس سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

ملک کے خلاف جنگ کرنے کے منصوبے کو اخفا کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۳ جس کے علم میں ملک کے خلاف جنگ کرنے کا کوئی منصوبہ ہو اور وہ اس کو چھپائے اور وہ اس منصوبے کو اس نیت سے چھپائے کہ اس سے ملک کے خلاف جنگ کرنے میں سہولت پیدا ہو تو اس کو دس سال تک قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی۔

مملکت کے وجود کو ملامت اور اس کی حاکمیت کے خاتمہ کی حمایت کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۳۔الف تعزیرات پاکستان اس دفعہ کا مقصد پاکستان کے وجود، اس کی سلامتی اور حاکمیت کا تحفظ ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت جو کوئی خواہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ہو کسی شخص کو یا عوام کے کسی طبقے کو یا سارے عوام پر اثر انداز ہونے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اثر انداز ہوگا، کی حفاظت یا نظریہ یا ملکی سرحدوں کے اندر واقع علاقوں میں سے کسی کی نسبت ملکی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنے کیلئے زبانی یا تحریری الفاظ سے یا بذریعہ اشارات یا نظر آنے والے اظہار سے، ملک کو برا بھلا کہے یا ہندوستان کی تقسیم کی بنیاد پر ملک کے وجود میں آنے کی ملامت کرے یا اس کی سرحدوں کے اندر واقع کسی علاقے کی نسبت چاہے وہ ہمسایہ ریاستوں کے الحاق سے یا بصورت دیگر شامل ہوئے ہوں، پاکستان کی حاکمیت کے کم کئے جانے یا ختم کئے جانے کی حمایت کرے، تو ایسا کرنے والے کو دس سال تک قید سخت اور جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور ایسے شخص کی نقل و حرکت، میل جول، خط و کتابت اور اس کی مصروفیات کے بارے میں بھی چھان بین کی جائے گی۔

سرکاری عمارات وغیرہ سے قومی پرچم بلا اختیار اتارنا یا اس کی بے حرمتی کرنا:

۱۲۳۔ ب کے تحت جو کوئی جان بوجھ کر پاکستانی پرچم کی بے حرمتی کرے گا یا بلا اختیار اسے حکومت کی کسی عمارت، علاقہ، گاڑی یا دیگر جائیداد سے اتارے گا اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو ۳ سال تک ہو سکتی ہے یا سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

کسی ایسی ایشیائی سلطنت سے جنگ کرنا جو پاکستان کی اتحادی ہو:

زیر دفعہ ۱۲۵ تعزیرات پاکستان جو کوئی کسی ایشیائی سلطنت یا حکومت سے جس کے ساتھ پاکستان کا اتحاد ہے،

جنگ کرے یا ایسی جنگ کرنے کا اقدام کرے یا جنگ کرنے میں مدد کرے، ایسا کرنے والے کو عمر قید اور جرمانہ یا ۷ سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے۔

پاکستان کے کسی اتحادی ملک کے علاقہ میں غارتگری کرنا:

جو کوئی کسی ایسے ملک کے علاقہ میں غارت گری کرے یا غارت گری کے ارتکاب کی تیاری کرے، جو کہ پاکستان کا اتحادی ہو تو اسے ۷ سال تک قید کی سزا اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے اور اس کے مال و اسباب کی ضبطی بھی ہوگی۔ جو غارت گری میں استعمال ہوا یا جس کا ستعمال مقصود تھا، یا جو کہ اس غارت گری کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا۔

غارت گری سے حاصل کردہ مال وصول کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۷ جو کوئی پاکستان کے اتحادی ملکوں کے خلاف کسی جرم زیر دفعہ ۱۲۵، ۱۲۶ کے تحت مال و اسباب حاصل کرتا ہے اور پھر اس جائیداد کو پاکستان میں فروخت کر دیتے ہیں یا دوسروں کو منتقل کر دیتے ہیں، ایسے مال کو جانتے بوجھتے حاصل کرنے والے کو سزائے قید، جرمانہ اور حاصل کردہ مال کی ضبطی کی سزا دی جائے گی۔

سرکاری ملازم کا مملکت کے کسی قیدی یا جنگی قیدی کو دانستہ طور پر فرار ہونے دینا:

اس کا مقصد اہم قیدیوں کو فرار ہونے میں مدد کرنے کی حوصلہ شکنی ہے۔ زیر دفعہ ۱۲۸ جو کوئی سرکاری ملازم ہوتے ہوئے اور جس کی حراست میں کوئی مملکت کا قیدی یا جنگی قیدی ہو، اس قیدی کو کسی جگہ سے جہاں وہ قید رکھا گیا ہو بالارادہ بھاگ جانے دے تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا ۱۰ سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

واضح رہے کہ مملکت کے قیدی وہ ہیں جن کو حکومت نے مملکت کی بقاء اور سلامتی کی خاطر قید میں رکھا ہوتا ہے۔ جنگی قیدی وہ ہیں جو کہ اعلانیہ جنگ کے دوران لڑتا ہوا گرفتار ہو، ایسے قیدی کو زندہ گرفتار کر کے قید میں رکھا جاتا ہے۔

ایسے قیدی کو غفلت سے جانے دینا:

ایسے قیدی جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے، کو اگر کوئی شخص سرکاری ملازم ہوتے ہوئے اور جس کی تحویل میں کوئی مملکت کا قیدی یا جنگی قیدی ہو، غفلت سے اس کو حراست والی جگہ سے بھاگ جانے دے تو اس کو ۳ سال تک قید اور جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے۔

جرائم برخلاف مملکت کے بارے میں استغاثہ:

چونکہ ایسے جرائم کا تعلق سرکار سے ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء سرکار کی جانب سے اجازت کے بغیر ایسے جرائم کے خلاف استغاثہ دائر نہ ہوسکتا ہے۔

یہ جرائم نا قابل دست اندازی پولیس، نا قابل ضمانت، نا قابل راضی نامہ اور قابل سماعت عدالت سیشن ہیں۔

کمپیوٹر سے متعلق جرائم اوران کی روک تھام

جدید اور برق رفتار الیکٹرانک دور میں بہت سے امور جن میں ملکی اور غیر ملکی معاملات، اہم دستاویزات کی ترسیل، مالیاتی اداروں سے لین دین اور مختلف قسم کی خدمات سرانجام دینا شامل ہے، اب website کے ذریعے یا ای میل کے ذریعے انجام دیے جانے لگے ہیں۔ معلومات کے اس دور نے جہاں لوگوں کی رسائی آسان بنادی وہاں یہ ایک قابل اعتماد ذریعہ سمجھا جانے لگا، یہی وجہ ہے کہ ملکی اور غیر ملکی سطح پر اس کو منضبط کرنے اور اس کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کی روک تھام کیلئے قوانین جاری کئے گئے ہیں۔ ملکی سطح پر حال ہی میں ایک قانون Electronic Transaction Ordinance 2002 جاری کیا گیا ہے جس میں ایسی تمام دستاویزات جو کہ الیکٹرانک ذریعے سے بھیجی جاسکتی ہیں اور دیگر امور بھی سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔ اس قانون کے تحت کونسل کے قیام کا مقصد مختلف معلومات مہیا کرنے کا تصدیق نامہ جاری کرنا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں اور جرمانے اور مجاز عدالت کا تعین شامل ہے۔

مذکورہ قانون کے تحت کمپیوٹر کی سروس مہیا کرنے کیلئے ایک سرٹیفکیٹ لینا ضروری ہوتا ہے جو کہ اس بات کا اجازت نامہ ہوتا ہے کہ یہ website مطلوبہ قسم کی خدمات کمپیوٹر کے ذریعے مہیا کرنے کے مجاز ہیں۔

الیکٹرانک دستخط سے مراد ایسا دستخط ہے جو کہ مذکورہ قانون کے تحت مجاز اتھارٹی کی طرف سے دیا گیا اور ایسا دستخط ویسے ہی مقاصد کیلئے استعمال ہوگا جن کیلئے تمام دستخط مستعمل ہوتے ہیں۔ اس الیکٹرانک دستخط کے استعمال کا حامل کنندہ ہی مجاز ہوگا۔ یہ دستخط ایسی تمام دستاویزات، جن کی ترسیل کمپیوٹر کے ذریعے ہوگی، کے صحیح ہونے کا ضامن اور اس دستخط کے ذریعے سے دستاویزات میں کسی قسم کے رد و بدل کو جانچا جاسکتا ہے۔

یہ دستخط، مذکورہ قانون کے تحت وضع کردہ کونسل کے ذریعے مہیا کیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد کسی ایسی دستاویز کا مستند ہونا ہوتا ہے اور ایسا دستخط ایک فرد یا ادارہ، کمپنی، مشترکہ کمیٹی، وقف، ٹرسٹ، اتھارٹی یا اس معلوماتی سسٹم کیلئے ہوتا ہے جو کہ (مذکورہ) فرد یا اداروں کے استعمال میں ہوتا ہے۔ دستخط سے مراد کوئی الفاظ، تعداد، نشان، تصویر، کیریکٹر یا ان کا مجموعہ ہے۔

معلومات سے مراد: پیغام، تعداد، آواز، سنائی دینے والی، ترتیب شدہ مواد، وڈیو، رابطہ کا طریقہ،

کوئی پروگرام (کمپیوٹر کی زبان، کمپیوٹر کو معلومات فراہم کرنے والا) اشارہ، جس میں کمپیوٹر کی زبان اور کمپیوٹر کو معلومات فراہم کرنے والی زبان شامل ہے۔

معلوماتی سسٹم سے مراد: ایسا برقی نظام ہوسکتا ہے جو کہ معلومات پیدا کر سکے، وصول کر سکے، بھیج سکے، جمع کر سکے، اس کا کوئی نتیجہ اخذ کر سکے، اسے دوبارہ سے تیار کر سکے، دکھا سکے۔

دستاویزات کی شناخت / منظوری اور اس کا قانونی قیاس:

کمپیوٹر یا دیگر برقی ذرائع سے بھیجی جانے والی دستاویزات، ریکارڈ، معلومات، مراسلت، معاملہ، کاروائی جو مابین فریقین باہمی عمل سے ہوا اور مکمل ہو گیا ہو، کو قانونی طور پر مانا جائے گا اور اس کی تصدیق، اثرات، اس کا صحیح ہونا، بطور ثبوت لاگو ہونا محض اس بنیاد پر رد نہ کیا جائے گا کہ اس کو کمپیوٹر یا دیگر برقی ذرائع سے ترسیل کیا گیا ہے یا یہ کہ اس پر گواہوں کے دستخط موجود نہ ہیں۔

جہاں کبھی کسی دستاویز کا ریکارڈ، معلومات، مراسلت، معاملہ کسی تحریری صورت میں ہو، تو ایسی صورت میں ایسی دستاویزات کو ہر وہ دستاویز جس کا قانونی طور پر ضبط تحریر میں لانا ضروری ہو، اگر وہ انہی شرائط کے مطابق اور اسی طریقہ کار کو بذریعہ الیکٹرانک طریقہ کار سے وجود میں لائی جائے تو اس کی قانونی حیثیت اور مابعد استعمال دوسری تمام دستاویزات کی طرح قابل قبول ہوگی۔

اگر ایک دستاویز کو ایک خاص طریقہ کار شکل میں بنانے کی ضرورت ہے تو الیکٹرانک میڈیا سے تیار کردہ ایسی دستاویز وہ قانونی ضرورت پوری کرنے کی حامل ہوگی۔ بشرطیکہ وہ دستاویز کسی دوسرے دستاویز کی اہلیت اور قانونی جانچ اور پڑتال کے معیار پر جس میں اس کی تحویل اور دیگر لوازمات مقرر کردہ قانون ماسوائے Endorsement کی شرائط پوری کرتا ہو۔ دستاویز کی معیاد، اصلیت اور سچائی اس معیار پر جانچی جائے گی جس مقصد کیلئے وہ دستاویز تیار کی گئی ہے۔

دستاویزات پر جاری کنندہ کے دستخط کے متعلق کاروائی:

ان دستاویزات پر الیکٹرانک دستخط کو قانونی قیاس کیا جائے گا یا اصل قیاس کیا جائے گا اگر وہ مضمون متعلقہ سے ہوں اور ان کے مخالف کوئی شہادت یا نظیر موجود ہو۔ اور قانونی طور پر یہ قیاس کیا جائے گا کہ یہ دستخط کنندہ کے اصلی دستخط ہیں اور کرنے کے وقت تک اس میں جو بھی تبدیلی ہو چکی تھی اس کے بعد وہ کیے گئے۔

اس قانون کے نفاذ کے ۲ سال کے عرصہ تک یا جب تک کہ صوبائی حکومتیں اس دستاویزات پر سٹامپ ڈیوٹی کے نفاذ کا طریقہ وضع نہیں کرتی ان دستاویزات پر کوئی ڈیوٹی عائد نہیں اور نہ ہی ان الیکٹرانک ذرائع سے حاصل کردہ دستاویزات کی تصدیق کی صورت ہوگی۔ جہاں کہیں کسی قانون کے تحت ایسی دستاویز یا دستاویزات کی مصدقہ نقول درکار ہوں تو ایسی صورت میں اس کی کاپی، پرنٹ کی صورت میں لی جائے گی جہاں بھی اس کی ضرورت محسوس کی جائے۔

تصدیق کونسل کا قیام اور اس کا کار منصبی:

مذکورہ قانون کے تحت وفاقی حکومت تصدیق کونسل کا قیام عمل میں لائے گی جو کہ ایک کارپوریٹ ادارہ ہو گا اور اس کی مہر عام (common seal) ہوگی۔ یہ ادارہ ۵ ارکان پر مشتمل ہو گا جو کہ ۴ ارکان اور ایک چیرمین پر مشتمل ہوگا جن کا تقرر وفاقی حکومت ۳ سال کے معیاد کیلئے کیا جائے گا اور اس کو مزید ۳ سال کے لیے بھی توسیع کیا جا سکے گا۔ یہ ادارہ سٹرفکیٹ کا اجراء، منسوخی یا اس کی renewal کرے گا۔

کسی سروس کے مہیا کرنے، اس میں کسی تحریر کی ہیت تبدیل کرنے، اس کی حفاظت کے سلسلہ میں اجازت نامہ دینا یا اس کی renewal کرنا اور اس کی خدمات پر نظر رکھنا، کہ آیا وہ اس قانون کے تحت کام کر رہا ہے، اعداد و شمار کو manage کرنا اور اس کو قائم کرنا، تحریر کی ہیت سے متعلق سروس اور مطالعہ کرنا اور اس سے متعلق عوام کی رائے جاننا، دیگر غیر ملکی سروس مہیا کرنے والے ادارے کی تثبت (recognize) کرنا۔ سارے نظام کو یکساں معیار پر رکھنا، اس قانون کے تحت کسی بھی معاملہ پر کسی فرد، ادارے، اتھارٹی، ٹرسٹ، وقف ایسوسی ایشن، statutory body، فرم، کمپنی، مشترکہ کمیٹی، کنورشم یا اس کے علاوہ دیگر ایسا ادارہ آیا کہ وہ رجسٹر ہو یا کہ نہ ہو، کو کسی قسم کی advice کرنا، مطلقہ اتھارٹی کو ایسی سفارشات بھیجنا جو کہ اس قانون کے تحت ہوں۔

دیگر قوانین اور ان کا دائرہ کار/اطلاق:

الیکٹرانک آرڈیننس ۲۰۰۲ء کے تحت ایسی تمام دستاویزات پر جن قوانین کا اطلاق ممنوع ہے ان میں negotiable instrument ایکٹ مجریہ ۱۸۸۱ء کی دفعہ ۱۳، مختار نامہ ایکٹ مجریہ ۱۸۸۱ء، ٹرسٹ ایکٹ مجریہ ۱۸۸۲ء کے تحت ٹرسٹ کی تصریح، وصیت یا وصیتی دستاویز جو کہ کسی بھی رائج الوقت قانون کے تحت ہو، کسی غیر منقولہ جائیداد کے معاہدہ یا اس کی فروخت یا ایسی جائیداد پر کسی منافع سے متعلق شامل ہے۔ وفاقی حکومت صوبائی حکومت سے باہمی مشورے کے بعد ایسی شرائط کے تحت ایسے ممنوع قوانین کا تقرر کر سکتی ہیں۔

مذکورہ ایکٹ ان امور پر بھی لاگو ہوگا جن کا اثر اگرچہ بیرون ملک ہو اگر وہ امور پاکستان کی جغرافیائی حدود میں وقوع پذیر ہو۔

غلط معلومات فراہم کرنا:

(۱) کوئی بھی استعمال کنندہ اگر certification سروس مہیا کرنے والے کو جان بوجھ کر ایسی معلومات بہم پہنچاتے یا یہ جانتے ہوئے کہ ایسی معلومات صحیح نہ ہے،

(۲) استعمال کنندہ کے جاری شدہ معلومات کے بارے میں وقوع پذیر اثرات کے بارے میں سروس مہیا کرنے والے ادارے کو فوری طور پر خبردار نہ کیا۔

(۳) کسی اور کے استعمال میں دے دیا تو ایسی تمام صورتوں میں وہ اس قانون کے تحت مجرم قرار دیا جائے گا اور اسے ۷ سال تک قید کی سزا یا دس لاکھ روپے تک کا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

غلط سرٹیفکیٹ کا اجراء :

سرٹیفکیٹ سروس مہایا کرنے والے ادارے کا سروس مہیا کرنے والے کا ہر ڈائریکٹر، سیکریٹری اور دیگر ذمہ دار آفسر کسی بھی عہدے کا ہو، جو کہ ایسے سرٹیفکیٹ کے مینجمنٹ سے منسلک ہو، کسی ایسے سرٹیفکیٹ کا اجراء کرے، شائع کرے، یا تصدیق کرے جو کہ غلط معلومات بر مبنی ہو یا غلط رہنمائی کرے۔ ایسے جاری سرٹیفکیٹ کو غلط جانتے ہوئے بھی اس کو ختم کرنے، کالعدم کرنے میں ناکام رہے،

یا اس بات کا احتمال ہو اس میں دی گئی معلومات غلط یا غلط رہنمائی کرتی ہیں،

یا وہ کسی کو ایسا سرٹیفکیٹ جاری کرے جس میں کسی ایسی سروس کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہو جو کہ معطل یا کالعدم ہو چکی ہو۔

ان تمام حالات میں مطلقہ مجاز آفسر کو ۷ سال تک قید یا دس لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

اگر ایسی دی گئی معلومات سے کسی استعمال کنندہ یا کسی شخص کو نقصان پہنچے تو ایسی صورت میں وہ تمام مطلقہ افسران یا ایسی سروس مہیا کرنے والے ملازمین، ایسے نقصان کے ہرجانہ ادا کرنے کے قانوناً پابند ہوں گے۔ ایسا ہرجانہ بطور مالیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔

خلاف ضابطہ کسی معلومات تک رسائی حاصل کرنا:

جوکوئی کسی ایسی معلومات کے نظام تک رسائی حاصل کرے یا حاصل کرنے کی کوشش کرے، معلومات حاصل کرنے کیلئے، یا اس تک پہنچنے کیلئے یا اس کو جاننے کیلئے، چاہے اسے ایسی معلومات کے contents کا علم ہو یا نہ ہو، تو وہ اسے اس قانون کے تحت مجرم قرار دیا جائے گا اور اسے ۷ سال تک کی قید کی سزا دی جائے گی یا اسے دس لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

معلوماتی نظام کو نقصان پہنچانا:

کسی معلوماتی نظام کو مکمل تبدیل کرنے، اس میں کچھ تبدیلی کرنا، اس کو مٹا (delete) دینا، نئے سرے سے بنا دینا، از خود سے لوگوں تک پہنچا دینا، بغیر اجازت سے اسے ذخیرہ کر لینا یا رکھ لینا، یہ جانتے ہوئے کہ ایسا کرنا غلط ہے، کوئی شخص کسی معلوماتی نظام میں معلومات یا اس نظام کے code کو تبدیل کر دے یا اس تک دوسروں کی رسائی روک دے، تاکہ لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں، ان تمام صورتوں میں ایسا کرنے والے فرد کو اس قانون کے تحت مجرم تصور کیا جائے گا اور اسے ۷ سال تک کی قید اور دس لاکھ روپے تک کا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

واضح رہے کہ اس قانون کے تحت سرزد تمام جرائم نا قابل ضمانت ہیں، قابل راضی نامہ ہیں، قابل دست اندازی پولیس ہیں اور ایسے جرائم کی سماعت سیشن کورٹ میں ہوگی۔

کارکنوں کے بچوں کیلئے مفت تعلیم

حکومت پاکستان نے یہ بات قرین مصلحت سمجھی کہ کارکنوں کے بچوں کی تعلیم اوراس سے متعلق دیگر ضمنی معاملات کو قانونی شکل دی جائے کیونکہ ایسا کرنا ملک کے معاشی مفاد میں بھی ضروری تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک قانون بنایا گیا جو کہ کارکنوں کے بچوں کیلئے مفت تعلیم کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۲ء (Worker's Children Education Ordinance, 1972) کے نام سے موسوم ہے۔ اس قانون کے تحت آجر سے مراد ایسا شخص جو کسی ادارہ (establishment) اوراس کے معاملات کو کنٹرول کرتا ہو۔ ایسے ادارہ سے مراد کوئی دفتر، فرم، صنعتی یونٹ، فیکٹری، دکان یا ایسی جگہ جہاں کوئی کارکن کام کرتے ہوں، یا جہاں کارکن کسی تجارت، کاروبار، پیشے یا کسی قسم کی خدمات مہیا کرتے ہوں یا ملازمت کرتے ہوں۔

کارکن سے مراد کوئی بھی ایسا فرد ہے جو کہ کسی بھی ایسے ادارہ میں کام کرتا ہو جس میں وہ کسی خاص مہارت یا دفتری کام یا کسی ضابطہ کار (manual) کے تحت کام کی تنخواہ/اجرت لیتا ہو یا ایسا کام کرنے کی ماہانہ اجرت لیتا ہو جس کی تنخواہ تین ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن ان میں مندرجہ ذیل افراد شامل نہیں ہیں:

(۱) ریاست کے ملازمین بشمول پولیس سروس، آرمی سروس یا ریلوے کے ملازمین،

(۲) ایسی فیکٹری میں ملازم افراد جن کا کنٹرول یا نظم وضبط کسی دفاعی ادارے یا ریلوے کی انتظامیہ کے تحت ہو، اور

(۳) کسی لوکل کونسل، میونسپل کمیٹی، کنٹونمنٹ بورڈ یا دیگر کسی لوکل اتھارٹی کے تحت کام کرنے والے افراد۔

کارکنوں کے بچوں کی میٹرک تک مفت تعلیم:

مذکورہ قانون کی دفعہ (۳) کے تحت صراحت کردہ کوئی بھی ایسی انتظامیہ:

(۱) جس میں کام کرنے والے کارکنوں کی تعداد ایک سال کے دوران ۱۰۰ ہو یا اس سے زیادہ ہوں،

(۲) جس کا اداشدہ سرمایہ (paid up capital) مالی سال کے اختتام پر ۲۰ لاکھ یا اس سے زائد ہو، اور

(۳) ایسے اموال مقررہ (assets) کی قیمت اس کے مالی سال کے اختتام یا مالی سال کے آخری دن چالیس لاکھ یا اس سے زائد ہو۔

یہ ادارہ صوبائی حکومت کے سرکاری جریدے میں تصریح شدہ ہو۔

تمام ادارے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اپنے کام کرنے والے کارکنوں کو یہ سہولت مہیا کریں گے کہ ان کے تحت کام کرنے والے ہر کارکن کے ایک بچے کو میٹرک تک مفت تعلیم مہیا ہو۔

مذکورہ قانون کے تحت مفت تعلیم اور اس کا خرچہ ان قواعد کے تحت ہوگا جس کا صوبائی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کرے گی۔ ایسے قواعد ان معاملات پر لاگو ہوں گے۔

(ا) سکول یا ادارے کا درجہ، اور اس کی حیثیت جہاں مفت تعلیم دی جائے گی،

(ب) ایسی تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات، جو کہ مذکورہ آرڈیننس کے تحت دے جائیں گے۔

خلاف ورزی کی سزا:

جو آجر اس قانون کی کسی شق یا ان قواعد سے روگردانی کا مرتکب پایا جائے گا جو کہ اس آرڈیننس کے تحت وضع کیے گئے ہیں تو ایسا کرنے پر اسے قید جو کہ ایک سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو کہ پانچ ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

منصف امن کا تقرر اور اسکی ذمہ داریاں

منصف امن (Justice of Peace) کا تقرر ملک کے کسی حصے یا علاقے میں امن قائم رکھنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے مصرحہ مدت کیلئے وضع کردہ قوائد کے تابع کسی ایسے شخص کو، جو پاکستان کا شہری ہو اور جسکی دیانتداری اور موزونیت مسلّم ہو، جریدے میں مصرحہ کسی مقامی علاقے کیلئے منصف امن مقرر کرے۔ اسی مقامی علاقے کیلئے ایک سے زائد منصف امن بھی مقرر کئے جاسکتے ہیں۔

منصف امن کے اختیارات

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲۔اے کی رو سے منصف امن کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہونگے۔

(۱) منصف امن کو کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں لانے کیلئے اس مقامی علاقہ کے اندر دفعہ ۵۴ میں دیئے ہوئے پولیس افسر کے اور دفعہ ۵۵ میں دیئے ہوئے پولیس کے افسر انچارج کے جملہ اختیارات حاصل ہونگے۔

(۲) ذیل (۱) کے تحت گرفتاری عمل میں لانے کی صورت میں منصف امن گرفتار کردہ شخص کو قریب ترین پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کے پاس لے جانے کا اہتمام کریگا اور گرفتاری کے حالات سے اگاہ کرنے کیلئے اسے رپورٹ دیگا جس پر ایسا افسر اس شخص کو دوبارہ گرفتار کرے گا۔

(۳) کسی علاقے کے منصف امن کو اختیار ہوگا کہ وہ اس علاقہ کے اندر ڈیوٹی پر مامور پولیس فورس کے کسی رکن کو حسب ذیل صورتوں میں اپنی امداد کیلئے طلب کرے جو طلبی حاکم مجاز کی طرف سے کی گئی تصور ہوگی۔

(الف) کسی شخص کو پکڑنے یا اسکے فرار کو روکنے کیلئے جو کسی قابل دست اندازی پولیس جرم میں شریک ہوا ہو، یا جسکے بارے میں معقول شکایت یا بااعتبار شہادت ملی ہو، یا جسکے بارے میں معقول شبہ ہو کہ اس نے ایسے کسی جرم میں حصہ لیا ہے۔

(ب) جرم کے عمومی سدباب کیلئے خصوصاً نقض امن یا خلل عامہ کو روکنے کیلئے۔

(۴) منصف امن صوبائی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے تابع مجاز ہوگا کہ اس علاقہ کے اندر رہنے والے کسی شخص کی شناخت کے متعلق سرٹفکیٹ جاری کرے یا دستاویز کی تصدیق کرے یا کسی ایسی دستاویز کی تصدیق کرے جس کی تصدیق کسی رائج الوقت قانون کے تحت کسی مجسٹریٹ سے کرائی جاتی ہو۔

منصف امن کی ذمہ داری

دفعہ ۲۲۔ بی کی رو سے صوبائی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے تابع منصف امن کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ!

(الف) مقامی علاقہ کے اندر کسی ایسے وقوعہ کی اطلاع موصول ہونے پر، جس میں نقص امن یا کسی جرم کا ارتکاب شامل ہو، فوری طور پر معاملے کی تحقیقات کرے اور اسکی تحریری رپورٹ قریب ترین مجسٹریٹ یا پولیس تھانے کے انچارج کو بھیجے۔

(ب) اگر ذیل (الف) میں محولہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہو تو جائے وقوعہ سے کسی چیز کو ہٹائے جانے یا کسی طور سے اس میں مداخلت کرنے سے روکے۔

(پ) تفتیش کنندہ پولیس افسر کی درخواست پر کسی جرم کی تحقیقات کرنے میں اس کو ہر ممکن امداد دے اور جرم کے شکار فرد کی موت متوقع ہونے کی صورت میں اسکا بیان قلمبند کرے۔

منصف امن بر بنائے عہدہ اور اسکے اختیارات

دفعہ ۲۵ کی رو سے سیشن جج صاحبان اور انکی نامزدگی کی صورت میں ایڈیشنل سیشن جج صاحبان اسی ضلع کی حدود کے اندر جس میں وہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہوں، منصف امن بر بنائے عہدہ (*Ex-Officio* Justices of Peace) ہونگے۔

دفعہ ۲۲۔اے کی شق (۶) کی رو سے منصف امن بر بنائے عہدہ حسب ذیل شکایات کی صورت میں متعلقہ پولیس کو مناسب ہدایات جاری کر سکتا ہے۔

(۱) کسی فوجداری کیس کے عدم اندراج کی شکایت

(۲) تفتیش کی ایک پولیس افسر سے کسی دوسرے پولیس افسر کو منتقلی کی شکایت۔

(۳) اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں پولیس کی لاپرواہی، ناکامی یا تجاوز کے ارتکاب کی شکایت۔

پولیس کا انسدادی کارروائی کا اختیار

پولیس کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ جرم کے ارتکاب سے پہلے اطلاع ملنے پر حرکت میں آ کر اس کا راستہ روکے اور قابل دست اندازی پولیس جرم کی صورت ایسی اطلاع ملنے پر اگر ضروری سمجھے تو جرم کا قصد کرنے والے فرد یا افراد کو گرفتار کر کے جرم کا سدباب کرے۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۹ کی رو سے کوئی بھی پولیس افسر مجاز ہے کہ کسی بھی قابل دست اندازی پولیس جرم کو روکنے کیلئے مداخلت کرے اور مقدور بھر کوشش کر کے اسکا ارتکاب نہ ہونے دے۔ دفعہ ۱۵۰ کی رو سے اگر کسی پولیس افسر کو اطلاع پہنچے کہ کسی شخص نے قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کا منصوبہ بنایا ہے تو لازم ہے کہ اسکی اطلاع اپنے بالا افسر کو اور کسی بھی دیگر ایسے پولیس افسر کو دے جسے ایسے کسی جرم کا انسداد کرنے یا اسکا ارتکاب ہو چکنے کی صورت میں اس میں دست اندازی کا اختیار حاصل ہو۔ دفعہ ۱۵۱ کی رو سے جس پولیس افسر کے علم میں ہو کہ کوئی شخص کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کا قصد کر رہا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ مجسٹریٹ کے احکامات اور وارنٹ گرفتاری کے بغیر اس شخص کو گرفتار کرے بشرطیکہ اسکی دانست میں اس جرم کا انسداد کسی اور طریقے سے ممکن نہ ہو تاہم عدالتی فیصلوں کی رو سے نقض امن یا جرم کے ارتکاب کے کسی فوری خدشے کے بغیر اس دفعہ کے تحت گرفتاری غیر قانونی ہوگی۔

سرکاری جائیداد کے تحفظ اور ناپ تول کے پیمانوں کے معائنہ کا اختیار

دفعہ ۱۵۲ کی رو سے کوئی بھی پولیس افسر مجاز ہے کہ وہ ازخود مداخلت کرتے ہوئے منقولہ یا غیر منقولہ سرکاری جائیداد کو نقصان پہنچانے کے اقدام سے یا کسی سرکاری زمینی نشان یا پانی پر تیرنے والے نشان یا جہاز رانی سے متعلق کسی نشان کو ہٹانے یا اسے نقصان پہنچانے سے روکے۔ اسی طرح دفعہ ۱۵۳ کی رو سے کسی بھی پولیس تھانے کا انچارج تھانے کی حدود کے اندر کسی وارنٹ کے بغیر ناپ تول وغیرہ کے اوزان کے معائنہ وتحقیق کی غرض سے کسی بھی

جگہ داخل ہوسکتا ہے بشرطیکہ اسے معقول شبہ ہو کہ وہاں ناپ تول کے جعلی اوزان یا آلات رکھے گئے ہیں اور وہاں ایسے اوزان یا آلات برآمد ہونے کی صورت میں انھیں قبضہ میں لیکر فوری طور پر مجاز مجسٹریٹ کو اسکی اطلاع دے۔

سرسری سماعت کا قانون وطریقہ کار

بعض معمولی نوعیت کے مقدمات کا تصفیہ جلد اور بلا تاخیر کرنے کیلئے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں سرسری سماعت کا طریقہ کار فراہم کیا گیا ہے۔ دفعہ ۲۶۰ کی رو سے مجسٹریٹ درجہ اول یا مجسٹریٹوں کا کوئی بنچ، جسے صوبائی حکومت کی طرف سے مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات تفویض کیے گئے ہوں، مجاز ہوگا کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو مندرجہ ذیل جرائم کا سرسری طور پر سماعت کرے۔

(اے) وہ جرائم جنکی سزا موت، عمر قید یا چھ ماہ سے زائد مدت کی قید نہ ہو۔

(بی) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۶۴، ۲۶۵ اور ۲۶۶ کے تحت جرائم یعنی جعلی باٹ یا پیمانوں کا فریبانہ استعمال یا ایسے باٹ یا پیمانے اپنے پاس رکھنے کے جرائم۔

(سی) اسی مجموعہ یعنی مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۷ (اے) کی شق (I) کے تحت شجہ خفیفہ کے جرائم۔

(ڈی) اسی مجموعہ کی دفعات ۳۷۹، ۳۸۰ یا ۳۸۱ کے تحت چوری کے جرائم جب چوری شدہ مال کی مالیت دو ہزار پانچ سو روپے سے زیادہ نہ ہو.

(ای) اسی مجموعہ کی دفعہ ۴۰۳ کے تحت کسی مال میں بددیانتی سے تصرف بے جا جب ایسے مال کی مالیت پچاس روپے سے زیادہ نہ ہو۔

(ایف) اسی مجموعہ کی دفعہ ۴۱۱ کے تحت مال مسروقہ وصول کرنا یا پاس رکھنا جبکہ ایسے مال کی مالیت دو ہزار پانچ سو روپے سے زیادہ نہ ہو۔

(جی) اسی مجموعہ کی دفعہ ۴۱۴ کے تحت مال مسروقہ کو چھپانے یا اسے ٹھکانے لگانے میں مدد دینا جبکہ ایسے مال کی مالیت دو ہزار پانچ سو روپے سے زیادہ نہ ہو۔

(ایچ) اسی مجموعہ کی دفعہ ۴۲۷ کے تحت ضرر رسانی۔

(آئی) اسی مجموعہ کی دفعہ ۴۴۸ کے تحت مداخلت بے جا بخانہ اور دفعات ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۶ اور ۴۵۷ کے تحت مداخلت بے جا بخانہ کے دیگر جرائم۔

(جے) اسی مجموعہ کی دفعہ ۵۰۴ کے تحت امن عامہ میں خلل ڈالنے کی نیت سے کسی کی توہین کرنا اور دفعہ ۵۰۶ کے تحت تخویف مجرمانہ۔

(جے جے) اسی مجموعہ کی دفعہ ۱۷۱ (ایف) کے تحت کسی الیکشن میں خود کو دوسرا شخص ظاہر کرنا۔

(کے) مذکورہ بالا جرائم میں کسی کی اعانت کرنا۔

(ایل) مذکورہ بالا جرائم کا اقدام جبکہ ایسا اقدام جرم ہو۔

(ایم) قانون مداخلت بے جا مویشیاں ۱۸۷۱ء کی دفعہ ۲۰ کے تحت جرائم یعنی مویشیوں کو قبضے میں لینے یا انھیں خلاف قانون محبوس رکھنے کے جرائم۔

تاہم ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے سرسری سماعت کے دوران اگر مجسٹریٹ یا بنچ پر ظاہر ہو کہ مقدمے کی نوعیت ایسی ہے جس میں سرسری سماعت مناسب نہیں تو وہ ان گواہان میں سے کسی کو دوبارہ طلب کر سکتا ہے جنکے بیانات لئے جا چکے ہوں اور مقدمے کی سماعت ضابطہ ہذا میں مذکور طریقے کے مطابق کر سکتا ہے۔

مجسٹریٹوں کے بنچ کو تفویض اختیار:

دفعہ ۲۶۱ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ مجسٹریٹوں کے کسی بنچ کو جسے درجہ دوم یا سوم کے اختیارات حاصل ہوں مندرجہ ذیل یا ان میں سے بعض جرائم کی سرسری سماعت کا اختیار تفویض کرے:۔

(اے) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۳۳۷۔اے(i)۳۳۷۔ایل(۲)، ۳۳۷۔ایچ(۲)، ۳۴۱، ۳۵۲، ۴۲۶، ۴۴۷ اور ۵۰۴ کے خلاف جرائم جو کہ بالترتیب کسی عوامی چشمے یا پانی کے ذخیرہ کو گندہ کرنے، ماحول کو صحت کیلئے خراب کرنے، شارع عام پر بے احتیاطی سے گاڑی وغیرہ چلانے، آگ یا آتش گیر مادے کی نسبت غفلت اختیار کرنے، جانوروں کی نسبت غفلت اختیار کرنے، امور باعث تکلیف عام کے جرائم جنکی سزا متعین نہیں کی گئی ہے۔ فحش کتابوں کی فروخت وغیرہ، فحش اشیاء وغیرہ کا نوجوانوں کو فروخت، فحش افعال اور گیت، شجہ خفیفہ کی سزا، ضرر اور غفلت کے بعض اقسام، مزاحمت بے جا کی سزا، شدید اشتعال کے بغیر حملہ یا جبر مجرمانہ کرنے، نقصان رسانی کی سزا، مداخلت بے جا کی سزا اور نقض امن کیلئے اشتعال دلانے کی نیت سے ارادتاً توہین کرنے کے بارے میں ہیں۔

(بی) قوانین بلدیہ اور قوانین پولیس کے ضمن متعلقہ حفظان صحت وصفائی کے خلاف جرائم جنکی سزا صرف جرمانہ یا ایک ماہ تک قید مع جرمانہ یا بلا جرمانہ ہے۔

(سی) مذکورہ بالا جرائم میں کسی کی اعانت

(ڈی) مذکورہ بالا جرائم کے ارتکاب کا اقدام جبکہ ایسا اقدام جرم ہو۔

مداخلت بے جا اور اسکی سزا

مداخلت بے جا (Trespass) سے مراد وہ دخل اندازی ہے جو کسی شخص کی ذات، جائیداد یا کسی دیگر حق کی نسبت کسی قانونی جواز کے بغیر کی جائے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان میں مداخلت بے جا کی مختلف صورتوں کیلئے سزائیں مقرر ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) مداخلت بے جا مجرمانہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۴۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے زیر قبضہ جائیداد میں کسی جرم کے ارتکاب کی نیت سے یا اس پر قبضہ جمانے یا اسکے مالک کو خوف زدہ یا بے عزت کرنے یا تنگ کرنے کی نیت سے داخل ہو یا ایسی جائیداد میں قانونی طور پر اسلئے ٹہرا رہے تاکہ اسکے مالک کو خوف زدہ یا بے عزت کرے یا کسی جرم کا ارتکاب کرے تو وہ مداخلت بے جا مجرمانہ (criminal trespass) کا مرتکب ہوگا۔

(۲) مداخلت بے جا بخانہ

دفعہ ۴۴۲ کی رو سے جو کوئی شخص کسی ایسی عمارت، خیمہ یا کشتی میں جو انسانی بود و باش کے کام آتی ہو یا کسی عبادت گاہ یا مال کی حفاظت کیلئے کام میں آنے والی عمارت میں داخل ہوکر یا ٹھہرا رہ کر مداخلت بے جا مجرمانہ کا مرتکب ہوتو اسے مداخلت بے جا بخانہ (house trespass) کہا جائے گا۔ اور اگر ایسی مداخلت بے جا مستحق شخص سے چھپانے کی پیش بندی کر کے کی گئی ہوتو دفعہ ۴۴۳ کی رو سے اسے مخفی مداخلت بے جا بخانہ (Lurking house trespass) کہا جائے گا۔ اسی طرح دفعہ ۴۴۴ کی رو سے اگر کوئی غروب آفتاب کے بعد اور طلوع سے پہلے مخفی مداخلت بے جا بخانہ کا ارتکاب کرے تو اسے مخفی مداخلت بے جا بخانہ بوقت شب (Lurking house trespass by night) کہا جائے گا۔

(۳) نقب زنی

دفعہ ۴۴۵ کی رو سے جو کوئی شخص مداخلت بے جا بخانہ کا مرتکب ہو تو وہ نقب زنی (housing breaking) کا مرتکب کہلایا جائے گا بشرطیکہ وہ کسی گھر یا اسکے کسی حصہ میں نیچے بیان کردہ ۶ طریقوں میں سے کسی طریق پر داخل ہو یا جرم کا ارتکاب کر کے ایسے ۶ طریقوں پر اس مکان سے یا اس مکان کے کسی حصہ سے باہر نکل آئے یعنی:۔

(۱) وہ کسی ایسے راستے سے داخل ہو یا باہر نکلے جو اس نے یا اس کے کسی معاون نے مداخلت بے جا بخانہ کیلئے بنایا ہو۔

(۲) وہ کسی ایسے راستے سے داخل ہو یا باہر نکلے جو ایسے داخلہ کے علاوہ کسی انسانی استعمال کے لئے مقصود نہ ہو یا جس تک وہ کسی دیوار یا عمارت پر کمند لگا کر چڑھ کر پہنچا ہو۔

(۳) وہ کسی ایسے راستہ سے داخل ہو یا باہر نکلے جس کو اس نے خود یا اسکے کسی معاون نے مداخلت بے جا بخانہ کے ارتکاب کیلئے ایسے وسیلوں سے کھول لیا ہو جس سے کھولا جانا صاحب خانہ کو مطلوب نہ ہو۔

(۴) وہ مداخلت بے جا بخانہ کے ارتکاب کیلئے یا ارتکاب کے بعد کوئی تالا کھول کر داخل ہو یا باہر نکلے۔

(۵) وہ جبر مجرمانہ کے ذریعے یا حملہ کر کے یا حملہ کی دھمکی دے کر داخل ہو یا باہر نکلے۔

(۶) وہ جانتے ہوئے کسی ایسے راستے سے داخل ہو یا باہر نکلے جسے خود اس نے یا اسکے کسی معاون نے کھول لیا ہو۔

اسی طرح دفعہ ۴۴۶ کی رو سے جو کوئی غروب آفتاب کے بعد اور طلوع سے پہلے نقب زنی کا مرتکب ہو تو اسے نقب زنی بوقت شب (house breaking by night) کا مرتکب کہا جائے گا۔

مداخلت بے جا کی سزا

دفعہ ۴۴۷ کی رو سے جو کوئی شخص مداخلت بے جا کا مرتکب ہوگا اسے تین مہینے تک کیلئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید یا پانچ سو روپے تک جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

مداخلت بے جا بخانہ کی سزا

دفعہ ۴۴۸ کی رو سے جو کوئی شخص مداخلت بے جا بخانہ کا مرتکب ہوگا تو اسے ایک سال تک کے لئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ البتہ دفعہ ۴۴۹ کی رو سے جرم قابل سزائے موت کے ارتکاب کیلئے مداخلت بے جا بخانہ کے ارتکاب کی صورت میں ایسے شخص کو عمر قید یا دس برس تک کیلئے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۰ کی رو سے جرم قابل سزائے عمر قید کے ارتکاب کیلئے مداخلت بے جا بخانہ کے ارتکاب کی صورت میں ایسے شخص کو دس برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اور دفعہ ۴۵۱ کی رو سے جرم قابل سزائے قید کے ارتکاب کیلئے مداخلت بے جا بخانہ کے ارتکاب کی صورت میں ایسے شخص کو دو برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا اور اگر چوری کے ارتکاب کی نیت سے ایسا کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں قید کی میعاد میں سات برس تک توسیع کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۲ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کو ضرب پہنچانے، اس پر حملہ آور ہونے یا اسکی مزاحمت بے جا (wrongful restraint) کرنے یا ایسے کسی جرم کے خوف میں مبتلا کرنے کی تیاری کر کے مداخلت بے جا بخانہ کا مرتکب ہوگا تو اسے سات برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی کی سزا

دفعہ ۴۵۳ کی رو سے جو کوئی شخص مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی (lurking house trespass or house breaking) کا مرتکب ہوگا تو اسے دو برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۴ کی رو سے جو کوئی شخص قابل سزائے قید جرم کے ارتکاب کیلئے مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی کا مرتکب ہوگا تو اسے تین برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا اور جس جرم کے ارتکاب کا ارادہ کیا گیا ہو اگر وہ سرقہ ہو تو قید کی میعاد میں دس برس تک کیلئے توسیع کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۵ کی رو سے ضرب پہنچانے، حملہ آور ہونے اور مزاحمت بے جا کرنے یا ایسے کسی جرم کا خوف دلانے کی تیاری کے بعد مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی کا ارتکاب کرنے والے شخص کو دس برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۶ کی رو سے جو کوئی مخفی مداخلت بے جا بخانہ بوقت شب یا نقب زنی بوقت شب کا مرتکب ہوگا تو اسے تین برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید

دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ البتہ دفعہ ۴۵۷ کی رو سے جو کوئی جرم قابل سزائے قید کے ارتکاب کیلئے مخفی مداخلت بے جا بخانہ یا نقب زنی بوقت شب کا مرتکب ہوگا تو اسے پانچ برس تک کیلئے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا اور اگر وہ جرم جس کے ارتکاب کی نیت کی گئی ہو سرقہ ہو تو قید کی میعاد میں ۱۴ برس تک کیلئے توسیع کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۴۵۸ کی رو سے جو کوئی کسی کو ضرر پہنچانے یا حملہ آور ہونے یا مزاحمت بے جا کرنے یا اسے ایسے کسی جرم کے خوف میں مبتلا کرنے کی تیاری کرکے مخفی مداخلت بے جا بخانہ بوقت شب یا نقب زنی بوقت شب کا مرتکب ہوگا تو اسے سزائے قید دی جائے گی جسکی میعاد ۱۴ برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا اور اگر وہ مداخلت بے جا یا نقب زنی کا ارتکاب کرتے ہوئے کسی شخص کو ضرر پہنچائے گا یا ضرر پہنچانے کا اقدام کرے گا تو وہ عمر قید یا دس سال تک کیلئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید اور جرمانے کی سزا کے علاوہ اس سزا کا بھی مستوجب ہوگا جو مجموعہ ھذا میں قتل یا ضرب کے ارتکاب یا اقدام کیلئے مقرر ہے۔

ججوں اور سرکاری ملازمین کے خلاف استغاثے کا قانون اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے تناظر میں

ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (Code of Criminal Procedure 1898) کی دفعہ ۱۹۷ اور فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ مجریہ ۱۹۵۸ء (The criminal Law (Amendment) Act1958) کے تحت ججوں، مجسٹریٹوں اور سرکاری ملازمین کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے انکے خلاف مقدمات کے اندراج کو اعلیٰ حکام کی منظوری سے مشروط کیا گیا ہے۔ دفعہ ۱۹۷ ضابطہ فوجداری کی رو سے اگر کسی جج، مجسٹریٹ یا ایسے سرکاری ملازم پر، جسے وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی منظوری کے بغیر ملازمت سے الگ نہ کیا جا سکتا ہو، کسی ایسے جرم کا الزام ہو جس کا ارتکاب اس نے مبینہ طور پر اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں کیا ہو تو کوئی عدالت ایسے جرم کے خلاف مقدمے کی سماعت وفاقی ملازم ہونے کی صورت میں صدر اور صوبائی ملازم ہونے کی صورت میں گورنر کی پیشگی منظوری کے بغیر نہیں کرے گی۔ صدر یا گورنر مجاز ہوگا کہ وہ اس امر کا تعین کرے کہ ایسے جج، مجسٹریٹ یا سرکاری ملازم کے خلاف استغاثے کی کاروائی کون کس طرح کرے گا اور یہ کاروائی کس عدالت میں ہوگی۔ اسی طرح فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ مجریہ ۱۹۵۸ء کی دفعہ ۶ کی ذیل (۵) کی رو سے بھی کسی ملازم سرکار سے سرزد اس ایکٹ کے تحت قابل سزا جرم کے خلاف استغاثے کی کارروائی کے لیے متعلقہ حکومت کی پیشگی منظوری لازمی قرار دی گئی ہے۔

ان قوانین کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا کیونکہ قرآن وسنت کے احکام کی رو سے قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور کسی بڑے سے بڑے عہدیدار کو بھی اس سلسلے میں کوئی استثناء یا خصوصی تحفظ حاصل نہیں ہے جبکہ مذکورہ قوانین کی رو سے ملازمین سرکار کو ایک بالاتر حیثیت دی گئی ہے جو کہ عدل وانصاف کے منافی ہے۔ جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت نے یہ قرار دیا کہ فرائض منصبی کے دوران کسی جج، مجسٹریٹ یا دیگر سرکاری ملازم سے سرزد ہونے والے کسی جرم کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کو صدر، گورنر یا کسی دیگر ذمہ دار افسر کی اجازت سے مشروط کرنے والی یہ دفعات قرآن و سنت کے احکام کے منافی ہیں۔ اور حکومت کو ان قوانین میں یکم جنوری ۱۹۹۰ء تک مناسب ترامیم عمل میں لانے کی ہدایت کی۔

وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف حکومت نے عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کی جس پر عدالت عظمیٰ نے اس

اپیل کومسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ زیرغور دفعات کسی سرکاری اہلکار کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کیلئے ضرر رسیدہ فرد کے راستے میں رکاوٹیں ہیں۔مزید براں کسی سرکاری اہلکار کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی اجازت دینے یا نہ دینے کے بارے میں یہ قانون نہ تو کوئی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور نہ اس سے ضرر رسیدہ شخص کومطلع کیا جاتا ہے۔ یہ دفعات ایک جائز شکایت کی صورت میں بھی استغاثے کی کاروائی کا راستہ مسدود کرتے ہوئے ذمہ دار اہلکار کومکمل تحفظ فراہم کرتی ہیں جبکہ یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ کسی مجاز اتھارٹی کی صوابدید پر کسی قانونی حقدار کی دادرسی سے انکارنہیں کیا جاسکتا۔اور فرائض منصبی کی انجام دہی کے بہانے کسی کوضرر پہنچانے والا اہلکار اس ضرر رسانی کا جواب دہ ہے۔اسطرح عدالت عظمیٰ نے دائر شدہ اپیلوں کوخارج کرتے ہوئے حکومت کو ہدایت کی کہ ان دفعات میں ۳۰ جون ۱۹۹۲ تک مناسب ترمیم کرے۔

عدالت عظمیٰ کے مذکورہ فیصلے پر نظر ثانی کیلئے حکومت کی طرف سے نظرثانی درخواستیں (Review Petitions No.1&2 of 1991) دائر کی گئیں مگر عدالت عظمیٰ نے مذکورہ نظرثانی درخواستوں کوبھی مسترد کرتے ہوئے زیرغور دفعات میں ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ تک ضروری ترامیم عمل میں لانے کی ہدایت کی بصورت دیگر یہ دفعات مذکورہ تاریخ کے بعد اپنا اثر کھودینگی۔

چونکہ زیرغور دفعات یعنی دفعہ ۱۹۷ ضابطہ فوجداری اور دفعہ ۶ (۵) فوجداری قانون ترامیمی ایکٹ مجریہ ۱۹۵۸ میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں ضروری ترامیم عمل میں نہیں لائی گئی ہیں اسلئے یہ دفعات عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ کے بعد اپنا اثر کھوچکی ہیں۔اور کسی جج مجسٹریٹ یا سرکاری اہلکار کی طرف سے فرائض منصبی کی ادائیگی کے بہانے کسی جرم کے ارتکاب کی صورت میں عدالتی چارہ جوئیکیلئے مجاز اتھارٹی کی رضامندی ضروری نہیں رہی ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل کے فرائض منصبی

ایڈوکیٹ جنرل صوبے کا اعلیٰ ترین افسر قانون کہلاتا ہے یہ ایک آئینی عہدہ ہے اور دستور کے آرٹیکل ۱۴۰ کے تحت اس کا تقرر، اہلیت اور فرائض منصبی وضع کئے گئے ہیں جس کے تحت:

(۱) ہر صوبے کا گورنر کسی ایسے شخص کو جو عدالت عالیہ (High Court) کا جج بننے کا اہل ہو، صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل مقرر کرے گا۔

(۲) ایڈوکیٹ جنرل کا فرض ہے کہ وہ صوبائی حکومت کو قانونی معاملات پر مشورہ دے اور قانونی نوعیت کے ایسے دیگر فرائض انجام دے، جو صوبائی حکومت کی طرف سے اسے تفویض کئے جائیں۔

(۳) ایڈوکیٹ جنرل گورنر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہتا ہے۔

(۴) ایڈوکیٹ جنرل گورنر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے۔

فرائض (duties):

۱۔ ایڈوکیٹ جنرل صوبائی حکومت کو فوجداری مقدمے کی دائری کے بارے میں، یا انتظامیہ کے فیصلے سے متعلق، یا دیگر کسی بھی قانونی معاملے سے متعلق مشورہ دے سکتا ہے۔

۲۔ ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں اہم نوعیت کے فوجداری مقدمات میں از خود حکومت کی نمائندگی کرے گا۔

۳۔ درج ذیل نوعیت کے مقدمات میں ایڈوکیٹ جنرل اپنے معاونین کو پیروی مقدمہ کرنے کا کہہ سکتا ہے۔

ا۔ ایسے مقدمات جہاں صوبائی حکومت فریق ہو، یا جن مقدمات میں صوبائی حکومت کا سیکریٹری فریق ہو۔

ب۔ ایسے مقدمات جن میں صوبائی حکومت کے افسران فریق ہوں، اور جن کا صوبائی حکومت نے از خود پیروی کرنے کا فیصلہ کیا ہو۔

تا ہم ایڈوکیٹ جنرل کے فرائض دیگر ملکی قوانین کے تحت بھی وضع کئے گئے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:

. ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت بعض خاص مقدمات صرف ایڈوکیٹ جنرل ہی دائر کرسکتا ہے۔ جیسا کہ امور باعث تکلیف عوام (public nuisance) اور وقف (trust) سے متعلق مقدمات۔

۴۔ امور باعث تکلیف عوام:

امور باعث تکلیف عوام سے متعلق مقدمات کی نوعیت دیوانی و فوجداری دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ فوجداری نوعیت کے مقدمات کا ذکر دفعہ ۲۶۸ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء میں کیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی بھی خلاف قانون فعل جس سے کسی نقصان یا خطرہ کا اندیشہ ہو، یا اس سے قرب وجوار میں رہنے والے لوگوں، یا وہاں کسی جائیداد پر قابض لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو وغیرہ۔ تاہم ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۱ کے تحت کسی امر باعث تکلیف عام کو ہٹانے کیلئے ایڈوکیٹ جنرل یا اس کے مقرر کردہ دو یا دو سے زیادہ اشخاص اس امر باعث تکلیف عام کے خلاف حکم امتناعی یا کسی بھی دادرسی کیلئے عدالت دیوانی میں مقدمہ مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔

۵۔ وقف (trust) سے متعلق مقدمات:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۲ کے تحت جو ٹرسٹ بغرض خیرات عام یا امور مذہبی قرار دیا گیا ہو اور اس ٹرسٹ کے مقاصد کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں ایڈوکیٹ جنرل خود یا دو یا دو سے زیادہ ایسے اشخاص جن کا اس ٹرسٹ سے مفاد متعلق ہو، تقرر کر کے ایسی عدالت میں جس کو صوبائی حکومت نے اختیارات دیئے ہوں، جس کے اختیار سماعت میں، وقف جائیداد کا کل یا جزوی حصہ واقع ہو، میں دعویٰ دائر کر سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل مزید امور کیلئے بھی برائے حصول ڈگری دعویٰ دائر کر سکتے ہیں۔

۱۔ کسی امین (trustee) کی برطرفی،

۲۔ نئے امین کی تقرری،

۳۔ کسی جائیداد کی تحقیقات کا حکم،

۴۔ اس بات کی اجازت دینا کہ ٹرسٹ کی جائیداد کا کس قدر حصہ خاص غرض یا اعانت کیلئے علیحدہ کیا جائے گا۔

۵۔ اس بات کی اجازت دینا کہ کل یا کوئی جزوی وقف جائیداد کرایہ یا پٹہ پر دی جائے یا بیع کیا جائے یا رہن رکھا جائے یا تبادلہ کیا جائے،

۶۔ جائیداد سے متعلق کسی اسکیم کو ناقص قرار دینے کیلئے،

۷۔ کسی اور طرح کی دادرسی کی استدعا کرنا، جو نوعیت مقدمہ کیلئے ضروری ہو۔

اس کے علاوہ ضابطہ کی کاروائی اور دیگر دادرسی کی نوعیت کے مقدمات، جن کا ذکر اوقاف ایکٹ ۱۸۹۳ء میں نہ کیا گیا ہو تو قانون کے مطابق ہی کوئی دعویٰ دائر کرسکتا ہے۔

۶۔ دیوانی نوعیت کے مقدمات میں آئینی یا قانونی تشریح:

تمام دیوانی عدالتیں اس بات کی پابند ہیں کہ جب بھی کسی مقدمہ میں صوبائی حکومت سے متعلق کوئی آئینی یا قانونی سوال درپیش ہو تو اس کیلئے ایڈوکیٹ جنرل کو نوٹس جاری کیا جائے گا۔

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے قاعدہ ۲۷ (الف) (ا) کے تحت جس میں سرکار مدعی علیہ ہو اور اسے صوبائی حکومت سے متعلق کوئی معاملہ درپیش ہو تو عدالت تصفیہ اس وقت تک نہ کرے گی جب تک کہ ایڈوکیٹ جنرل کو نوٹس نہ دیا جائے تاکہ اس نقطہ کی وضاحت کی جائے۔

اگر صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل نوٹس کے ملنے پر یا بصورت دیگر درخواست کریں کہ مقدمہ میں حکومت کو بطور فریق شامل کیا جائے تاکہ آئینی یا قانونی سوال کا تسلی بخش تصفیہ ہو سکے تو عدالت اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد اسے بطور فریق شامل کرسکتی ہے۔

۷۔ دیگر فرائض منصبی:

لیگل پریکٹیشنر اور بار کونسل ایکٹ ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۶ کے تحت ہر صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل اپنی صوبائی بار کونسل کا چیئرمین ہو گا اور مذکورہ ایکٹ کے تحت تمام قانونی امور از قسم ہائی کورٹ کے پریکٹس کے اہل وکلاء کو لائسنس کا اجراء کرنا۔ ایسے مقدمات جو کہ (misconduct) یا وکلا کے (safe guards) سے متعلق ہوں، قانون میں کسی قسم کی اصلاح کی تجویز دینا، ممبران کا الیکشن کرانا، ضرورت مند افراد کو مفت قانونی امداد وغیرہ شامل ہیں۔

۸۔ فوجداری مقدمات میں پیش ہونا؛

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 265-L کے تحت ایڈوکیٹ جنرل کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عدالت عالیہ کے روبرو مقدمہ کے کسی مرحلے پر ملزم کو سزا کا حکم صادر ہونے سے قبل، حکومت کے ایماء پر عدالت کو مطلع کرے کہ وہ اس کے مقدمہ کی پیروی سے انکار نہیں کرنا چاہتا۔ جس پر ملزم کے خلاف تمام کاروائی روک دی جائے گی اور اسے اس سے ڈسچارج کر دیا جائے گا، البتہ ایسے ڈسچارج کو بریت نہیں سمجھا جائے گا۔

۹۔ **دماغی امراض سے متعلق آرڈیننس ۲۰۰۱ء** (Mental Health Ordinance 2001) کی دفعہ ۳۰ کے تحت ایسے افراد جو کہ دماغی طور پر صحیح الحال نہ ہوں، کے رشتے داروں کی جانب سے ایڈوکیٹ جنرل کی تحریری رضامندی حاصل کرنے کے بعد ایسے افراد کی جائیداد اور اس کے تصفیے کے بارے میں عدالتی کاروائی کا آغاز ہو گا۔

۱۰۔ سپریم کورٹ رولز مجریہ ۱۹۸۰ء کے آرڈر IV کے تحت بعد از اٹارنی جنرل، صوبے کے ایڈوکیٹ جنرل کو عدالت عظمیٰ کے دیگر سینئر وکلاء صاحبان پر سماعت کا استحقاق حاصل ہوگا۔

معاونین برائے ایڈوکیٹ جنرل:

ہر صوبے کے محکمہ قانون کے تحت ایڈوکیٹ جنرل کے معاونین کا تقرر کیا جاتا ہے جو بلحاظ عہدہ حسب ذیل ہوتے ہیں۔

(۱) ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل

(۲) اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل

(۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ دیگر وکلا (state lawyer)

صوبائی اسمبلی میں تقریر کا حق:

دستور کے آرٹیکل III کے تحت ہرصوبے کے ایڈووکیٹ جنرل کو صوبائی اسمبلی یا اس کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کردیا جائے۔تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کی کاروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا۔تاہم اسی آرٹیکل کی رو سے وہ ووٹ دینے کا مستحق نہ ہوگا۔

اٹارنی جنرل آف پاکستان کے فرائض منصبی

وفاقی حکومت کے اعلی افسر قانون اٹارنی جنرل آف پاکستان (Attoreny General of Pakistan) ایک آئینی عہدہ ہے جس کی تقرری دستور پاکستان کے آرٹیکل ۱۰۰ کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔

مذکورہ آرٹیکل کے تحت:

۱۔ صدر پاکستان کسی ایسے شخص کو جو عدالت عظمٰی (Supreme Court) کا جج بننے کا اہل ہو، پاکستان کا اٹارنی جنرل مقرر کرے گا۔

۲۔ اٹارنی جنرل صدر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔

۳۔ اٹارنی جنرل کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ وفاقی حکومت کو قانونی مشورے دے اور قانونی نوعیت کے ایسے دیگر فرائض انجام دے جو وفاقی حکومت کی طرف سے اسے تفویض کئے جائیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں اسے پاکستان کی تمام عدالتوں اور ٹربیونلوں میں شنوائی کا حق حاصل ہوگا۔

معاونین برائے اٹارنی جنرل:

سنٹرل لاء آفیسرا یکٹ مجریہ ۱۹۷۰ء کے تحت اٹارنی جنرل کے معاونین کے طور پر مندرجہ ذیل افراد کا تقرر بطور سنٹرل لاء آفیسر کے کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایڈیشنل اٹارنی جنرل

۲۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل

۳۔ سٹینڈنگ کونسل

ایڈیشنل اٹارنی جنرل اور ڈپٹی اٹارنی جنرل کی تقرری کیلئے ایسے فرد کا تقرر ہوگا جو کہ عدالت عظمٰی (Supreme Court) کے جج کے منصب کیلئے اہل ہو جبکہ سٹینڈنگ کونسل کیلئے عدالت عالیہ (High

(Court) کے عہدے کے اہل شخص کا تقرر کیا جائے گا۔ ان تمام افراد کا تقرر صدر پاکستان کے حکم سے ہوتا ہے اور ان کی مشاہروں (allowance) کا تعین بھی صدر پاکستان مقرر کردہ شرائط وقواعد کے تحت کرتے ہیں۔

ان تمام افراد کو سرکاری فرائض منصبی کے علاوہ پاکستان کی تمام عدالتوں میں شنوائی کا حق حاصل ہے، ان افراد کو بطور پبلک پراسیکیوٹر لیا جاتا ہے، اور یہ کسی عدالت میں کوئی مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔ وفاقی حکومت کی جانب سے کسی قسم کی عدالتی کاروائی بشمول اپیل، نظرثانی، کسی بھی عدالت، ٹریبونل یا کسی خاص قانون کے تحت قائم کردہ خاص عدالت (special court) میں مقدمہ دائر کر سکتے ہیں یا پیش کر سکتے ہیں۔

مقدمات جہاں آئینی تصریح کی ضرورت ہو:

تمام دیوانی عدالتیں پورے پاکستان میں اس بات کی پابند ہیں کہ جب بھی دستور سے متعلق کوئی معاملہ درپیش ہو اور اس میں کسی قسم کی وضاحت کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں وہ عدالت اٹارنی جنرل کو نوٹس دے گی۔

ضابطہ فوجداری کے قاعدہ ۲۷ (الف) (ا) میں ایسے مقدمات کی وضاحت کی گئی ہے جس میں اٹارنی جنرل مرکزی حکومت سے درپیش قانونی یا آئینی نقطے کی وضاحت کرے گا۔

مذکورہ قاعدہ کے تحت:۔

(ا) سرکاری جانب سے دائر شدہ مقدمہ یا بنام سرکار مقدمہ میں جو بھی اہم نوعیت کا آئین کی تعبیر کے بارے میں کوئی سوال درپیش ہو تو اس کی توضیح کے بارے میں اٹارنی جنرل آف پاکستان کو نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔

(۲) اگر اٹارنی جنرل نوٹس ملنے پر یا بصورت دیگر درخواست کریں کہ مقدمہ میں حکومت کو بطور فریق شامل کیا جائے تا کہ آئینی یا قانونی معاملہ کا تسلی بخش تصفیہ ہو سکے تو عدالت اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد حکومت کو بطور فریق شامل کر سکتی ہے۔

سپریم کورٹ رولز مجریہ ۱۹۸۰ء کے رول IV کے تحت اٹارنی جنرل کو عدالت عظمیٰ کے تمام سینئر وکلاء پر استحقاق حاصل ہوگا۔

مجلس شوریٰ میں تقریر کا حق:

دستور کے آرٹیکل ۵۷ کے تحت اٹارنی جنرل کو کسی بھی ایوان یا ان کے مشترکہ اجلاس یا ان کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کر دیا جائے، تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کاروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا تاہم اس آرٹیکل کی بنا پر ووٹ دینے کا حق نہ ہوگا۔

معاشرہ / دستور کے خلاف بغاوت اور غداری کی سزا

معاشرے کے خلاف بغاوت ایک جرم ہے بغاوت میں ایسے تمام الفاظ، تحریر، فعل وغیرہ شامل ہیں جن سے کہ حکومت کے امن میں خلل ڈالنا شامل مقصود ہو۔ مثلاً چند شر پسند عناصر نا سمجھ لوگوں کے ذریعہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کریں یا لوگوں میں بے چینی اور بد دلی پھیلائیں۔ اسی طرح مرکزی یا صوبائی آئینی حکومت کے خلاف نفرت پھیلانا، نظم ونسق اور انصاف رسانی کے نظام کو مفلوج کرنا، بغاوت، بے اطمینانی، باہمی جنگ و جدل اور حکومت کے ساتھ فساد برپا کرنا بغاوت کے زمرے میں آتے ہیں۔

دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت جو کوئی الفاظ خواہ زبانی یا تحریری یا اشاروں سے یا نقل محسوس العین سے یا بصورت دیگر مرکزی یا صوبائی حکومت جو آئینی طور پر قائم ہوں، کے خلاف نفرت یا حقارت پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے یا ان کی نسبت بدخواہی پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے تو اسے عمر قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی یا تین سال قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ جبکہ ایسا جرم نا قابل راضی نامہ، اور نا قابل ضمانت ہے۔

قانون کی اس دفعہ کے تحت چند وضاحتیں دی گئی ہیں جن کے تحت:

۱۔ بدخواہی سے کئے گئے تبصرہ میں اطاعت سے انحراف اور جملہ خیالات دشمنی شامل ہیں؛

۲۔ ایسا نیک نیتی سے کیا گیا تبصرہ جس کا مقصد حکومت کے نظم ونسق میں اچھائی اور اصلاح اجاگر کرنا ہو، اور اس سے حکومت کے ساتھ تصادم کا خطرہ نہ ہو، اور اس نظریہ سے کئے جائیں کہ ان کی تبدیلی آئینی طریقوں سے حاصل کی جائے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت قابل سزا جرم نہ ہے۔

۳۔ ایسا تبصرہ جو کہ حکومت کے امور اور اس کی انتظامیہ کے بارے میں کیا گیا ہو مگر اس کا مقصد نفرت یا حقارت پیدا کرنا نہ ہو، مذکورہ دفعہ کے تحت جرم نہ ہے۔

استغاثہ دائر کرنا:

واضح رہے کہ یہ حکومت کے خلاف جرم ہے لہذا مقدمہ دائر کرنے کیلئے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۹۶ کے تحت حکومت کی اجازت حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے جو قابل سماعت عدالت سیشن یا اسپیشل مجسٹریٹ ہے۔

سنگین غداری:

دستور پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۶ کے تحت، کوئی شخص جو دستور تنسیخ کرے، یا تنسیخ کرنے کی کوشش یا سازش کرے، طاقت کے استعمال یا کسی دوسرے غیر قانونی طریقے سے دستور کو تخریب (subvert) یا تخریب کرنے کی سعی یا سازش کرے تو ایسا کرنے والا شخص سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔ اس فعل میں مدد یا معاونت کرنے والا شخص بھی اسی طرح سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔

سنگین غداری (سزا) ایکٹ مجریہ ۱۹۷۳ء کے تحت اس جرم کی سزا پھانسی یا عمر قید ہے اس قانون کی دفعہ ۲ کے تحت وفاقی حکومت کے مجاز شخص کی تحریری درخواست پر استغاثہ دائر ہو گا۔

دستاویزی شہادت

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء مقدمات میں دستاویزی شہادت کے بارے میں اس بات کی متقاضی ہے کہ فریقین مقدمہ یا ان کے وکلاء ایسی تمام دستاویزات جن پر مقدمہ کا انحصار ہو اور وہ فریقین کے قبضہ میں ہوں، مقدمہ کے ساتھ ان کا اندراج کریں اور ایسی تمام دستاویزات کی ایک فہرست مقدمہ کے ساتھ پیش کریں۔ ان دستاویزات کا بروقت پیش کرنا مقدمات میں انصاف کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔

دستاویزی شہادت بوقت سماعت اول پیش کرنا:

ضابطہ دیوانی آرڈر ۱۳ قاعدہ نمبر ۱ کا اطلاق ان تمام دستاویزات پر ہوگا جو کہ پہلی سماعت میں پیش کرنا ضروری ہوں گے اور جن پر مقدمہ کا انحصار ہوگا اور ایسی دستاویزات جن کو پیش کرنے کا عدالت نے حکم صادر کیا ہو عدالت ان دستاویزات کو اس کے ساتھ منسلک فہرست کے ساتھ وصول کرے گی۔ فریقین ایسی پیش کردہ دستاویزات کی تصدیق یا تردید کرنے کے مجاز ہوں گے۔

دستاویزات پیش نہ کرنے کا اثر:

قاعدہ نمبر ۲ کے تحت دستاویزی ثبوت جو کسی فریق کے قبضہ میں ہو اور جس کو پیش کرنا ضروری تھا مگر جو پیش نہ کیا گیا، مقدمہ کی آئندہ کارروائی میں اس وقت تک پیش نہ ہو سکے گا جب تک کہ اس کے پیش نہ کرنے کی وجہ سے عدالت کو مطمئن نہ کیا جائے۔

غیر متعلقہ شہادت دائر کرانا:

قاعدہ نمبر ۳ کے تحت دستاویزی شہادت یا تو عرضی دعویٰ یا جواب دعویٰ کے ساتھ بالترتیب دائر کئے جا سکتے ہیں، یا دعویٰ کی پہلی سماعت پر پیش کئے جا سکتے ہیں یا اس کے علاوہ کچھ دستاویزی شہادتیں آرڈر ۱۳ قاعدہ نمبر ۲ کے تحت دائر کئے جا سکتے ہیں۔ ایسی تمام دستاویزات سے متعلق عدالت مقدمہ کے کسی بھی مرحلہ پر کسی ایسی دستاویز کو

مسترد کرسکتی ہے جو کہ عدالت کی نظر میں مقدمہ کیلئے غیر ضروری ہو یا بصورت دیگر قابل ادخال نہ ہو ایسا کرتے ہوئے عدالت اس کی وجہ نا قابل ادخال سے فریقین کو آگاہ کرے گی۔

دستاویزی شہادت پر درج کوائف:

مذکورہ آرڈر کے قاعدہ نمبر ۴ کے تحت عدالت میں دستاویزی شہادت دائر کرنے کیلئے ان تمام دستاویزات پر مندرجہ ذیل کوائف درج کرنے ضروری ہیں:۔

ا۔ مقدمہ کا نمبر اور فریقین کے نام وغیرہ،

۲۔ دستاویزات دائر کرنے والے فریقین کا نام،

۳۔ دائر یا پیش کرنے کی تاریخ،

۴۔ دستاویزات کے منظور ہونے کی وجہ، اور

۵۔ کسی ایسی دستاویز جو کہ سرکاری، یا کھاتہ یا دیگر حساب کے بارے میں ہو تو اس کی ایک نقل لف کی جائے گی۔

دستاویزی شہادت

ا۔ اگر کوئی دستاویز بطور ثبوت شہادت پیش کی جاتی ہے اور اس میں اندراج کسی ڈاک بہی یا کھاتہ یا دیگر روزمرہ حساب کا ہو اور وہ رجسٹر میں ہو تو وہ فریق ایسی دستاویز کی نقل کا اندراج کرے گا۔

۲۔ اگر کسی ایسی دستاویز کو پیش کرنا مقصود ہو جس پر کسی سرکاری ریکارڈ کا اندراج ہو اور جو سرکاری دفتر سے بذریعہ سرکاری عہدے دار کے پیش کی جائے یا کسی کھاتہ یا حساب کا اندراج ہو، جو ایسے شخص کی ہو جو کہ فریق پیش کنندہ نہ ہو تو عدالت مذکورہ نقل کے پیش کرنے کی نسبت مندرجہ ذیل احکام صادر کرے گی۔

اگر ایسی کوئی بھی دستاویز کسی فریق کی جانب سے پیش ہو تو وہ فریق اسے پیش کرے گا،

اگر ایسا ریکارڈ از خود (own motion) حکم عدالت سے پیش ہونا ہو تو اسے کوئی بھی فریق پیش کرسکتا ہے،

ایسی تمام دستاویزات جو کہ عدالت میں پیش کی جائیں گی، ان کا اصل کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا،

ایسی دستایزات جو کہ نا قابل ادخال ہوں ان پر عدالت نامنظور شدہ لکھ کر بمعہ وجہ نامنظوری اس فریق کو واپس کر دے گی۔ جبکہ منظور شدہ دستاویزات یا ان کی نقل مقدمہ کے ریکارڈ کا حصہ ہوں گی۔

عدالت کسی بھی دستاویز کو جو مقدمہ کے دوران پیش کی گئی ہو کو ضبط کر کے عدالتی عہدہ دار کی تحویل میں مقررہ شرائط اور مدت کیلئے رکھ سکتی ہے۔

دستاویزات کو واپس کرنا:

کوئی بھی دستاویز جو کہ مقدمہ کے ساتھ داخل کی گئی ہو اور اس کا فریق اسے واپس لینا چاہتا ہو تو مندرجہ ذیل صورتوں میں وہ اسے واپس لینے کا مستحق ہوگا۔ مگر اس صورت میں ضبط کی گئی دستاویز وہ واپس نہیں لے سکتا۔

۱۔ اگر مقدمہ کا تصفیہ ہو چکا ہو،

۲۔ اگر فریق مقدمہ اپیل میں جائے تو اپیل کا تصفیہ ہو جانے کے بعد، اگر دوران مقدمہ اصل کاغذات جمع کراتا ہے اور ان کی اصل واپس لینا چاہتا ہے تو درخواست گذار دیگر عدالتی اہل کار کو اصل دستاویزات کی نقل فراہم کرے گا اور بوقت ضرورت اصل دستاویزات کے، اسے پیش کرنے کا اقرار کرے گا۔ مگر بے کار (useless) اور باطل (void) دستاویزات واپس نہ کی جائیں گی۔

عدالت کسی دوسرے مقدمہ کی مسل کو اپنے یا کسی دوسری عدالت سے طلب کر سکتی ہے۔

ضابطہ ۱۰ کے تحت عدالت اپنی صوابدید یا فریقین میں کسی کی درخواست پر مقدمہ یا کارروائی کی مسل کو اپنے یا کسی اور عدالت سے طلب کر کے اس کا معائنہ کر سکتی ہے۔

کارروائی کی مسل کیلئے درخواست دینی ہوگی کہ ایسا کرنا مقدمہ کی کارروائی اور اغراض انصاف کیلئے ضروری ہے۔

دیوانی مقدمات میں حاضری سے مستثنیٰ افراد کا بیان

تمام دیوانی اور فوجداری قوانین اس بات کے متقاضی ہیں کہ دوران سماعت فریقین مقدمہ جو کہ عدالت کی مقامی حدود میں رہتے ہوں، اپنے مقدمات میں اصالتاً حاضر رہیں اور عدالت اس بات کو یقینی بنائے تاکہ مقدمات غیر ضروری التواء کا شکار نہ ہوں اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان کا جلد تصفیہ ممکن بنایا جا سکے۔

تاہم ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت کچھ ایسے استثنائی حالات کا ذکر کیا گیا ہے جس کے تحت بعض افراد بطور فریق مقدمہ یا بطور گواہ مقدمہ اصالتاً پیش نہیں ہو سکتے اور انہیں قانون کے تحت حاضری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً وہ پردہ نشین خواتین جو اپنی برادری، طبقہ یا قبیلہ کے رسم و رواج کے مطابق لوگوں میں نہیں جاتیں ایسے اشخاص جن کو صوبائی حکومت نے بلحاظ عہدہ عدالت میں حاضر ہونے سے مستثنیٰ قرار دیا ہو، ضعیف العمر افراد، بیمار یا معذور افراد، غیر ملک میں رہائش پذیر افراد وغیرہ۔

ایسے تمام افراد کیلئے عدالت کمیشن مقرر کر سکتی ہے تاکہ ان افراد کی شہادت ریکارڈ کرائی جا سکے، تاہم ایسے کمیشن کا تقرر عدالت کے اطمینان کے بعد کیا جائے گا۔

مذکورہ استثنائی صورتوں کی تفصیل یوں ہے:

پردہ نشین خاتون کا بیان ریکارڈ کرنا:

زیر دفعہ ۱۳۲ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی استثنائی صورتحال کے تحت ایسی پردہ نشین خاتون جو کہ قبیلہ یا خاندان کے دستور، اور رسم و رواج کے مطابق لوگوں میں نہیں آتی یا اس کو لوگوں کے سامنے آنے پر مجبور نہ کیا جا سکے، عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اسے اصالتاً حاضری سے مستثنیٰ قرار دے گی اور ایسے فریق کی درخواست پر عدالت کمیشن مقرر کر سکے گی تاکہ اس کا بیان ریکارڈ کرایا جا سکے۔ تاہم فوجداری نوعیت کے مقدمات (criminal cases) میں مذکورہ صورتحال کے تحت رسم و رواج کی پابند خاتون بطور فریق یا بطور گواہ، کو حاضری سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جائے گا۔

بلحاظ عہدہ مستثنیٰ افراد کا بیان:

زیر دفعہ ۱۳۳ تمام صوبائی حکومتیں اس بات کی مجاز ہیں کہ وہ بذریعہ سرکاری گزٹ کچھ افراد کو بلحاظ عدالتی حاضری سے مستثنیٰ قرار دیں۔

ایسے مستثنیٰ افراد کے نام اور ان کی سکونت صوبائی حکومتیں وقتاً فوقتاً ہائی کورٹ کو ارسال کریں گی اور ایک فہرست ہائی کورٹ کی ماتحت عدالتوں کو دی جائے گی۔

اگر کسی مستثنیٰ فرد کا بیان لینا ہو تو عدالت اس کے لیے کمیشن مقرر کرے گی۔

معذور افراد کی شہادت/گواہی لینا:

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۴۷ کے تحت ایسے مقدمات جن میں کوئی فریق معذور ہو اور وہ اپنی معذوری کے باعث دیوانی مقدمہ میں پیش نہ ہو سکتا ہو تو وہ عدالت کی اجازت سے اپنے کسی قریبی دوست، سرپرست یا اپنے اعتماد کے کسی شخص کو اپنی جگہ قائم مقام کے طور پر پیش کر سکتا ہے اور اس کی حاضری ایسی سمجھی جائے گی گویا کہ وہ معذور شخص از خود سے حاضر ہوا ہو۔

اس کے علاوہ بیمار یا ضعیف العمر افراد کو بھی عدالت حاضری سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے جبکہ ایسے افراد کی شہادت ریکارڈ کرانے کے لیے عدالت کمیشن مقرر کر سکتی ہے۔

ملک سے باہر رہنے والے افراد کی شہادت لینا:

مذکورہ قانون کی دفعہ ۷۶ کے تحت ایسے افراد جو کہ ملک سے باہر ہوں اور وہ عدالت میں حاضر نہ ہو سکتے ہوں، ان کی شہادت ریکارڈ کرانے کے لیے عدالت کمیشن مقرر کرے گی، جو کہ اپنی تحقیقات کر کے رپورٹ عدالت کو پیش کرے گی۔

واضح رہے کہ عدالت کی جانب سے مقرر کردہ کمیشن کی رپورٹ شہادت کا حصہ بن جاتی ہے۔ اگر عدالت دیکھے کہ کمیشن کے گواہوں نے شہادت کے بارے میں صحیح رپورٹ نہیں دی ہے تو وہ کمیشن کا تقرر از سر نو کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ زیر دفعہ ۷۷ عدالت اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے کسی بھی شخص کی شہادت قلم بند کرنے کیلئے کمیشن کا تقرر کر سکتی ہے۔ اگر کسی فریق کو اس بات پر اعتراض ہو کہ ریکارڈ کی گئی مطلوبہ شہادت درست نہ ہے تو وہ درخواست دائر کر سکتا ہے۔

نا بالغ اور فاتر العقل افراد کے عدالتی مفادات کا تحفظ

دستور پاکستان اور ملکی قوانین کے تحت ہر شہری کے قانونی حقوق و مفادات کی حفاظت کو یقینی بنایا گیا ہے۔ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت ایسے افراد جو کہ قانونی حقوق اور مفادات کا از خود تحفظ نہیں کر سکتے، ان کیلئے ایسے قواعد وضع کئے گئے ہیں۔ جن کے تحت وہ اپنے دیوانی نوعیت کے عدالتی معاملات کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً نابالغ اور فاتر العقل یا ذہنی مریض وغیرہ۔ نابالغ سے مراد ایسا فرد ہے جو کہ قانون بلوغت ۱۸۷۵ء (Majority Act 1875) کے تحت ۱۸ سال کا نہ ہوا ہو۔ جبکہ فاتر العقل شخص سے مراد ایسا شخص لیا جائے گا جو دماغی امراض کے آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۱ء (Mental Health Ord 2001) کے تحت فاتر العقل قرار دیا گیا ہو۔ ایسے افراد کو عدالتی معاملات کے حل اور ان کے تصفیہ کیلئے قانونی گنجائش ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXXII کے تحت دی گئی ہے۔ چونکہ یہ قانوناً کسی مقدمہ میں فریق نہیں بن سکتے، لہذا کسی قسم کی عدالتی کاروائی کیلئے کسی ایسے شخص کا تقرر بطور ولی کیا جائے گا جو ان کے مفاد کیلئے بہتر سوچتا ہو، اور خیر خواہ ہو، اور ایسے ولی کا نابالغ یا فاتر العقل فرد کی جائیداد میں اپنی ذاتی کوئی غرض شامل نہ ہو۔

وہ افراد جو بطور ولی مقرر ہو سکتے ہیں:

درج ذیل افراد بطور ولی نابالغ اور فاتر العقل افراد کے، عدالتی تنازعات میں بطور مدعی پیش ہو سکتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو بالغ اور صحیح الدماغ ہو اور جس کا مفاد نابالغ کے کسی مفاد سے متصادم نہ ہو، نابالغ کے قریب ترین خیر خواہ کے طور پر کام کر سکتا ہے۔

مجاز اتھارٹی (Competent Authority) کے حکم سے مقرر شدہ ولی نابالغ یا فاتر العقل فرد کی جانب سے مقدمہ میں بطور ولی پیش ہوگا۔ اور اس کے علاوہ کسی اور شخص کو ولی مقرر نہ کیا جائے گا تاوقتیکہ عدالت اپنی کسی وجہ کی بناء پر اس کو بطور ولی مقدمہ فریق بنانے پر رضامند نہ ہو۔ ایسی صورت میں اس کی برطرفی کی وجوہات تحریر کی جائیں گی اور کسی نابالغ اور فاتر العقل کی جانب سے قریب ترین رفیق یا خیر خواہ کو بطور ولی فریق مقدمہ بنایا جائے گا۔

جب کوئی شخص دوران مقدمہ ولی کی ذمہ داری سے دست بردار ہونا چاہتا ہوتو عدالت اپنے کسی عہدہ دار کو ولی مقرر کرسکتی ہے اور بطور ولی اس کی خدمات کا معاوضہ بھی اس کو ادا کیا جائے گا۔ ایسا شخص بطور ولی نابالغ اورفاترالعقل کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔

نابالغ اورفاترالعقل مدعا علیہ کی جانب سے ولی کا تقرر:

اس بات کا یقین کر لینے کے بعد کہ مدعاعلیہ نابالغ یا فاترالعقل ہے، عدالت کسی مناسب شخص کو دوران مقدمہ ولی مقرر کرسکتی ہے۔ مقررشدہ ولی تحریری بیان حلفی دے گا جو کہ اس بات کی تصدیق کرے گا کہ اس کا مقدمے کے متنازعہ معاملات میں حق مخالف نابالغ نہ ہے۔ مقدمے میں دائرکردہ تمام عذرات کی سماعت کیلئے عدالت کا مقررکردہ ولی، یا اگر ولی مقرر نہ ہوتو نابالغ فریق کا باپ یا حقیقی ولی (Natural Guardian)، اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہوتو وہ شخص جس کی خبرگیری یا حفاظت میں نابالغ ہو، عدالت میں دوران مقدمہ پیش ہوگا۔ عدالت کی طرف سے مقررکردہ ولی کی تقرری مقدمے کی تمام کارروائیوں بشمول اپیل، نگرانی عدالت یا اجرائے ڈگری تک جاری رہے گی۔

عدالتی کارروائی کے دوران راضی نامہ یا معاہدہ:

کسی ولی یا خیرخواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ ازخود سے، عدالتی کاروائی کے دوران راضی نامہ یا معاہدہ کرائے ایسا کرنے کیلئے اس کو عدالت کی اجازت درکار ہوگی جس میں عدالت اسے اس بات کی اجازت دے سکتی ہے کہ وہ نابالغ یا فاترالعقل کی جانب سے بحیثیت ولی ایسا معاہدہ یا راضی نامہ کراسکتا ہے۔

جو معاہدہ یا راضی نامہ عدالتی اجازت نامہ کے بغیر کرایا جائے وہ فریقین مقدمہ کیلئے قابل فسخ (voidable) ہوگا۔

ولی کی برطرفی:

عدالت ایسی صورتوں میں ولی یا خیرخواہ کو برطرف کرسکتی ہے جب اس کا مفاد نابالغ کے مفاد سے متصادم ہو۔ جب ولی یا خیرخواہ کا تعلق مدعاعلیہ سے ہواور اس سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہو کہ وہ نابالغ کے حقوق کا مناسب تحفظ نہیں کرسکتا۔ وہ اگر دوران مقدمہ ملک سے باہر رہائش پذیر ہواور کچھ ایسی وجوہات ہوں جن کی بناء پر مدعی یا

مدعا علیہ کی جانب سے اس کی برطرفی کی درخواست دائر کی جائے، یا کسی ایسے شخص کی درخواست پر جسے کسی مجاز اتھارٹی نے مقرر کیا ہو، عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اسے برطرف کر سکتی ہے، یا ولی کے فوت ہو جانے کی صورت میں ان تمام صورتوں میں عدالت کسی مناسب ولی کا انتظام کر سکتی ہے۔

کوئی ولی یا خیرخواہ دوران مقدمہ عدالت کی اجازت کے بغیر کوئی روپیہ یا منقولہ جائیداد نابالغ کی طرف سے وصول نہیں کر سکتا، چاہے ایسا حکم کسی مصالحت کے تحت عمل میں آیا ہو یا عدالتی ڈگری کے ذریعہ صادر ہوا ہو۔ لیکن اگر نابالغ اور فاتر العقل فرد کی جائیداد کا ولی کسی بھی مجاز اتھارٹی سے مقرر کیا گیا ہو تو عدالت اس بات کا اطمینان کرے گی کہ آیا یہ شخص اس جائیداد کی حفاظت اور تحفظ کر سکتا ہے اور اس سے اس بات کی ضمانت لی جائے گی۔

مدعی کے بالغ ہونے پر مقدمہ پر اثر:

اگر دوران مقدمہ کوئی نابالغ مدعی یا کوئی ایسا نابالغ شخص جو مقدمہ میں فریق ہو، سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ اس مقدمہ کو نامناسب (unreasonable) سمجھے تو وہ عدالت سے استدعا کر سکتا ہے کہ اسے مدعی کے زمرے سے خارج کیا جائے عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس کی درخواست کو منظور کر سکتی ہے جس کی اطلاع ولی اور مقدمہ کے دیگر فریقین کو دی جائے گی۔

زبانی شہادت یا گواہ کا بیان

دوران مقدمہ ہر فریق کو اپنے موقف کی تائید میں شہادت گذارنا ہوتی ہے جس میں دستاویزی اور زبانی شہادت دونوں شامل ہیں۔

عام حالات میں دیوانی مقدمات میں مدعی کا یہ فرض ہے کہ وہ ان امور کی تائید میں اپنا موقف بیان کرے گا جس کا بارثبوت اس پر عائد ہوتا ہے۔ تاہم ایسے مقدمات جہاں تنقیحات (facts) کا بارثبوت تمام تر مدعا علیہ پر ہوتا ہے، مدعی اپنا بیان بطور تائید عرضی دعویٰ ریکارڈ کروا سکتا ہے اور ان تنقیحات پر جس کا بارثبوت مدعا علیہ پر ہے، کے متعلق وہ اپنا حق تردید مدعا علیہ کی شہادت کے آنے کے بعد تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔

ایک گواہ عدالت میں پیش ہونے کے بعد بالعموم تین طرح کے بیانات دیتا ہے۔ ایک بیان صرف واقعات پر مشتمل ہوتا ہے، دوسرا بیان اس پر مشتمل ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دستاویز عدالت میں پیش کرتا ہے جسے اس نے خود تیار کیا ہو اور اس کے پاس قانوناً تحویل میں آئی ہو، اور تیسرا بیان کسی دستاویز کو قانون کے تحت عدالت میں پیش کرنے کا اختیار ہے۔ دیوانی مقدمات میں ہر فریق کو بطور گواہ خود پیش ہونے کا حق حاصل ہے۔

گواہی کے اہل افراد:

قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۳ کے تحت ایسے تمام افراد شہادت دینے کے اہل ہیں جو سمجھ بوجھ رکھتے ہوں اور ان سوالوں کا تسلی بخش جواب دے سکتے ہوں جو بطور گواہ ان سے کیے جائیں۔ گواہی دینے والا کم عمر، یا انتہائی ضعیف العمر یا ذہنی طور پر علیل یا مجنون نہ ہو اور وہ پہلے سے جھوٹی گواہی دینے کے جرم کا ارتکاب نہ کر چکا ہو، نہ حدود کے مقدمہ میں سزا یافتہ ہوں۔ مزید یہ کہ بعض حساس نوعیت کے معاملات میں عدالت گواہ کی اہلیت کا تعین قرآن و سنت میں دیئے گئے اصول کے مطابق کرے گی۔

گواہوں کے بیانات:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت دیوانی مقدمات میں عدالتی کاروائی کی سماعت کرنے، گواہان یا شہادت پیش کرنے کا استحقاق مدعی کو حاصل ہے جس کیلئے مذکورہ قانون کے تحت قواعد و ضوابط وضع کیے گئے ہیں۔ جبکہ

فوجداری مقدمات میں چونکہ بارِ ثبوت استغاثہ پر ہوتا ہے اس لئے گواہان استغاثہ پہلے شہادت دیتے ہیں۔ مگر جہاں دیوانی یا فوجداری ضابطہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں عدالت اپنی صوابدید استعمال کرسکتی ہے۔ تاہم فریقین کو اس بات کی پوری اجازت ہے کہ وہ جس ترتیب سے چاہیں اپنے گواہ پیش کریں۔

ہر گواہ کا بیان عدالت میں جج کی موجودگی اور نگرانی میں لیا جاتا ہے گواہ پہلے اس فریق کے موقف کی تائید میں بیان دے گا جس کی طرف سے وہ شہادت دینے آیا ہو۔ گواہ کے اس بیان کو ابتدائی بیان (examination-in-chief) کہتے ہیں۔

اس میں گواہ اپنے فریق کے موقف کے متعلق وہ تمام اہم امور و واقعات عدالت کو بتائے گا جس کا اسے علم ہو اور جن کی وہ تصدیق کرسکتا ہو۔ بیان ابتدائی کے دوران گواہ سے اس قسم کے سوالات نہیں پوچھے جاسکتے۔ جس کا جواب "ہاں" یا "نہیں" میں ہوتا ہو۔ ایسے سوالات کو ہدایتی سوالات (leading question) کہتے ہیں جو کہ صرف جرح کے دوران کئے جاسکتے ہیں۔

گواہ کے ابتدائی بیان کے بعد دوسرے فریق کو اس گواہ پر جرح کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

جرح ان سوالات کو کہتے ہیں جو فریق مخالف کے گواہ سے اس کی شہادت کی جانچ پڑتال کی غرض سے کئے جاتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گواہ کے ابتدائی بیان کی صحت و صداقت کو معلوم کرایا جاسکے اور اگر گواہ نے کسی ایسے حقیقی واقعہ یا واقعات کو بیان کرنے سے گریز کیا ہو اور ایسے واقعات جرح کرنے والے مخالف فریق کے حق یا تائید میں ہوں۔ چونکہ ہر گواہ اپنے فریق کے حق میں بیان دیتا ہے اور وہ اپنے فریق کے بیان سے منحرف نہیں ہوسکتا۔

گواہ کے اپنے فریق سے منحرف ہونے کی صورت میں اسی عدالت میں یہ درخواست دی جاسکتی ہے کہ متعلقہ گواہ کو منحرف گواہ (hostile witness) قرار دیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ فریق اپنے پیش کئے گئے منحرف گواہ پر جرح کرسکتا ہے۔

تاہم فریق مخالف کی جانب سے جرح کے دوران گواہ کے بیان میں کسی قسم کا ابہام پیدا ہونے کی صورت میں اگر اس ابہام کی تشریح اور وضاحت فریق پیش کنندہ ضروری سمجھتا ہو تو وہ عدالت کی اجازت سے اس گواہ سے دوبارہ سوالات کرسکتا ہے۔ (re-examining)

ضابطہ دیوانی کے آرڈر ۱۸ کے تحت:

۱۔ شہادت کے قلم بند ہونے کے طریقہ کار سے متعلق قابل اپیل مقدمات میں عدالت گواہوں کے بیانات، عدالتی زبان میں لفظ بلفظ قلم بند کرتی ہے۔ ہر گواہ سے اس کے بیان پر دستخط کر کے سنایا جاتا ہے۔

(۲)۔ اگر کوئی گواہ عدالت کی مقامی حدود کی حد سے باہر جانے والا ہو یا عدالت کسی معقول وجہ کی بناء پر کسی گواہ کا فوری بیان لینا ضروری سمجھے تو اس صورت میں عدالت کسی فریق یا کسی گواہ کی درخواست پر اس گواہ کا بیان قلم بند کر سکتی ہے۔ بصورت دیگر اگر کسی وجہ سے عدالت فوری بیان نہ لینا چاہے تو عدالت نئی تاریخ مقرر کرے گی اور اس کی اطلاع فریقین کو دی جائے گی۔

(۳)۔ عدالت مقدمہ کے کسی بھی مرحلہ پر کسی گواہ کو جس کا بیان لیا جا چکا ہو، طلب کر سکتی ہے اور قانون شہادت کے تحت اس سے ایسے سوالات کر سکتی ہے جو کہ عدالت مناسب سمجھے۔

(۴)۔ کسی جج کے فوت یا تبادلہ کی صورت میں یا کسی اور سبب سے اگر وہ اس مقدمہ کا فیصلہ نہ کرے تو اس صورت میں اس کا جانشین جج اس کے قلم بند کردہ بیانات کو اس طرح کام میں لاتا ہے گویا کہ یہ بیانات اس نے خود قلم بند کئے ہیں اور مقدمہ کی کاروائی کا آغاز اسی مرحلے سے کیا جائے گا جس مرحلے پر مقدمہ پہنچا تھا۔ اس اصول کا اطلاق اس وقت بھی ہوگا جب مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت منتقل ہو جائے۔